2998

U18691. Date - 6-1-10

Title - IKHWAANUS SIFA.

Creator - Maulvi Ikram Ali Ne Arabi se Urdu Me
Tarjuma Kiya.

Publisher - Anjuman Taraqqi Hind (Delhi).

Date - 1939.

Pages - 155.

Subject - N.A.

سلسلۂ انجمن ترقّیِ اردو نمبر ۱۲

اِخوانُ الصّفا

مولوی اکرام علی مرحوم نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا

اور اب بہت سے نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد

انجمن ترقّیِ اردو (ہند) دہلی

نے شایع کیا

۱۹۳۹ء

خانصاحب عبداللطیف نے لطیفی پریس دہلی میں چھاپا

اور

منیجر انجمن ترقّی اردو (ہند) نے دہلی سے شائع کیا

فہرست مضامین اخوان الصفا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

سپاسِ بے قیاس اُس واجب الوجود کو لائق ہی جس نے اجسام ممکنات میں باوجود وحدتِ ہیولا کے مختلف صورتیں بخشیں۔ اور ماہیتِ انسانی کو جنس و فصل سے ترکیب دے کر ہر ایک فرد کو علیحدہ علیحدہ قوتیں عطا کیں۔ حمد بے حد واسطے اُس خالق کے سزاوار ہی جس نے نوعِ انسان کو نہانخانۂ عدم سے عرصہ گاہِ وجود میں لاکر تمام مخلوقات پر مرتبہ فضیلت کا بخشا۔ اور وجودِ بشر کو زیورِ نطق سے آراستہ کر کے خلعت علم کا پہنایا۔ انسانِ ضعیف البنیان کی کیا طاقت کہ اُس کی نعمتوں کا شکر بجالائے۔ اور قلمِ شکستہ رقم میں کتنی قدرت کہ اس عہدے سے برآوے

ابیات

بھلا حمد اُس کی ہم سے کب ادا ہو ۔ جہاں قاصر زبانِ انبیا ہو
یہاں سب عارفانِ بزمِ ادراک ۔ نہیں کہتے ہیں غیر از ماعرفناک
پھر اِس ممکن نے کب یہ عقل پائی ۔ کہ واجب تک کرے اپنی رسائی
بھلا انسان میں اِتنا ہی مقدور ۔ کہ ہووے حمد اُس کی اِس سے منظور

درودِ نامحدود واسطے سیّد المرسلین خاتم النبیّین محمد مصطفیٰ کے لائق ہے جس نے گمراہوں کو وادیِ ضلالت سے نکال کر منزلِ ہدایت پر پہنچایا۔ اُسی کے سبب ہم نے ہر ایک اُمّت پر بموجب آیۂ کریمہ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ کے مرتبہ فضیلت کا پایا۔ ابیات۔

محمدؐ سرورِ کون و مکاں ہے ۔ محمدؐ پیشوائے انس و جاں ہے
اُسی سے عاصیوں کی ہے شفاعت وہی ہے حامیِ روزِ قیامت

صلوٰۃ و سلام اُس کی آل و اصحاب پر جن کے سبب دینِ اسلام نے قوت پائی اور اُنھوں نے ہم کو راہ ہدایت کی دکھلائی۔

بعد اِس کے عاصی سراپا معاصی اِکرام علی یہ کہتا ہے کہ جب میں بموجب حُسنِ ایمائے جناب صاحبِ نامدار، عالی منزلت والا اقتدار، حکمت میں تمام حکمائے زمانہ سے برتر، دانائی میں عقلِ حادیِ عشر، خداوند نعمت، مسٹر ابرہم لاکٹ صاحب بہادر دام اقبالہٗ کے اور موافق طلبِ اخی و اُستاذی جناب بھائی صاحب قبلہ مولوی تُراب علی صاحب دام ظلّہم کے شہر کلکتے میں اور رہنموئیِ طالع سے بعد حصولِ شرفِ ملازمت کے موردِ عنایت و مرحمت کا ہوا۔ ازبسکہ صاحبِ موصوف کو کمالِ پرورش منظور تھی سرکارِ کمپنی بہادر میں نوکر رکھوا کر اپنے پاس متعیّن کر لیا۔

بعد چند روز کے باستصواب جناب صاحبِ عالی شان، زبدۂ دانایانِ روزگار، سردفترِ عُقلائے عالی مقدار، مدرّسِ ہندی کپتان جان ولیم ٹیلر صاحب بہادر دام دولتہٗ کے فرمایا کہ رسالۂ اِخوانُ الصّفا کہ انسان و بہائم کے مناظرے میں ہے تو اُس کا زبانِ اردو میں ترجمہ کر۔ لیکن نہایت سلیس کہ الفاظ مغلق اُس میں نہ ہووَیں۔ بلکہ اصلاحاتِ علمی اور خُطبے بھی اُس کے تکلّف سے

خالی نہیں ہیں، قلم انداز کر صرف خُلاصہ مضمون مناظرے کا چاہیے۔ راقم نے بموجب فرمانے کے فقط حاصلِ مطلب کو محاورۂ اردو میں لکھا۔ خطبوں کو نکال ڈالا اور اکثر اصطلاحات علمی کہ مناظرے سے اُن کو علاقہ نہ تھا ترک کیں۔ مگر بعضے خطبے اور اصطلاحاتِ ہندی وغیرہ کہ اصل مطلب سے متعلق تھے باقی رکھے۔

فی الواقع اگر اُس رسالے کی صنعت و رنگینی پر نگاہ کیجیے تو ہر ایک خطبہ اُس کا معدنِ فصاحت ہے اور ہر ہر فقرہ مخزنِ بلاغت۔ ہر چند کہ عوام الناس ظاہر عبارت سے اُس کے صرف مضمون مناظرے کا پاتے ہیں۔ مگر علمائے دقیقہ شناس ادراکِ معانی سے دقائق و معارفِ الٰہی کا حظ اُٹھاتے ہیں۔ مصنفین اُس کے ابو سلیمان ابوالحسن ابو احمد وغیرہ دس آدمی باتفاق یکدیگر بصرے میں رہتے تھے اور ہمیشہ علمِ دین کی تحقیق میں اوقات اپنی بسر کرتے۔ چنانچہ اکاون رسالے تصنیف کیے۔ بیشتر علوم عجیبہ وغریبہ اُن میں لکھے۔ یہ ایک رسالہ اُن میں سے انسانوں اور حیوانوں کے مناظرے میں ہے۔ طرفین کی دلائلِ عقلی و نقلی اُس میں بخوبی بیان کیں۔ آخر بہت قیل و قال کے بعد انسان کو غالب رکھا۔ اور غرض اُن کو اس مناظرے سے فقط کمالاتِ انسانی بیان کرنا ہے۔ چنانچہ اُس رسالے کے آخر میں لکھا ہے کہ جن وصفوں میں انسان حیوان پر غالب آئے وہ علوم و معارفِ الٰہی ہیں کہ اُن کو ہم نے اکاون رسالوں میں بیان کیا ہے۔ اور اِس رسالے میں مقصود یہی تھا کہ حقائق و معارف حیوانات کی زبانی بیان کیجیے تا غافلوں کو اُس کے دیکھنے سے کمالات حاصل کرنے کے واسطے رغبت ہووے۔

ترجمہ اُس رسالے کا خُلاصۂ امیرانِ ذوی الاقتدار، زُبدۂ نوئینانِ عالی مقدار، حاتمِ دوران، افلاطونِ زماں، سرورِ سرداران، بہادرِ بہادران نواب گورنر جنرل

لارڈ منٹو بہادر دامَ اقبالہٗ کے عہدِ حکومت میں کہ سن ہجری بارہ سو پچیس اور عیسوی اٹھارہ سو دس میں مرتب ہوا۔

پہلی فصل

بنی آدم کی ابتدائے پیدائش اور حیوانات کے ساتھ اُن کے مناظرے اور جنّوں کے بادشاہ بیوراسب حکیم کے حضور اُن کے استغاثہ کرنے اور اُس حکیم کے انسان کو بُلانے میں

لکھنے والے نے احوال ابتدائے ظہورِ بنی آدم کا یوں لکھا ہے کہ جب تک یہ تھوڑے تھے سدا حیوانوں کے ڈر سے بھاگ کر غاروں میں چھپتے اور درندوں کے خوف و خطر سے ٹیلوں اور پہاڑوں میں پناہ لیتے۔ اتنا بھی اطمینان نہ تھا کہ دو چار آدمی مل کر کھیتی کریں اور کھاویں۔ اِس کا کیا ذکر کہ کپڑا بُنیں اور بدن کو چھپاویں۔ غرض پھل پھلاری ساگ پات جنگل کا جو کچھ پاتے کھاتے اور درختوں کے پتّوں سے تن کو چھپاتے۔ جاڑوں میں گرم سیر جاگہ میں رہتے اور گرمیوں میں سرزمینِ سرد کا رہنا اختیار کرتے۔

جب اُس حالت میں تھوڑی مدّت گزری اور اولاد کی بہتایت ہوئی تب تو اندیشہ دام و دد کا کہ ہر ایک کے جی میں سمایا تھا بالکل نکل گیا۔ پھر تو بہت نے قلعے، شہر، قریے، نگر بسا کر چین سے رہنے لگے۔ زراعت کا سامان مہیّا

کر اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوئے اور حیوانوں کو دام میں گرفتار کرکے سواری باربرداری، زراعت، کشت کاری کا کام لینے لگے۔ ہاتھی، گھوڑے، اونٹ، گدھے اور بہت سے جانور کہ سدا جنگل بیابان میں شُترِ بے مُہار پھرتے تھے، جہاں جی چاہتا اچھا ہرا سبزہ دیکھ کر چرتے، کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ سو اُن کے کاندھے دن رات کی محنت سے چھل گئے، پیٹھوں میں غار پڑ گئے۔ ہرچند بہت سا چیخے چنگھاڑتے پر بیے حضرتِ انسان کب کان دھرتے اکثر وحشی خوفِ گرفتاری سے دوُر دشت جنگلوں میں بھاگے۔ طائر بھی اپنا بسیرا چھوڑ بال بچوں کو ساتھ لے اُن کے دیس سے اُڑنچھو ہو گئے۔ ہر ایک بشر کو یہ خیال تھا کہ سب حیوانات ہمارے غلام ہیں۔ کس کس مکر و حیلے سے پھندے اور جال بنا بنا اُن کے درپے ہوئے +

اِس دار و گیر میں ایک مدّت گذری یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے پیغمبر آخرالزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ نبیّ برحق نے گمراہوں کو شریعت کی راہ دکھلائی۔ بعضے جنّات نے بھی نعمت ایماں اور شرافتِ اِسلام کی پائی۔ جب اس پر بھی ایک زمانہ گزرا بیورَاسپ حکیم جنّی کہ لقب اُس کا شاہ مرداں تھا قومِ جنّات کا بادشاہ ہوُا۔ ایسا عادل تھا کہ جس کے عہد میں باگھ بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ کیا دخل کہ کوئی ٹھگ چوٹّا، دغا باز، اُچکاّ اُس کے قلمرو میں رہنے پاوے۔ جزیرۂ بلاصاغون نام کہ قریب خطِ استوا کے واقع ہے اُس شہنشاہِ عادل کی تخت گاہ ہے۔

اِتفاقاً ایک جہاز آدمیوں کا بادِ مخالف کے سبب تباہی میں آکر اُس جزیرے کے کنارے جا لگا۔ جتنے سوداگر اور اہلِ علوم کہ جہاز میں تھے اُتر کر اِس سرزمین کی سیر کرنے لگے۔ دیکھا تو عجب بہار ہے کہ رنگ برنگ کے

پھول اور پھل ہر ایک درخت میں لگے۔ نہریں ہر طرف جاری۔ حیوانات ہرا ہرا سبزہ چر چگ کر بہت موٹے تازے آپس میں کلولیں کر رہے ہیں۔ از بسکہ آب و ہوا وہاں کی نپٹ خوب اور زمین نہایت شاداب تھی کسی کا دل نہ چاہا کہ اب یہاں سے پھر جائیے۔ آخر مکانات طرح طرح کے بنا بنا اُس جزیرے میں رہنے لگے اور حیوانات کو دام میں گرفتار کرکے بدستور اپنے کاروبار میں مشغول ہوئے +

وحشیوں نے جب یہاں بھی سُبھتا نہ دیکھا راہ صحرا کی لی۔ آدمیوں کو تو یہی گُمان تھا کہ یہ سب ہمارے غُلام ہیں۔ اِس لیے انواع و اقسام کے پھندے بنا کر بطورِ سابق قید کرنے کی فکر میں ہوئے۔ جب حیوانوں کو یہ زعمِ فاسد اُن کا معلوم ہوا اپنے رئیسوں کو جمع کرکے دارالعدالت میں حاضر ہوئے۔ اور بیوراشب حکیم کے سامنے سارا ماجرا ظُلم کا کہ اُن کے ہاتھوں سے اُٹھایا تھا مفصّل بیان کیا۔ جس وقت بادشاہ نے تمام احوال حیوانوں کا سُنا وہیں فرمایا کہ ہاں جلد قاصدوں کو بھیجیں آدمیوں کو حضور میں حاضر کریں۔ چنانچہ اُن میں سے ستّر آدمی جُدے جُدے شہروں کے رہنے والے کہ نہایت فصیح و بلیغ تھے بمجرّد طلب بادشاہ کے حاضر ہوئے۔ ایک مکان اچھّا سا اُن کے رہنے کے لیے تجویز ہوا۔ بعد دو تین دن کے جب ماندگی سفر کی رفع ہوئی اپنے سامنے بلوایا۔ جب اُنھوں نے بادشاہ کو تخت پر دیکھا دُعائیں دے آداب و کورنش بجالا اپنے اپنے قرینے سے کھڑے ہوئے۔

یہ پادشاہ تو نہایت عادل و منصف، جواں مردی اور سخاوت میں اقران و امثال سے سبقت لے گیا تھا۔ زمانے کے غریب و غربا یہاں آن کر پرورش

کلیکیش۔ سائنٹے

پاتے تھے۔ تمام قلمرو میں کسی زبردست عاجز پر کوئی زبردست ظالم ظلم نہ کرتا۔ جو چیزیں کہ شرع میں حرام ہیں اُس کے عہد میں بالکل اُٹھ گئی تھیں۔ ہمیشہ سوائے رضامندی اور خوشنودیٔ خدا کے کوئی امر ملحوظِ خاطر نہ تھا۔ اِس نے نہایت اخلاق سے اُن سے پوچھا کہ تم ہمارے ملک میں کیوں آئے؟ ہماری تمھاری تو کبھی خط و کتابت بھی نہ تھی۔ کیا ایسا ہوا کہ تم یہاں تک پہنچے؟

ایک شخص اُن میں سے کہ جہاندیدہ اور فصیح تھا تسلیمات بجا لا کر کہنے لگا کہ ہم عدل و انصاف بادشاہ کا سُن کر حضور میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور آج تک اِس آستانہ دولت سے کوئی داد خواہ محروم نہیں پھرا ہے۔ اُمید یہ ہے کہ بادشاہ ہماری داد کو پہنچے۔ فرمایا کہ عرض تمھاری کیا ہے؟ عرض کیا کہ اے بادشاہِ عادل یہ حیوانات ہمارے غلام ہیں۔ ان میں سے بعضے متنفر اور بعضے اگرچہ جبراً تابع ہیں لیکن ہماری ملکیت کے مُنکر۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اِس دعوے پر کوئی دلیل بھی ہے؟ کیونکہ دعوۓ بے دلیل دارالعدالت میں سُنا نہیں جاتا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ اِس دعوے پر بہت سی دلائل عقلی و نقلی ہیں۔ فرمایا بیان کرو۔ ان میں سے ایک شخص کہ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھا منبر پر چڑھ کے اس خطبے کو فصاحت اور بلاغت سے پڑھنے لگا۔

حمد اُس معبودِ حقیقی کے لایق ہے جس نے پرورشِ عالم کے لیے عرصۂ زمین پر کیا کچھ مہیّا کیا اور کتنے اسباب بنائے اور انسانِ ضعیف البُنیان کے واسطے کیسے کیسے حیوانات پیدا کیے۔ خوشا حال اُن کا جو اُس کی رضامندی میں راہ عاقبت کی سنوارتے ہیں۔ کیا کہیے اُن لوگوں کو جو نافرنی کرکے ناحق اُس سے برگشتہ ہوتے ہیں؟ اور درود بے حد واسطے نبیِّ برحق محمد مصطفٰی کے سزاوار ہے جس کو اللہ تعالٰے نے پیچھے سب پیغمبروں کے خلق کی ہدایت کے لیے بھیجا اور سب کا اُسے

سرداد بنایا۔ تمام جن و بشر کا وہی بادشاہ ہے۔ اور روزِ آخرت میں سب کا پشت و پناہ۔ صلوٰۃ و سلام اُس کی آل پر جن کے سبب دین و دنیا کا انتظام ہوا اور اسلام نے رواج پایا۔

غرض ہر آن میں شکر ہو اُس صانعِ بیچوں کا جس نے ایک پانی کے قطرے سے آدم کو پیدا کیا اور اپنی قدرتِ کاملہ سے اُس کو صاحبِ اولاد بنایا۔ اور اُس سے حوّا کو پیدا کرکے ہزاروں انسان سے روئے زمین کو آباد کیا۔ اور ساری مخلوقات پر اُن کو شرف بخشا۔ تمام خشکی و تری میں مسلّط کیا۔ طرح طرح کا پاکیزہ کھانا کھلایا۔ چنانچہ آپ ہی قرآن میں فرماتا ہے:۔ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۔ حاصل اُس کا یہ ہے کہ سب حیوانات تمھارے لیے مخلوق ہوئے ہیں۔ ان سے فائدے اٹھاؤ اور کھاؤ اور ان کی کھال اور بال سے پوشش گرم بناؤ۔ صبح کے وقت چراگاہ میں بھجوانا اور شام کو پھر گھروں میں لے آنا تمھارے واسطے زیب و آرائش ہے۔ اور ایک مقام پر یوں فرمایا ہے:۔ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۔ یعنی خشکی اور تری میں اونٹوں اور کشتیوں پر سوار ہو۔ اور ایک جا پر یوں ارشاد کیا ہے:۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا یعنی گھوڑے، خچر، گدھے اِس واسطے پیدا ہوئے ہیں کہ اُن پر سواری کرو۔ اور ایک موضع پر یوں کہا:۔ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ ۔ یعنی ان کی پیٹھوں پر سوار ہو اور اپنے خدا کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اِس کے سوا اور بھی بہت آیاتِ قرآنی اِس مقدّمے میں نازل ہیں اور توریت و انجیل سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات ہمارے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ بہر صورت ہم ان کے مالک یہ ہمارے مملوک ہیں۔

تب بادشاہ نے حیوانوں کی طرف متوجّہ ہوکر فرمایا کہ اِس آدمی نے آیاتِ قرآنی اپنے دعوے پر گزرانیں۔ اب جو کچھ تمھارے خیال میں آوے اِس کا جواب دو۔ یہ سُن کر خچّر نے زبانِ حال سے یہ خُطبہ پڑھا:۔

حمد ہی اُس واحدِ پاک قدیم بے نیاز کی شان میں کہ موجود تھا قبل ایجادِ عالم کے نہ زمان میں نہ مکان میں۔ ایک کُنْ کے کہنے میں تمام کائنات کو پردۂ غیب سے ظاہر کیا۔ افلاک کو آب و آتش سے ترکیب دے مرتبہ بلندی کا بخشا۔ ایک پانی کے قطرے سے آدم کی نسل کو ظاہر کرکے آگے پیچھے دُنیا میں بھیجا کہ اُس کی آبادی میں مشغول ہوں، خراب نہ کریں۔ اور محافظت حیوانات کی کما ینبغی بجا لاکر فائدہ اُٹھاویں۔ نہ یہ کہ اُن پر ظُلم کریں اور ستاویں۔

بعد اس کے یوں کہنے لگا کہ اے بادشاہ یے آیتیں جو اِس آدمی نے پڑھیں اُن سے یہ نہیں مفہوم ہوتا ہی کہ ہم اِن کے ملوک ہیں اور یے ہمارے مالک۔ کیونکہ اِن آیتوں میں ذکر ان نعمتوں کا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بخشی ہیں۔ چنانچہ یہ آیتِ قرآنی اِس پر دال ہی۔ سَخَّرَهَا لَكُمْ كَمَا سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالرِّيَاحَ وَالسَّحَابَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو تمھارے تابع کیا ہی آفتاب اور ماہتاب اور ہوا اور ابر کو۔ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہی کہ یے ہمارے مالک اور ہم اِن کے غلام ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلائق کو آسمان و زمین میں پیدا کرکے ایک کو دوسرے کا تابع کیا۔ اِس لیے کہ آپس میں ایک دوسرے سے منفعت اٹھاوے اور نقصان دفع کرے۔ پس ہم کو جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے تابع کیا ہی صرف اِس واسطے کہ فائدہ اِن کو پہنچے اور نقصان اِن سے دفع ہو۔ نہ جیسا کہ انھوں نے گمان کیا ہی اور بہتان سے کہتے ہیں کہ ہم مالک اور یے غلام ہیں۔

قبل اس کے کہ یہ آدمی پیدا نہ ہوئے تھے ہم اور ما باپ ہمارے بے مزاحمت روئے زمین پر رہتے تھے۔ ہر ایک طرف چرتے۔ جہاں جی چاہتا پھرتے۔ اور ایک ایک اپنی معاش کی تلاش میں مشغول تھا۔ غرض پہاڑ جنگل بیابان میں آپس میں ملے جُلے رہتے اور اپنے بال بچوں کو پرورش کرتے۔ جو کچھ خُدا نے مقدّر کیا تھا اُس پر شاکر ہو رات دن اُس کی حمد میں گزارتے۔ اُس کے سوا کسی کو نہ جانتے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں چین سے رہتے۔ کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔

جب اس پر ایک زمانہ گزرا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹّی سے بنایا اور تمام روئے زمین کا خلیفہ کیا۔ جب کہ آدمی بہتا یت سے ہوئے جنگل بیابان میں پھرنے لگے۔ پھر تو ہم غریبوں پر دستِ ستم دراز کیا۔ گھوڑے گدھے خچّر بیل اونٹ پکڑ کر خدمت لینے لگے اور وہ مصیبتیں کہ ہمارے باپ دادے کے بھی دیکھنے میں نہ آئی تھیں، بزور و تعدّی وقوع میں لائے۔ کیا کریں؟ ہم لاچار ہو کر جنگل اور صحرا میں بھاگے۔ پھر بھی اِن صاحبوں نے کسی طرح پیچھا نہ چھوڑا۔ کن کن حیلوں سے پھندے اور جال لے کر درپے ہوئے۔ اگر دو چار تھکے ماندے کہیں ہاتھ لگ گئے اُن کا احوال نہ پوچھیے کہ باندھ چھاند کر لے آتے ہیں اور کیا کیا دُکھ دیتے ہیں۔ علاوہ اُس کے ذبح کرنا، پوست کھینچنا، ہڈیوں کو توڑنا، رگوں کو نکالنا، پیٹ چاک کرنا، پر اُکھاڑنا، سیخ میں پرونا، آگ میں جلانا، بھون کر کھانا اِن کا کام ہے۔ ساتھ اِس کے یہ کہ پھر بھی راضی نہیں۔ یہی دعوے ہے کہ ہم مالک یہ غُلام ہیں۔ جو اِن میں سے بھاگا، گنہگار ہُوا۔ اِس دعوے پر نہ کوئی دلیل نہ کوئی حُجّت ہے۔ مگر سراسر ظُلم و بدعت ہے۔

دوسری فصل

قضیۂ انسان وحیوان کے فیصلے کے لیے بادشاہِ جنّات کے متوجہ ہونے کے بیاں میں

جس وقت بادشاہ نے یہ احوال حیوانوں کا سُنا اِس قضیے کے انفصال کے لیے بدل مصروف ہوا ارشاد کیا کہ قاضی مُفتی اور تمام اعیان دارکان جنّوں کے حاضر ہوں وہیں بموجب حکم کے سب کے سب بارگاہِ سُلطانی میں حاضر ہوئے تب انسانوں سے فرمایا کہ حیوانوں نے تمھارے ظُلم کی حکایت و شکایت بیان کی اب اس کا تُم کیا جواب دیتے ہو؟ ایک شخص اِن میں سے تسلیمات بجا لاکر یوں عرض کرنے لگا کہ اے جہاں پناہ یہ سب ہمارے غلام اور ہم اِن کے مالک ہیں۔ ہم کو سزاوار ہے کہ حکومتِ خاوندانہ ان پر کریں اور جو کام چاہیں اِن سے لیں۔ ان میں سے جس نے ہماری اطاعت کی مقبولِ خدا ہوا اور جو ہمارے حکم سے پھرا گویا خُدا سے پھرا۔

بادشاہ نے فرمایا کہ دعوے بے دلیل محکمۂ قضا میں مسموع نہیں ہوتا کوئی سند اور دلیل بھی بیان کرو۔ اُس نے کہا بہت دلائل عقلی و نقلی سے ہمارا دعوے ثابت ہے۔ فرمایا کہ وہ کون سی دلیلیں ہیں؟ تب وہ کہنے

لگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری صورتوں کو کس پاکیزگی سے بنایا۔ ہر ایک عضو مناسب جیسا چاہیے عطا کیا۔ بدن سُڈول، قد سیدھا، عقل اور دانش جس کے سبب نیک و بد میں امتیاز کریں بلکہ تمام آسمان کا احوال جانیں اور بتادیں یہ خوبیاں ہمارے سوا کس میں ہیں؟ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں۔

بادشاہ نے حیوانوں سے پوچھا کہ اب تم کیا کہتے ہو؟ اُنھوں نے التماس کیا کہ ان دلیلوں سے دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ دُرستی نشست و برخاست کی خصلت بادشاہوں کی ہے اور بدصورتی و خمیدگی علامت غلاموں کی؟ اُن میں سے ایک نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کو توفیق نیک بخشے اور آفاتِ زمانی سے محفوظ رکھے۔ غرض یہ ہے کہ خالق نے آدمیوں کو اُس صورت اور ڈیل ڈول پر اس واسطے نہیں بنایا ہے کہ ہمارے مالک کہلاویں۔ اور نہ ہم کو اس شکل اور چال ڈھال پر پیدا کیا کہ اُن کے غلام ہو دیں۔ وہ حکیم ہے۔ اُس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ جس کے واسطے جو صورت مناسب جانی عطا کی۔

تیسری فصل

صورتوں اور قدوں کے اختلاف کے بیان میں

بیان اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس گھڑی انسانوں کو پیدا کیا، عُریانِ محض تھے، بدن پر کچھ نہ تھا کہ سردی گرمی سے محافظت میں رہیں۔ پھل پھلاری جنگل کی کھاتے اور درختوں کے پتّوں سے تن کو ڈھانپتے۔ اسی واسطے اُن کے قدوں کو سیدھا اور لنبا بنایا کہ درختوں کے پھل پتّے توڑ کر بآسانی کھاویں اور اپنے تصرّف میں لاویں۔ اور غذا ہماری گھاس ہے۔ اس لیے ہمارے قدوں کو ٹیڑھا بنایا کہ بخوبی چریں اور کسی نوع کا دُکھ نہ اُٹھاویں۔

بادشاہ نے کہا یہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ یعنی انسان کو ہم نے نہایت سُڈول بنایا، اس کا کیا جواب دیتے ہو؟ اُس نے عرض کیا۔ جہاں پناہ کلامِ ربّانی میں ظاہری معنوں کے سوا بہت سی تاویلیں ہیں کہ بغیر اہلِ علوم کے کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر اِس کی عالموں سے پوچھا چاہیے۔ چنانچہ ایک حکیم دانشمند نے بموجب حکم بادشاہ کے مطلب اِس آیت کا یوں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا شبھ گھڑی نیک ساعت تھی۔ ستارے اپنے اپنے بُرجِ شرف میں جلوہ گر اور ہیولے عناصر کے واسطے قبول کرنے

صورتوں کے آمادہ و مستعد تر تھے۔ اس لیے صورتیں اچھی قد سیدھے ہاتھ پانو درست بنے اور احسن تقویم کے ایک معنی اور بھی اِس آیت سے ظاہر ہوتے ہیں فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو حدِّ اعتدال پر پیدا کیا۔ نہ بہت لنبا بنایا نہ بہت چھوٹا۔

بادشاہ نے کہا۔اس قدر اعتدال اور مناسبت اعضا کی واسطے فضیلت کے کفایت کرتی ہو۔ حیوانوں نے عرض کی کہ ہمارا بھی یہی حال ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھی ساتھ اعتدال کے جیسا مناسب تھا ہر ایک عضو بخشا۔ اس فضیلت میں ہم اور وہ برابر ہیں۔ انسان نے جواب دیا کہ تمھارے لیے مناسبت اعضا کی کہاں ہو؟ صورتیں نپٹ مکروہ قد بے موقع ہاتھ پانو بھدبیلے۔ کیونکہ تم میں سے ایک اونٹ ہو۔ ڈیل بڑا ، گردن لنبی ، دُم چھوٹی۔ اور ہاتھی ہو جس کا ڈیل ڈول بہت بڑا اور بھاری ، دو دانت لنبے منہ سے باہر نکلے ہوئے ، کان چوڑے چکلے ، آنکھیں چھوٹی۔ بیل اور بھینسے کی دُم بڑی ، سینگ موٹے ، اوپر کے دانت نہیں۔ دُنبے کے سینگ بھاری چوتڑ موٹے ، بکرا ہو جس کی داڑھی بڑی ، چوتڑ ندارد۔ خرگوش کا قد چھوٹا ، کان بڑے۔ اسی طرح بہت سے درند اور پرند اور چرند ہیں کہ قد و قامت ان کا بے موقع ، ایک عضو کو دوسرے سے مناسبت نہیں۔

اِس بات کو سُنتے ہی ایک حیوان کہنے لگا۔ افسوس کہ صنعتِ الٰہی کو تو نے کچھ نہ سمجھا۔ ہم مخلوق ہیں ، خوبی اور درستی ہمارے اعضا کی اُسی سے ہو۔ پس عیب ہمارے کرنا حقیقت میں اُس کا عیب ظاہر کرنا ہو۔ یہ نہیں جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شَے کو اپنی حکمت سے واسطے ایک فائدے کے پیدا کیا ہو۔ اِس بھید کو سوا اُس کے اور اہلِ علوم کے کوئی نہیں

جانتا ہی۔

اُس آدمی نے کہا۔ اگر تو حکیم حیوانوں کا ہی تو بتلا کہ اونٹ کی گردن لنبی بنانے میں کیا فائدہ ہی۔ اُس نے کہا اِس واسطے کہ پانو اُس کے لنبے تھے۔ پس اگر گردن چھوٹی ہوتی گھاس چرنا اُس پر دشوار ہوتا۔ اس لیے گردن لنبی بنائی کہ بخوبی چرے اور اُسی گردن کے زور سے زمین سے اُٹھے اور ہونٹوں کو تمام بدن پر پہنچا سکے اور کھجلا دے۔ اِسی طرح ہاتھی کی سونڈ گردن کے بدلے لنبی بنائی اور کان بڑے کہ مکھیوں اور مچھروں کو اُڑا دے۔ کوئی آنکھ مُنہ میں گھسنے نہ پاوے کیونکہ منہ اُس کا ہمیشہ دانتوں کے سبب کُھلا رہتا ہی، بند نہیں ہوتا، اور دانت لنبے اس واسطے ہیں کہ درندوں کی مضرّت سے آپ کو بچاوے۔ اور خرگوش کے کان اِس لیے بڑے ہوئے کہ بدن اُس کا نہایت نازک کھال پتلی ہی، اُنھیں کانوں کو جاڑے میں اوڑھے اور گرمیوں میں بچھاوے۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جاندار کے واسطے جیسا عضو مناسب جانا بخشا۔ چنانچہ زبانی حضرت موسیٰ کے فرمایا ہی۔ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی یعنی عطا کی اللہ نے ہر ایک شی کو خلقت اُس کی بعد اُس کی ہدایت کے۔ حاصل یہ ہی کہ جس کے واسطے جو عضو مناسب تھا بخشا اور راہ نیک دکھلائی۔

جس چیز کو تم خوب صورتی سمجھ کر فخر کرتے اور اپنے زعم میں جانتے ہو کہ ہم مالک اور یے غلام ہیں، سو غلط ہی۔ خوب صورتی ہر ایک جنس کی وہی ہی کہ ہم جنس میں مرغوب ہو۔ جس کے سبب آپس میں اُلفت کریں۔ اور یہی موجب توالُد تناسل کا ہی۔ کیونکہ خوش اُسلوبی ایک جنس کی دوسری

جنس کو مرغوب نہیں ہوتی۔ ہر ایک جانور اپنی ہی جنس کی مادہ پر دل لگاتا ہے۔ دوسرے جانور کی مادہ اگرچہ اُس سے کہیں بہتر ہو نہیں چاہتا۔ اُسی طرح آدمی بھی اپنی ہی جنس پر رغبت کرتے ہیں۔ وہ لوگ کہ سیاہ فام ہیں گورے بدن والوں کو نہیں چاہتے۔ اور جو گورے ہیں سیاہ فاموں پر دل نہیں لگاتے۔ پس تمھاری خوبصورتی موجب بزرگی کی نہیں ہے کہ ہم سے آپ کو بہتر جانو۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ جودتِ حواس کی ہم میں بہت ہے یہ بھی غلط ہے۔ بعضے حیوان تم سے ہوش و حواس زیادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ اونٹ ہے کہ پانو بڑے، گردن لنبی، سر ہوا سے باتیں کرتا ہے۔ باوجود اِس کے اندھیری راتوں میں اپنے پانو رکھنے کی جگہ دیکھ کر اُن راہوں میں کہ گزرنا وہاں سے محال ہے، چلتا ہے۔ اور تُم مشعل و چراغ کے محتاج ہوتے ہو۔ اور گھوڑا دوُر سے چلنے والے کی آہٹ سُنتا ہے۔ بیشتر ایسا ہوُا کہ حریف کی آہٹ سُن کر سوار کو اپنے جگایا اور دُشمن سے بچایا ہے۔ اگر کسی نے بیل یا گدھے کو ایک بار کسی بِن دیکھے رستے میں لے جا کر چھوڑ دیا ہے وہاں سے چھُٹ کر بخوبی اپنے مکان میں چلا آتا ہے۔ مُطلق بھُولتا نہیں۔ تم اگر کسی راہ میں کئی بار گئے ہو پھر جب کبھی اُس رستے جانے کا اتفاق ہوتا ہے گھبراتے اور بھُول جاتے ہو۔ بھیڑیں بکریاں ایک رات میں سینکڑوں بچّے جن کر صبح کو چراگاہ میں جاتی ہیں۔ شام کو جس وقت وہاں سے پھرتی ہیں بچّے اپنی اپنی ماؤں کو اور وے اپنے اپنے بچّوں کو پہچان لیتی ہیں۔ تُم میں سے اگر کوئی چند مُدّت باہر رہ کر گھر میں آیا ما بہن باپ بھائی کو بھُول جاتا ہے۔ پھر تمیز اور جودتِ حواس کہاں ہے جس پر اتنا فخر کرتے ہو؟

اگر کچھ بھی عقل ہوتی تو اُن چیزوں پر کہ اللہ تعالیٰ نے تُم کو بے محنت

و مشقت عطا کی ہیں فخر نہ کرتے کیونکہ دانشمند و صاحب تمیز اسی کو فخر جانتے ہیں جو کسب و محنت سے حاصل کریں اور اپنی سعی و کوشش سے علوم دینی اور خصلتیں اچھی سیکھیں۔ تم میں تو یہ ایک بات بھی نہیں ہی کہ جس سے ہم پر فخر کرتے ہو۔ مگر دعوے بے دلیل اور خصومت بے معنی ہی ؛

چوتھی فصل

انسان کی شکایت میں کہ ہر ایک حیوان سے جُدی جُدی بیان کی ہو

بادشاہ نے انسانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تُم نے جواب اِس کا سُنا۔ اب تُم کو جو کچھ کہنا باقی ہو، بیان کرو۔ انھوں نے کہا۔ ابھی بہت سی دلیلیں باقی ہیں کہ اُن سے دعوےٰ ہمارا ثابت ہوتا ہو۔ بعضے اُن سے یہ ہیں کہ مول لینا، بیچنا، کھلانا پلانا، لباس پہنانا، سردی گرمی سے محفوظ رکھنا، قصوروں سے اُن کے چشم پوشی کرنا، درندوں کی مضرت سے بچانا، جب کہ بیمار ہوں شفقت سے دوا کرنا، یہ سلوک ہمارے اِن کے ساتھ بنظرِ شفقت اور مرحمت کے ہیں۔ تمام مالکوں کا یہی دستور ہو کہ غلاموں پر ہر حال میں نظرِ شفقت اور مرحمت کی رکھتے ہیں۔

بادشاہ نے یہ سُن کر حیوان سے فرمایا کہ تو اِس کا جواب دے۔ اُس نے کہا یہ آدمی جو کہتا ہو کہ حیوانوں کو ہم مول لیتے اور بیچتے ہیں یہ طور آدمیوں میں بھی جاری ہو چنانچہ فارس کے رہنے والے جب کہ روم پر فتح پاتے ہیں رومیوں کو بیچ ڈالتے ہیں۔ اور رومی جس گھڑی فارس پر غالب آتے ہیں فارسیوں سے یہی سلوک کرتے ہیں۔ ہند کے رہنے والے سندھیوں سے اور سندھ والے ہندیوں سے اعرب تُرکوں سے اور تُرک عربوں سے یہی معاملہ وقوع میں لاتے

ہیں۔ غرض کہ ایک دوسرے پر جب غالب ہوتا اور فتح پاتا ہے غنیم کی قوم کو اپنا غلام جان کر بیچ ڈالتا ہے۔ کیا جانیے کہ حقیقت میں کون غلام ہے اور کون مالک؟ یہ دور اور نوبتیں ہیں کہ موافق احکام نجوم کے آدمیوں میں جاری ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ۔ یعنی نوبت بہ نوبت پھیرتے ہیں ہم زمانے کو آدمیوں میں۔ اِس بات کو جاننے والے جانتے ہیں۔

اور یہ جو اُس نے کہا کہ ہم اِن کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ اِس کے سوا اور سلوک کرتے ہیں۔ سو یہ شفقت اور مہربانی سے نہیں ہے بلکہ اِس خوف سے کہ اگر ہم ہلاک ہوں اِن کے مال میں نقصان آوے، سوار ہونے، بوجھ لادنے اور بہت سے فائدوں میں خلل پڑے۔

بعد اُس کے ہر ایک حیوان نے بادشاہ کے رو برو شکوہ اُن کے ظلم کا جُدا جُدا بیان کیا۔ گدھے نے کہا کہ ہم جس گھڑی اِن آدمیوں کی قید میں ہوتے ہیں پیٹھوں پر ہماری اینٹ پتھر لوہا لکڑی اور بہت سا بوجھ لادتے ہیں۔ ہم کس محنت اور مشقت سے چلتے ہیں۔ اور اِن کے ہاتھوں میں چھڑیاں اور کوڑے رہتے ہیں۔ چوتڑوں پر ہمارے مارتے ہیں۔ اُس وقت اگر بادشاہ ہم کو دیکھے تأسف اور رحم کرے۔ اِن میں شفقت اور مہربانی کہاں جیسا اُس آدمی نے گمان کیا ہے؟

پھر بیل نے کہا۔ جس وقت ہم اِن کی قید میں ہوتے ہیں ہلوں میں بندھے اور چکیوں کولھوؤں میں جکڑے ہوئے، مُنہ میں چھیکے، آنکھیں بند۔ اِن کے ہاتھوں میں کوڑے اور لکڑیاں، مُنہ اور چوتڑوں پر مارتے ہیں۔

بعد اِس کے دُنبے نے کہا کہ ہم جس گھڑی اِن کی قید میں ہوتے ہیں کیا کیا مصیبتیں اُٹھاتے ہیں۔ اپنے لڑکوں کے دودھ پینے کے لیے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اُن کی ماؤں سے جدا کر کے ہاتھ پانو باندھ کر مسلخ میں لے جاتے ہیں۔

ہرگز اُن مظلوموں کی فریاد و زاری نہیں سُنتے ۔وہاں بن دانے پانی ذبح کرکے کھال کھینچتے، پیٹ پھاڑتے، کھوپریوں کو توڑتے، جگر کو چاک کرتے، قصائیوں کی دُکانوں میں لے جاکر چُھریوں سے کاٹتے ہیں اور سیخ میں پرو کر تنور میں بھونتے ہیں۔ ہم یہ مُصیبتیں دیکھ کر چُپ رہتے ہیں، کُچھ نہیں کہتے۔

اُونٹ نے کہا۔جس وقت ہم اِن کے ہاتھوں اسیر ہوتے ہیں ہمارا یہ حال ہے کہ رسّیاں نتھنوں میں پہنا کر ساربان کھینچتے ہیں اور بہت سا بوجھ پیٹھوں پر لاد کر اندھیری راتوں میں ٹیلوں اور پہاڑوں کی راہ سے لے جاتے ہیں۔ غرض پیٹھیں ہماری کجاووں کے ہچکولوں سے لگ لگ جاتی ہیں۔ پانو کے تلوے پتھروں سے زخمی ہوتے ہیں۔اور بھوکے پیاسے جہاں جی چاہتا ہے لیے پھرتے ہیں۔ ہم بیچارے لاچار فرماں برداری اِن کی کرتے ہیں۔

ہاتھی نے کہا جس وقت ہم اِن کے قیدی ہوتے ہیں گلوں میں رسّیاں پانو میں پیکڑے ڈال کر ہاتھوں میں آنکس لوہے کے لے کر داہنے بائیں اور سر پر مارتے ہیں۔

گھوڑے نے کہا جس گھڑی ہم اِن کے مقیّد ہوتے ہیں ہمارے مُنہوں میں لگام، پیٹھوں پر زین، کمر میں تنگ باندھ کر لڑائیوں اور معرکوں میں زرہ بکتر پہن کر سوار ہوتے ہیں۔ہم بھوکے پیاسے آنکھیں گرد و غبار سے آلودہ رن میں جاکر تلواریں مُنہ پر، نیزے اور تیر سینوں پر کھاتے ہیں اور خون کے دریا میں پیرتے ہیں۔

خچّر نے کہا۔جس گھڑی ہم اِن کی قید میں گرفتار ہوتے ہیں عجب طرح کی مصیبتیں اُٹھاتے ہیں۔پانو میں رسّیاں، مُنہوں میں لگامیں اور دہانے لگا کر باندھ رکھتے ہیں۔ایک دم نہیں چھوڑتے کہ اپنی ماداوں کے پاس جاکر کُچھ ہوس اپنے

جی کی مٹاویں۔ سائیس اور نفر پیٹھوں پر پالان لاد کر سوار ہوتے ہیں۔ لکڑیاں اور کوڑے ہاتھوں میں لے چوتڑ اور مُنہ پر مارتے ہیں اور جو مُنہ میں آتا ہے گالیاں اور فحش بکتے ہیں۔ مرتبہ سفاہت کا یہاں تک ہے کہ بیشتر اپنے تئیں اور اپنی بہن بیٹی کو گالیاں مغلّظ سناتے اور یہ سب گالیاں اُن پر اور اُن کے مالکوں پر ہوتی ہیں۔ سچ ہے کہ وہ لایق بھی اِسی کے ہیں۔

اگر بادشاہ اُس جہالت و سفاہت اور فحش بکنے پر اِن کے غور کرے تو معلوم ہو کہ تمام جہان کی بُرائی اور بدذاتی اور جہل و نادانی ان میں بھری ہے۔ پھر بھی اِن بدذاتیوں سے خبر نہیں رکھتے۔ خُدا و رسول کی وصیّت و نصیحت کو کان میں ہرگز جگہ نہیں دیتے حالانکہ آپ ہی اِن آیتوں کو پڑھتے ہیں۔ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔ حاصل اس کا یہ ہے۔ اگر مغفرت اپنی خُدا سے چاہتے ہو تو اوروں کے بھی گناہوں سے درگزر رو۔ وَقُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللّٰهِ۔ یعنی حکم کر اے محمّد مومنوں سے کہ کافروں کے قصوروں سے درگزریں۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ۔ یعنی جتنے درند اور چرند اور پرند کہ روئے زمین پر پھرتے چلتے اور ہوا پر اُڑتے ہیں ان کا بھی جتھا تُمھارا سا ہے۔ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ یعنی جس گھڑی اونٹوں پر سوار ہو اپنے خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور کہو۔ پاک ہے وہ اللّٰہ جس نے ایسا جانور ہمارے تابع کیا کہ ہم ہرگز اُس پر قادر نہ ہو سکتے تھے اور ہم خُدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

جس گھڑی خچّر اِس کلام سے فارغ ہوا اونٹ نے سُوّر سے کہا کہ تیرے گروہ نے جو ظُلم آدمیوں کے ہاتھ سے اُٹھایا ہو تو بھی کہہ اور ایسے بادشاہِ عادل کے سامنے بیان کر۔ شاید شفقت اور مہربانی کرکے ہمارے

اسیروں کو ان کے ہاتھوں سے مخلصی بخشے کیونکہ تیرا بھی گروہ چرندوں سے ہے۔
ایک حکیم نے کہا کہ سؤر چرندوں سے نہیں ہے بلکہ درندوں سے ہے۔ نہیں
جانتا ہے تو کہ اس کے دانت باہر نکلے ہوئے ہیں اور مُردار بھی کھاتا ہے؟
دوسرے نے کہا۔ یہ چرند ہے کیونکہ کُھر رکھتا ہے اور گھاس بھی کھاتا ہے۔
تیسرے نے کہا۔ یہ درند اور چرند اور بہائم سے مرکّب ہے جس طرح
شُتر گاؤ مرکب ہے بیل اور اونٹ اور چیتے سے۔ اور شتر مُرغ کہ شکل اُس
کی طائر اور اونٹ دونوں میں ملتی ہے۔

سؤر نے اونٹ سے کہا۔ میں کچھ نہیں جانتا ہوں کیا کہوں اور کس کا
شکوہ کروں۔ مجھ میں بہت سا اختلاف کرتے ہیں۔ جو کہ مسلمان ہیں ہم کو
مسخ و ملعون سمجھ کر ہماری صورتوں کو مکروہ اور گوشت ناپاک جانتے ہیں
اور ہمارے ذکر سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور رومی ہمارا گوشت رغبت سے
کھاتے اور متبرک سمجھتے ہیں اور قربانی کرنا بہت ثواب جانتے ہیں اور
یہودی ہم سے بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ بے گناہ ہمیں گالیاں دیتے
اور لعنت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اُن کو نصاریٰ اور رومیوں سے عداوت
ہے۔ اور ارمنی ہم کو بیل بکرے کی مانند جانتے ہیں۔ فربہی اور موٹے
گوشت کے سبب اور کثرتِ توالد کے باعث بہتر سمجھتے ہیں۔ اور یونانی
طبیب ہماری چربی کو اکثر علاج میں مستعمل کرتے ہیں بلکہ اپنی دواؤں میں
رکھ بھی چھوڑتے ہیں۔

چرواہے اور سائیس ہم کو اپنے جانوروں اور گھوڑوں کے پاس
اصطبل اور چراگاہ میں رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے وہاں رہنے سے گھوڑے
اور جانور اُن کے بہت بلاؤں سے محفوظ رہتے ہیں۔ سنتری اور جادوگر

ہماری کھال کو اپنی کتابوں اور جادوؤں جنتروں میں دھرتے ہیں۔ موچی اور موزہ گر ہماری گردن اور موچھوں کے بالوں کو بہت چاہ اور خواہش سے اُکھاڑ رکھتے ہیں کہ وہ اُن کے بہت کام آتے ہیں۔ ہم حیران ہیں، کچھ کہہ نہیں سکتے کس کا شکر کریں اور کس کا شکوہ۔

جس گھڑی شوّر یہ سب کچھ کہہ چکا گدھے نے خرگوش کی طرف دیکھا تو یہ اونٹ کے پاس کھڑا تھا۔ اُس سے کہا کہ تیرے ابنائے جنس پر جو کچھ انسانوں کا ظُلم ہوا ہو بادشاہ کے سامنے بیان کر۔ شاید بادشاہ مہربان ہو کر ہمارے اسیروں کو اِن کے ہاتھوں سے مخلصی بخشے۔ خرگوش نے کہا کہ ہم اِن سے دُور رہتے ہیں۔ اِن کے دیس کا رہنا چھوڑ کر گڑھوں اور جنگلوں میں رہنا اختیار کیا ہے۔ اِس لیے اِن کے ظُلم سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن کُتّوں اور شکاری جانوروں سے سخت حیران ہیں کہ ہمارے پکڑنے کے لیے آدمیوں کی مدد کر کے ہماری طرف لے آتے ہیں۔ ہرن، بیل، اونٹ، بکرے اور وحشی جو ہمارے بھائی بند پہاڑوں میں پناہ پکڑے ہوئے ہیں سب کو اُن کے ہاتھوں گرفتار کروا دیتے ہیں۔

پھر خرگوش نے کہا کہ کُتّے شکاری اِس میں معذور ہیں، اُن کی مدد کیا چاہیں کہ یہ بھی ہمارے گوشت کھانے کی رغبت رکھتے ہیں۔ ہمارے ہم جنس نہیں بلکہ درندوں سے ہیں۔ لیکن گھوڑے تو بہائم سے ہیں۔ اور ہمارا گوشت بھی نہیں کھاتے۔ یہ کیوں اُن کی مدد کرتے ہیں؟ مگر سراسر اُن کی نادانی اور حماقت ہے۔

پانچویں فصل

گھوڑے کی تعریف میں

آدمی نے جس گھڑی خرگوش سے یہ سب باتیں سُنیں کہا۔ بس چُپ رہ۔ گھوڑے کی تو نے بہت مذمّت کی۔ اگر یہ جانتا کہ وہ سب حیوانوں سے بہتر اور آدمی کے تابع ہے تو اتنا بیہودہ نہ بکتا۔ بادشاہ نے اُس آدمی سے پوچھا کہ اُس میں کیا بہتری ہے؟ اُس نے کہا۔ حضرت، گھوڑے میں نیک خصلتیں اور خوبیاں بہت سی ہیں۔ صورت اچھی، ہر ایک عضو مناسب، ڈیل ڈول خوشنما، حواس درست، رنگ صاف، شعور میں بہتر، دوڑ میں چُست، سوار کے تابع، داہنے بائیں آگے پیچھے جدھر وہ پھیرے جلد پھرے۔ دوڑ دھوپ میں مُنہ نہ موڑے۔ باادب ایسا کہ جب تلک سوار پیٹھ پر بیٹھا رہتا ہے پیشاب لید نہیں کرتا۔ اگر دُم کہیں کیچڑ یا پانی میں بھیگ جائے نہیں ہلاتا، اس واسطے کہ سوار پر چھینٹ نہ پڑے۔ ہاتھی کا سا زور، سوار کو مع خود و بکتر و زرہ اور اپنی لگام و زین و پاکھر سمیت پانسو من کا بوجھ اُٹھا کر دوڑتا ہے۔ صابر و متحمّل اتنا کہ لڑائیوں میں نیزے اور تیر کے زخم سینے اور جگر پر کھا کر چُپ رہتا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ میں ایسا کہ ہوا اُس کی گرد کو نہ پہنچے۔ اکڑ تکڑ میں جیسے بھلا سانڈ کود پھاند چیتے کی سی۔ اگر سوار نے شرط لگائی تو اِس نے جلدی دوڑ کر اپنے ہی سوار

کو آگے لے پہنچایا۔ یہ سب خوبیاں گھوڑے کے سوا کس میں ہیں ؟

خرگوش نے کہا۔ اِن خوبیوں کے ساتھ ایک عیب بھی بڑا ہے کہ یہ سب خوبیاں اُس میں چھپ جاتی ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ وہ کیا عیب ہے ؟ اُسے بیان کرو۔ اُس نے عرض کیا کہ نپٹ احمق اور جاہل ہے، دوست اور دشمن کو ہرگز نہیں پہچانتا۔ اگر دشمن کی ران کے نیچے گیا تو پھر اسی کا تابع ہوا۔ جس کے یہاں پیدا ہوتا اور تمام عمر پرورش پاتا ہے لڑائی میں دشمنوں کے اشارے سے اُسی پر دوڑتا اور حملہ کرتا ہے۔ یہ خصلت اُس میں تلوار کی سی ہے۔ وہ تو بے جان ہے، دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کرسکتی۔ جس طرح اپنے دشمن اور مخالف کو کاٹتی ہے ویسا ہی اگر مالک یا بنانے والے کی گردن پر پڑے بے تامّل اُس کا سر تن سے جدا کرے۔ اپنے اور بیگانے میں کچھ فرق نہیں جانتی۔

یہی خصلت آدمیوں میں ہے کہ ماباپ بھائی بہن اور اقربا کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں اور کیا کیا مکر و فریب وقوع میں۔ جو سلوک کہ دشمن سے کیا چاہیے وہی اپنے یگانوں سے کرتے ہیں۔ چھٹ پن میں ماباپ کا دودھ پیتے اور گود میں پرورش پاتے ہیں۔ جوانی کے عالم میں دشمن بن جاتے ہیں۔ جس طرح حیوانوں کا دودھ پیتے اور اُن کی کھال اور بالوں سے لباس بنا کر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ پھر آخر اُنھیں حیوانوں کو ذبح کرکے کھال کھینچتے ہیں اور پیٹ چاک کرکے آگ کا مزا چکھاتے ہیں۔ بے مروّتی اور بے رحمی سے احسان اور فائدہ جو اُن سے اُٹھاتے ہیں یکسر بھول جاتے ہیں۔

جس وقت خرگوش آدمی اور گھوڑے کی مذمت سے فارغ ہو چکا

گدھے نے اُس سے کہا۔ بس اتنی مذمّت نہ چاہیے۔ کون ایسا شخص ہو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی فضیلتیں اور نعمتیں بخشیں اور ایک نعمت سے کہ اُن فضیلتوں سے زیادہ ہو محروم نہ رکھا؟ اور کون ایسا ہو کہ سب نعمتوں سے اُسے بے نصیب رکھا اور ایک نعمت کہ کسی کو نہ دی اُسے نہ عطا کی؟ ایسا دنیا میں کوئی نہیں کہ جس میں سب بزرگیاں اور نعمتیں ہوں۔ مہربانیاں اُس واہبِ بے منّت کی کسی جنس میں منحصر نہیں بخششیں اُس کی سب پر ہیں مگر کسی پر بہت کسی پر تھوڑی جس کو مرتبہ خاوندی کا بخشا اُس کو داغ غلامی کا بھی دیا۔ آفتاب و ماہتاب کو کیسا کچھ مرتبہ بخشا۔ نور ظہور بزرگی برتری، یہ سب خوبیاں اور بزرگیاں عطا کیں۔ یہاں تک کہ بعضی قوموں نے اِن کو جہالت سے اپنا خُدا سمجھا۔ پھر بھی گہن کے عیب سے محفوظ نہ رکھا اس واسطے کہ عقلمندوں کے نزدیک یہ دلیل ہو کہ اگر یہ خُدا ہوتے تو کبھو تاریک نہ ہوتے اور نہ گھٹتے۔ اسی طرح تمام ستاروں کو روشنی اور چمک بخشی۔ ساتھ اِس کے یہ بھی ہو کہ آفتاب کی روشنی میں چھپ جاتے ہیں اور رات دن گردش میں رہتے ہیں کہ آثار مخلوقیت کے اُن سے نمایاں ہوں۔ یہی حال جن و انس و ملک کا ہو۔ اگر کسی میں بہت سی بزرگیاں ہیں تو ایک آدھ عیب بھی ہو۔ کمال اُسی اللہ تعالیٰ کو ہو اور کسی کو نہیں۔

جب کہ گدھا اِس کلام سے فارغ ہوا بیل نے کہا۔ جس کسی کو اللہ نے بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں اور دوسرے کو نہیں دیں اُس کو لائق ہو کہ شکر ادا کرے۔ یعنی اُن نعمتوں میں دوسرے کو شریک کرے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو روشنی بخشی ہو۔ یہ اپنی روشنی سے تمام خلق پر فیض پہنچاتا ہو اور کسی پر منّت نہیں رکھتا۔ ایسے ہی مہتاب اور تمام

ستارے موافق اپنے اپنے مرتبے کے خلق کو روشنی پہنچاتے ہیں اور کسی پر احسان نہیں دھرتے۔ اسی طرح آدمی کو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو بہت سی نعمتیں دی ہیں بے حیوانوں پر بخشش کریں اور نہورا نہ رکھیں۔

جس وقت کہ بیل یہ کہہ چکا سب حیوان ڈاڑھ مار کر رونے اور کہنے لگے۔ اے بادشاہِ عادل! ہم پر رحم کر اور اِن ظالم آدمیوں کے ظُلم سے ہماری مُخلصی کر۔ جتنے حکیم اور عالم جنّوں کے حاضر تھے بادشاہ نے سُن کر اُن کی طرف دیکھا اور کہا کہ حیوانوں نے جو ظُلم اور بے رحمی اور تعدّی آدمیوں کی بیان کی سُنی تم نے؟ انھوں نے عرض کی کہ ہم نے سُنی اور سب سچ ہے۔ رات دِن دیکھتے ہی ہیں۔ کسی عاقل و ہوشیار پر اُن کا ظُلم چھپا نہیں ہے۔ اِسی لیے جن بھی اِن کا مُلک چھوڑ کر جنگل و بیابان میں بھاگے اور ٹیلے پہاڑوں دریاؤں میں جا چھپے۔ اِن کی بد فعلی اور بد اخلاقی کے سبب آبادی کا جانا بالکل چھوڑ دیا۔ جس پر بھی اِن کی خباثت سے مُخلصی نہیں پاتے۔ یہاں تک ہم سے بد گمان اور بد اعتقاد ہیں کہ اگر کوئی لڑکا یا عورت یا کوئی مرد جاہل احمق بیمار ہو یہی کہتے ہیں کہ جن کا آسیب یا سایہ ہُوا۔ ہمیشہ دل میں وسواس رکھتے ہیں اور جِنّوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ حالانکہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ کسی جِن نے آدمی کو مارا ہو یا زخمی کیا ہو۔ کپڑے چھینے ہوں یا چوری کی ہو۔ گھر میں کسی کے سیندھ دی ہو۔ جیب کتری آستین پھاڑی ہو۔ کسی کی دُکان کا قُفل توڑا ہو۔ مُسافر کو مارا ہو۔ بادشاہ پر خُروج کیا ہو۔ کسی کو لوٹا ہو۔ قید کیا ہو۔ بلکہ یہ سب خصلتیں اُنھیں میں ہیں۔ ایک دوسرے کی فکر میں رات دن رہتا ہے۔ اِس پر بھی ہرگز توبہ نہیں کرتے

اور نہ خبردار ہوتے ہیں۔
جب یہ بھی کہہ چکا چوبدار نے پکار کر کہا۔ صاحبو! اب شام ہوئی۔ دربار برخاست۔ رخصت ہو۔ اپنے اپنے مکانوں میں جاؤ۔ صبح کو پھر حاضر ہونا۔

چھٹی فصل

بادشاہ اور وزیر کے مشورے میں

جس گھڑی بادشاہ مجلس سے اٹھا بیدار وزیر سے خلوت میں کہا کہ سُوال و جواب اِن آدمیوں اور حیوانوں کا سُنا تو نے۔ اب کیا صلاح دیتا ہے؟ اِس کا انفصال کیونکر کیا چاہیے؟ کون سی بات تیرے نزدیک بہتر ہے؟ وزیر نہایت مردِ عاقل و ہوشیار تھا۔ بعد آداب و تسلیمات کے دُعائیں دے کر کہنے لگا کہ میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ بادشاہ جِنّوں کے قاضیوں اور مُفتیوں اور حکیموں کو اپنے پاس بُلوا کر اِس مقدّمے میں مشورہ کرے۔ کیونکہ یہ قضیہ بڑا ہے۔ معلوم نہیں کہ حق کس کی طرف عاید ہے۔ ایسے امروں میں مشورت ضرور ہے۔ دو چار کی صلاح میں ایک بات مُنقّح ہوجاتی ہے۔ عاقل و دور اندیش کو لازم ہے کہ ایسے مُشکل امروں میں بے صلاح و مشورت کے کچھ دخل نہ کرے۔

بادشاہ نے بموجب اُس کے کہنے کے حُکم کیا کہ ہاں تمام اعیان و ارکان جِنّوں کے حاضر ہوں۔ چنانچہ موافق اِس تفصیل کے کہ قاضی آلِ برجیس، مفتی آلِ ناہید، دانشمند اولادِ بیرانؔ، حُکما گروہِ لُقمان، صاحب تجربہ بنی ہامان، عُقلا بنی کیوان، اہلِ عزیمت آلِ بہرام کے حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے اُن سے فرمایا کہ یہ انسان و حیوان ہمارے یہاں نالشی آئے ہیں اور ہمارے

لہ بیدار

مُلک میں آکر پناہ لی ہے۔ تمام حیوان آدمیوں کے ظلم و تعدّی کا شکوہ کرتے ہیں۔ یہ صلاح بتاؤ کہ ان کے ساتھ کیا کیا چاہیے اور معاملہ ان کا کس طرح فیصل کیجیے۔

ایک عالم آلِ ناہید سے حاضر تھا۔ اُس نے عرض کی کہ میرے نزدیک یہ صواب ہے کہ یہ سب جانور اپنا احوال اور جو ظُلم کہ آدمیوں کے ہاتھ سے اُٹھایا ہو لکھیں اور عالموں سے اس کا فتوا لیویں۔ اگر کوئی صورت مُخلصی کی ان کے واسطے ٹھہرے گی قاضی مُفتی حکم کردیں گے کہ ان کو بیچیں یا آزاد کریں یا تکلیف دینے میں تخفیف اور احسان کریں۔ اگر آدمیوں نے حکم قاضیوں کا نہ مانا اور حیوان اُن کے ظُلم سے بھاگے تو پھر اِن کا کُچھ قصور اور گناہ نہیں ہے۔

بادشاہ نے یہ سُن کر سب سے پُوچھا کہ تُم اِس میں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا نہایت خوب اور یہی مصلحتِ وقت ہے۔ مگر صاحبِ عزیمت نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ اور کہا کہ یہ آدمی اگر حیوانوں کے بیچنے پر راضی ہوئے قیمت اُن کی کون دیوے گا؟ اُس فقیہ نے کہا۔ بادشاہ نے اُس نے کہا۔ اِتنا روپیا اِکٹھّا بادشاہ کہاں سے پاوے گا؟ فقیہ نے کہا بیتُ المال سے دیا جائے گا۔ پھر اُس صاحبِ عزیمت نے کہا۔ بیتُ المال میں اِتنا خزانہ کہاں ہو اُس کی قیمت کو کفایت کرے؟ اور بعضے آدمی بیچیں گے بھی نہیں۔ حیوانوں سے بُہت سی احتیاج رکھتے ہیں اور قیمت کی کُچھ پروا نہیں رکھتے۔ چنانچہ بادشاہ اور وزیر اور بُہت سے بھلے آدمی کہ بے سواری چل نہیں سکتے ہرگز اِن کا بیچنا قبول نہ کریں گے اور اِس حُکم سے مُنکر ہو جائیں گے۔

بادشاہ نے کہا۔ پھر تیرے نزدیک کیا بہتر ہی؟ اُس نے کہا میرے نزدیک یہ صلاح ہو کہ بادشاہ حیوانوں کو حکم کرے کہ یے سب متفق ہو کر ایک ہی رات میں قید سے بھاگ کر اُن کے مُلک سے دور نکل جا ویں۔ جس طرح ہرن پاڑھے اور بہت سے وحشی اور درندے اُن کا مُلک چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ صبح کو جب کہ یے آدمی اُنھیں نہ پاوینگے کس پر اسباب لا دینگے اور سوار ہوں گے؟ لاچار ہو کر دور کی مسافت کے باعث اُن کی تلاش میں نہ جا سکیں گے۔ چُپکے ہو کر بیٹھ رہیں گے۔ اِس میں اِن حیوانوں کی مخلصی ہو جا وے گی۔

بادشاہ نے اِس بات کو پسند کیا اور سب سے پوچھا کہ اِس نے جو کہا تمھارے نزدیک بہتر ہی؟ ایک حکیم لُقمان کی اولاد میں تھا۔ اُس نے عرض کی کہ یہ بات کُچھ خوب نہیں اور یہ امر نہایت خلافِ عقل ہی۔ کسی طرح ہو نہیں سکتا۔ اِس واسطے کہ اکثر حیوانات راتوں کو اُن کی قید میں بندھے اور قید خانوں کے دروازے بند۔ چوکیدار وہاں متعین رہتے ہیں۔ یہ سب کیونکر بھاگ سکیں گے؟

صاحبِ عزیمت نے کہا کہ بادشاہ آج کی رات کو تمام جِنّوں کو حُکم کرے کہ وہاں جا کر قید خانے کے دروازے اور حیوانوں کے پانو کی رسیاں کھول کر نکال دیں۔ اور سب چوکیداروں کو گرفتار کر لیں۔ اور نہ چھوڑیں جب تک کہ وی سب اِن کے مُلک سے دور نکل جاویں۔ اِس میں بادشاہ کو نہایت ثوابِ عظیم ہوگا۔ میں نے اُن کے حال پر رحم کر کے بطور نصیحت کے حضور میں گزارش کی ہی۔ اگر حُسنِ نیت سے بادشاہ اِس احسان کا قصد کرے اللہ تعالیٰ بھی بادشاہ کی مدد اور اعانت کرے گا۔ خدا کی نعمتوں کا

یہی شکر ہی کہ مظلوموں کی مدد اور خلاصی کرے۔لوگ کہتے ہیں کہ بعضے پیغمبروں کی کتابوں میں لکھا ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔اے بادشاہ میں نے تجھے روئے زمین پر اِس واسطے نہیں مُسلّط کیا ہی کہ مال جمع کرے اور دُنیا کی حرص و ہوَس میں مشغول رہے۔بلکہ اِس لیے کہ مظلوموں کی داد کو پہنچے۔کہ میں بھی اُن کی داد کو پہنچتا ہوں۔اگرچہ وی کافر ہوں۔

بادشاہ نے پھر سب سے پُوچھا کہ تم اِس میں کیا کہتے ہو؟ سب نے اِس کو پسند کیا اور کہا یہی مُناسِب ہی۔مگر ایک حکیم کیوانی اِس بات پر راضی نہ ہوا اور بعد دُعا و تسلیمات کے کہنے لگا کہ یہ کام بہت مشکل ہی۔کسی ڈھب سے ہو نہیں سکتا۔اِس میں مفسدے اور خطرے بہت سے ہیں کہ پھر وی کسی طرح اِصلاح پذیر نہیں ہو سکیں گے۔

بادشاہ نے کہا۔تجھے اِس میں کس چیز کا خوف ہی؟ بیان کر۔کہ ہم بھی معلوم کریں۔اُس نے عرض کی کہ حضرت۔جس نے یہ مخلصی کی صورت حیوانوں کے واسطے بیان کی نہایت غلطی کی۔جس گھڑی یے آدمی صبح کو اُٹھ کر حیوانوں کو نہ پاویں گے اور اُن کے بھاگنے سے خبردار ہوں گے یہی جانیں گے کہ یہ کام کسی انسان کا نہیں۔اور حیوانوں کی تدبیر سے بھی ممکن نہیں ہی۔بلکہ یہ مکر و فریب جنّوں کا ہی۔بادشاہ نے کہا۔سچ ہی۔اِس میں کچھ شک نہیں۔یے ہمیں پر گمان کریں گے۔

حکیم نے عرض کی۔جہاں پناہ۔جس وقت یے حیوان اُن کے ہاتھوں سے نکل گئے اور اُن کے فائدوں میں خلل آیا نہایت غم و تاسّف کریں گے اور جنّوں کے دُشمن ہو جائیں گے۔آگے سے تو دشمن ہیں ہیں،اب زیادہ بُغض و دُشمنی دکھائیں گے۔حکیموں نے کہا ہی کہ مردِ عاقل وہی ہی،کہ

ر ہیں

دشمنوں میں صلح کروا دے اور آپ اُن کی عداوت سے محفوظ رہے۔ یہ بات سُن کر سب جنّوں نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہی۔

بعد اُس کے ایک حکیم نے کہا کہ ہم اُن کی عداوت سے کیوں خوف کریں؟ دشمنی اُن کی ہم سے پیش نہ جائے گی۔ جسم ہمارے آتشی اور نہایت لطیف و سُبک ہیں کہ آسمان پر اُڑ جاتے ہیں۔ اور آدمیوں کے جسم مٹّی کے ہیں۔ نیچے ہی رہتے ہیں۔ اوپر نہیں جا سکتے۔ ہم اِن میں بے تکلّف چلے جاتے اور دیکھتے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ پھر کس چیز کا خوف ہی؟

حکیم کیوانی نے اِس کا جواب دیا کہ افسوس۔ تو کچھ نہیں سمجھتا۔ اِنسان اگرچہ خاکی ہیں پر اِن میں بھی ارواحِ فلکی اور نفوس ملکی ہیں کہ جن سے ہم پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اور اور بہت سے مکر و حیلے جانتے ہیں۔ اگلے زمانے میں آدمیوں اور جنّوں میں بہت سے معرکے ہوئے ہیں کہ اُن کے سُننے سے عبرت آتی ہی۔ بادشاہ نے کہا۔ اُس احوال سے ہمیں بھی آگاہ کر کہ حقیقت اُس کی کیا ہی۔ ہم بھی معلوم کریں۔ حکیم نے کہا۔ آدمیوں اور جنّوں میں عداوت طبیعی اور مخالفتِ جبلّی قدیم سے چلی آتی ہی کہ بیان اُس کا نہایت طول طویل ہی۔ بادشاہ نے فرمایا۔ کچھ تھوڑا سا جو بیان ہو سکے اِبتدا سے بیان کر۔

ساتویں فصل

انسان اور جنوں کی مخالفت کے بیان میں

حکیم نے بموجب حکم بادشاہ کے احوال اِس کا یوں ظاہر کیا کہ اگلے زمانے میں کہ خدا نے آدم کو پیدا نہ کیا تھا تمام روئے زمین پر جن رہتے تھے۔ جنگل آبادی اور دریا سب اُن کے عمل میں تھے۔ جب کہ بہت دن گزرے نبوت و شریعت دین و ملک اور بہت سی نعمتیں حاصل ہوئیں۔ نافرمانی اور گمراہی کرنے لگے۔ نبیوں کی وصیت و نصیحت کو نہ مانا اور تمام روئے زمین پر فساد برپا کیا۔ اُن کے ظلم سے زمین اور جو رہنے والے زمین کے تھے خدا کی درگاہ میں نالشی ہوئے اور فریاد وزاری کرنے لگے۔

جب کہ ایک زمانہ اور گزرا اور اُن کے نفاق اور ظلم نے روز بروز ترقی کی تب اللہ تعالیٰ نے ایک فوج ملائک کی روئے زمین پر بھیجی۔ انھوں نے یہاں آکر جنّوں کو مار کر نکال دیا۔ اور بہتوں کو قید و اسیر کر لیا اور آپ زمین پر رہنے لگے۔ چنانچہ عزازیل ابلیس لعین جس نے حضرت آدم و حوّا کو فریب دیا اُنھیں قیدیوں میں تھا۔ عمر اُس کی بہت تھوڑی تھی۔ کچھ جانتا نہ تھا۔ اُنھیں فرشتوں میں پرورش پائی اور سب رسم و رسومات اُن کے اختیار کیے۔ جب کہ اُن کا علم سیکھ کر جوان ہوا اُس قوم کا سردار اور رئیس بنا۔ ہمیشہ امرونہی کے احکام جاری کرتا۔

جب کہ اِس پر ایک زمانہ گزرا اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتوں سے جو روئے زمین پر رہتے تھے، کہا ۔ اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً مِنْ غَيْرِكُمْ وَأَرْفَعُكُمْ إِلَى السَّمَاءِ یعنی خلیفہ زمین کا میں اُس کو کروں گا جو تم میں سے نہیں ہو اور تمھیں آسمان پر بلا لوں گا ۔ یہ فرشتے[لہ] جو ایک مدت سے یہاں رہتے تھے یہاں کی جُدائی کے سبب اس بات کو مکروہ جان کر خدا کو یوں جواب دیا ۔ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۔ یعنی پیدا کیجیے گا آپ اُس شخص کو جو روئے زمین پر فساد اور خوں ریزی کرے جس طرح کہ جن کرتے تھے ۔ حالانکہ ہم تسبیح کرتے اور تجھے پاک جانتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۔ یعنی جس فائدے کو ہم جانتے ہیں تمھیں اُس سے کچھ خبر نہیں ۔ اور قسم ہے مجھ کو کہ آدم اور اُس کی اولاد کے بعد کسی ملک اور جن اور حیوان کو زمین پر نہیں رکھنے کا ۔

عرض کہ جس گھڑی آدم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کرکے روح کو اُن کے جسم میں پھونکا اور اُن سے حوّا کو پیدا کیا اُس وقت تمام فرشتوں سے فرمایا کہ تم سب مل کر آدم کو سجدہ کرو ۔ اُنھوں نے بموجب حکم الٰہی کے سجدہ کیا اور آدم کے تابع ہوئے ۔ مگر عزازیل نے سجدہ نہ کیا ۔ جہالت حسد کے باعث خدا کے حکم سے منکر ہُوا ۔ یہ سمجھا کہ آگے میں رئیس و مالک تھا ۔ اب اِن کا تابع بنوں گا؟ اِس لیے حسد و بغض سے آدم کا دشمن ہو گیا ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو جنّت میں داخل کرو ۔ عرض جس وقت آدم بہشت میں پہنچے جناب الٰہی سے یہ ارشاد ہُوا ۔ يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۔ حاصل اس آیت کا یہ

[لہ] فرشتوں نے

ہے کہ آدم تم اپنے قبیلے سمیت اِس بہشت میں رہو۔ اور جو تمھارا جی چاہے خوشی سے کھاؤ۔ مگر اِس درخت کے پاس نہ جائیو۔ اگر اُس کے نزدیک جاؤ گے تو گنہگار ہوگے۔ یہ جنّت جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو رہنے کے لیے عطا کی ایک باغ ہے پورب کی طرف یاقوت کے پہاڑ پر۔ وہاں کسی آدمی کا مقدور نہیں کہ جا کر اُس پر چڑھ سکے۔ زمین وہاں کی اچھی، ہوا معتدل، ہمیشہ ایّام بہار کے رہتے ہیں، نہریں بہت سی جاری۔ درخت ہرے ہرے، میوجات بکثرت پھلے اور اقسام اقسام کے پھول پھل لگے۔ حیوانات وہاں کے کسی کو ستاتے نہیں۔ طائر خوش الحان، خوبصورت رنگ برنگ کے ڈالیوں پر بیٹھے چہچہے کیا کرتے ہیں۔

آدم و حوّا وہاں جا کر بخوشی رہنے لگے۔ اِن دونوں کے سر پر بال بہت بڑے بڑے پاؤں تک لٹکتے تھے۔ تمام بدن اُن کا بالوں سے چھپا رہتا۔ اِس سے نہایت زیب و جمال اُن کا تھا۔ نہروں کے کنارے چمن میں بخوبی سیر کرتے پھرتے۔ اقسام اقسام کے میوے کھاتے۔ اور نہروں سے پانی پیتے بے محنت و مشقت یہ سب کچھ میسر تھا۔ ہل جوتنا کھیتی کرنا پیسنا پکانا کاتنا کپڑا بُننا دھونا۔ یہ ایک بھی محنت اُنھیں نہ تھی جیسا اِس زمانے میں اولاد اُن کی اِن بلاؤں میں گرفتار ہے۔ جس طرح اور حیوانات وہاں رہتے تھے اُسی طرح یہ دونوں بہ حفظ و آرام تمام اوقات بسر کرتے۔ کچھ غم نہ تھا۔ اور جتنے درخت اور حیوان وہاں تھے سب کے نام اللہ تعالیٰ نے آدم کو بتلا دیے۔ اور فرشتوں سے نام اُن کا پوچھا۔ یے تو جانتے نہ تھے حیران ہو کر چپکے ہو رہے۔ آدم سے جس وقت پوچھا اُنھوں نے پوچھتے ہی سب کے نام بتلا دیے۔ اور فائدہ و نقصان سب اُن کا بیان کیا۔ فرشتوں نے جو یہ حال دیکھا سب کے

سب تابع ہوئے اور آدم کو آپ سے بہتر جانا۔
عزازیل نے جب کہ یہ مرتبہ آدم کا دیکھا اور بھی بغض و حسد نے اُس کے ترقی کی۔ اِس فکر میں ہوا کہ کس طرح مکر و فریب سے اِن کو ذلیل کیا چاہیے۔ چنانچہ ایک دن ناصح بن کر اُن کے پاس گیا اور کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بزرگی تم کو فصاحت و بیان کی عطا کی ہے آج تک یہ نعمت کسی کو نہیں دی۔ اگر اِس درخت سے تم کچھ کھاؤ تو اِس سے زیادہ علم و فضل تمھیں حاصل ہو۔ اور ہمیشہ بخوبی و آرام تمام یہاں رہو۔ کبھی موت نہ آوے۔ سدا چین کیا کرو۔ جس گھڑی اُس ملعون نے قسم کھا کر کہا۔ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰاصِحِیْنَ یعنی میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں۔ یہ اُس کے فریب میں آ گئے۔ حرص سے پیش دستی کر کے اُس درخت سے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے کھانے کو منع کیا تھا کچھ کھایا۔ لباس بہشتی جو پہنے ہوئے تھے فی الفور سب بدن سے اُتر پڑا۔ درختوں کے پتے لے کر بدن چھپانے لگے۔ لمبے لمبے بال جو سر پر تھے وہ بھی گر گئے۔ ننگے ہو گئے۔ آفتاب کی گرمی سے رنگ متغیر اور سیاہ ہو گیا غرض رُسوا ہوئے۔

حیوانوں نے یہ حال ان کا دیکھا صورتیں ان کی انھیں مکروہ معلوم ہوئیں نفرت سے بھاگے۔ یہ وہاں نہایت ذلیل ہوئے۔

فرشتوں کو حکم ہوا کہ اب ان کو بہشت سے نکال کر پہاڑ سے نیچے ڈال دو۔ فرشتوں نے ایسی جگہ ڈالا کہ وہاں پھل پتی کچھ نہ تھی۔ بہر کیف زمین پر آ کر ایک مدت تک اس غم و الم میں رویا کیے اور اپنی حرکت سے بہت شرمندہ ہوئے۔ جب کہ اس غم و الم میں ایک زمانہ گزرا اللہ تعالیٰ نے رحم کر کے ان کی توبہ کو قبول کیا اور گناہ بخشا۔ ایک فرشتے کو زمین پر

بھیجا۔ اس نے یہاں آکر زمین کھودنا، ہل جوتنا، بونا، کاٹنا، پیسنا، خمیر کرنا، روٹی پکانا، کپڑا بُننا، سینا، لباس بنانا یہ سب ان کو سکھایا۔

جب کہ اولاد بہت سی ہوئی جن بھی آکر ملے۔ درخت لگانا، مکان بنانا اور بہت سی صنعتیں ان کو سکھائیں۔ آپس میں اُن کی اِن کی دوستیاں ہوئیں بہت مدت تک اس طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ پر جب کبھی ابلیسِ لعین کے مکر و فریب کا مذکور آجاتا ہر ایک آدمی کو جنوں کی طرف سے بغض و حسد کا خیال گزرتا۔ جس گھڑی قابیل نے ہابیل کو قتل کیا ہابیل کی اولاد کو یہی خیال گزرا کہ جنوں نے اس کو سکھلایا۔ اس سے اور بھی ان کو جنوں کے ساتھ دشمنی اور عداوت ہوئی اور ان کے دفع کرنے کی واسطے مکر و حیلے کرنے لگے۔ سحر، افسوں، دعا، تعویذ، شیشے میں بند کرنا اور بہت سے عمل کہ جس سے جنوں کو تکلیف پہنچے، عداوت سے کرتے تھے اور ہمیشہ اسی فکر میں رہتے۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس پیغمبر کو بھیجا انھوں نے آکر آدمیوں اور جنوں میں صلح کروا دی اور سب کو دین اسلام کی راہ دکھلائی جنّ بھی آدمیوں کے ملک میں آئے اور اُن سے مل کر آپس میں رہنے لگے۔ اسی طرح طوفان ثانی تلک اور بعد اس کے بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے تک بخوبی گزری۔ جب کہ حضرت ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا۔ پھر آدمیوں کو یہی گمان ہوا کہ جنوں نے نمرود کو گوپھن بنانا سکھایا۔ اور یوسف کے بھائیوں نے جب یوسف کو کنوئیں میں ڈالا اس کو بھی انھوں نے جنوں کے فریب سے جانا۔ یہ زیادہ سبب دشمنی کا ہوا۔ حضرت موسیٰ پیغمبر جب دنیا میں آئے انھوں نے بھی آپس میں ان سے صلح کروا دی۔ اور بہت سے جن حضرت موسیٰ کے دین میں آگئے۔

جب کہ حضرت سلیمان ابنِ داؤد کو اللہ تعالیٰ نے تمام ہفت اقلیم کا بادشاہ کیا اور روئے زمین کے سب بادشاہوں پر غلبہ دیا۔ سارے جن وانس ان کے تابع ہوئے تب جنّوں نے ازراہ فخر کے آدمیوں سے کہا کہ سلیمان کو یہ سلطنت ہماری مدد سے ہاتھ لگی ہے۔ اگر جنّ مدد نہ کرتے جس طرح اور بادشاہ ہیں ویسے ایک یہ بھی ہوتے اور ہمیشہ اپنی غیب دانی ظاہر کرکے آدمیوں کو وہم میں ڈالتے تھے۔ جس گھڑی حضرت سلیمان نے وفات پائی اور جنّوں کو خبر نہ ہوئی سب حیران تھے کہ حضرت سلیمان کہاں ہیں۔ تب آدمیوں کو یقین ہوا کہ اگر یہ غیب داں ہوتے تو اتنا حیران نہ ہوتے۔ اور بلقیس کی خبر جس وقت ہُدہُد کی زبانی حضرت سلیمان کو پہنچی سب سے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ بلقیس کا تخت قبل اس کے آنے کے اٹھا لا وے؟ ایک جن کہ نام اس کا اصطوس بن ایوان تھا فخر سے کہنے لگا کہ میں ایسا جلد اٹھا لاؤں کہ آپ اپنے مکان سے نہ اٹھنے پاویں۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ میں چاہتا ہوں اس سے بھی زیادہ جلدی ہو۔ آصف بن برخیا نے کہ اسم اعظم جانتا تھا کہا کہ میں ایک پل میں لاؤں گا اور لے ہی آیا۔

جس وقت حضرت سلیمان نے تخت دیکھا بے ہوش ہو گئے اور خدا کو سجدہ کیا۔ جنّوں پر ظاہر ہوا کہ انسان ہم سے بزرگی زیادہ رکھتے ہیں۔ شرمندہ اور سرنگوں ہو کر وہاں سے پھرے اور سب آدمی ان کے پیچھے تالیاں بجاتے ہوئے چلے۔ جن نہایت ذلیل ہو کر بھاگے اور بغی ہو گئے۔ حضرت سلیمان نے ان کے پکڑنے کے لیے پیچھے فوج بھیجی اور بہت سے عمل ان کے قید کرنے کے بتلا دیے اور یہ کہا کہ جنّ اس طرح شیشے میں بند ہوتے ہیں اور کتاب انھیں عملیات میں تصنیف کی چنانچہ وہ

کتاب بعد ان کی وفات کے ظاہر ہوئی ۔

جس گھڑی حضرت عیسٰی دنیا میں آئے اور تمام جن و انس کو دعوت اسلام کی کی اور ہر ایک کو طریق ہدایت بتلا کر فرمایا کہ آسمان پر اس طرح جاکر فرشتوں سے قرب حاصل کرتے ہیں ۔ بعض جن حضرت عیسٰی کے دین میں آکر عابد و پرہیزگار ہوئے اور آسمان تک جانے لگے ۔ ہمیشہ آسمان کی خبر سن کر یہاں کاہنوں سے آکر کہتے تھے ۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخرالزماں کو پیدا کیا اور بے آسمان پر جانے سے موقوف ہوئے اُس وقت کہنے لگے اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِھِمْ رَبُّھُمْ رَشَدًا ۔ نہیں معلوم دنیا کے رہنے والوں کے واسطے یہ بُرا ہوا یا خدا ان کو ہدایت کیا چاہتا ہے اور بعض جن دین اسلام قبول کر کے مسلمان ہوئے ۔ چنانچہ ان کی اور مسلمانوں کی آج تک صلح چلی جاتی ہے ۔

جب کہ حکیم یہ سب کہہ چکا پھر بے کہا کہ اے جنو! اب ان کو نہ چھیڑو ۔ اور آپس میں فساد نہ کرو ۔ عداوتِ قدیمی کو عبث ظاہر کرتے ہو ۔ مآل اس کا اچھا نہیں ہے ۔ یہ عداوت پتھر کی آگ ہے ۔ جس وقت ظاہر ہوئی تو ایک عالم کو جلا دیوے گی ۔ خدا پناہ میں رکھے جس گھڑی بے دشمنی کر کے ہم پر غالب آئے تو کیسی خرابی و رسوائی ہے ۔ جب کہ سب نے بے عجیب قصہ سنا ہر ایک نے سر جھکایا اور متفکر ہوا ۔ بادشاہ نے اس حکیم سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہے ؟ بے سب جو ہمارے یہاں نالشی آئے ہیں اور ہم سے پناہ لی ہے ان کے جھگڑے کو کس طرح فیصل کیجیے اور راضی کر کے اپنے ملک سے رخصت کیجیے ؟ حکیم نے کہا مصلحت نیک بعد تامّل کے معلوم ہوتی ہے ۔ جلدی میں کچھ نہیں ہو سکتا ۔ میرے نزدیک اب یہ صلاح

ہے کہ بادشاہ صبح کو بارِ عام میں بیٹھے اور ان سب کو بلوا کر ہر ایک کی دلیل و حجّت سُنے، بعد اس کے جو صلاح اور مناسب وقت جانے، حکم کرے۔

صاحب العزیمت نے کہا کہ انسان نہایت فصیح و بلیغ ہیں، اور یہ حیوان اس میں عاجز، کچھ بول نہیں سکتے۔ اگر ان کی چرب زبانی سے ہار گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے تو ان کو انھیں کے حوالے کیا جائے گا کہ ہمیشہ تکلیف اور عذاب میں رکھیں۔ حکیم نے کہا یہ ان کی قید میں صبر و سکونت کریں۔ زمانہ ہمیشہ برابر نہیں گزرتا۔ آخر خدا مخلصی کردے گا۔ جس طرح بنی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات بخشی اور آلِ داؤد کو بُخت نصر کے ظلم سے مخلصی دی۔ آلِ حمیر کو آلِ تُبّع کے عذاب سے رہائی بخشی۔ آلِ ساسان اور آلِ عدنان کو اہلِ یونان اور آلِ اردشیر کے ظلم سے نجات دی۔ یہ زمانہ کسی پر یکساں نہیں گزرتا، مانند دائرہ چرخ کے ہمیشہ اس عالم موجودات پر بموجب احکامِ الٰہی کے پھرتا ہے۔ ہزار برس میں ایک مرتبہ یا بارہ ہزار برس میں یا چھتیس ہزار برس میں یا تین سو ساٹھ برس میں یا ایک دن میں جو پچاس ہزار برس کے برابر ہو، ایک مرتبہ پھرتا ہے۔ سچ ہے کہ نیرنگی اس زمانہ بوقلموں کی کسی کو ایک وتیرے پر نہیں رکھتی۔

آٹھویں فصل

انسانوں کے مشورے میں

بادشاہ یہاں اپنے وزیر اور اعیان و ارکان سے خلوت میں مشورت کرتا تھا۔ انسان بھی وہاں اپنے مکان میں ستّر آدمی جُدے جُدے شہروں کے رہنے والے مجتمع ہو کر آپس میں صلاحیں کر رہے تھے۔ جس کے خیال میں جو گزرتا، کہتا۔ ایک نے کہا کہ ہمارے اور غلاموں کے درمیان جو کچھ کلمہ کلام آج ہؤا تم سب نے سنا اور قضیہ ہنوز فیصل نہ ہؤا۔ کچھ تمھیں معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ نے ہمارے حق میں کیا ٹھہرایا ہی؟ سب نے کہا ہمیں کیا معلوم؟ مگر اتنا جانتے ہیں کہ بادشاہ اسی فکر میں گھبرا رہا ہی شاید کل باہر نہ نکلے۔ دوسرے نے کہا کہ میں یہ جانتا ہوں کل وزیر سے خلوت میں ہمارے مقدّمے کا مشورہ کرے گا کسی نے کہا۔ حکیموں اور عالموں کو جمع کر کے مصلحت کرے گا۔ کوئی بولا یہ نہیں معلوم کہ حکما ہمارے حق میں کیا صلاح دیویں، پر یہ جانتے ہیں کہ بادشاہ ہم سے موافق ہی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سے پھر جاوے اور ہمارے حق میں ظلم کرے۔ دوسرے نے کہا۔ یہ امر سہل ہی۔ وزیر کو کچھ تحفہ تحائف دے کر اپنی طرف کر لیویں گے۔ مگر ایک خطرہ ہی۔ سب نے پوچھا وہ کیا ہی؟ کہا کہ قاضی مفتی کے حکم کا بڑا ڈر ہی۔ سب نے کہا یہ امر بھی سہل ہی۔ انھیں بھی کچھ رشوت

دے کر راضی کریں گے۔ آخر وہ بھی ہماری مرضی کے موافق کچھ حیلۂ شرعی کرکے حکم کریں گے۔ لیکن صاحب العزیمت مرد عاقل اور دین دار ہے۔ کسی کی طرفداری نہ کرے گا۔ احیاناً بادشاہ نے اس سے مشورہ کیا۔ خوف ہے کہ مبادا ہمارے غلاموں کی سعی بادشاہ سے کرکے ہمارے ہاتھوں سے نکال دیوے۔

ایک نے کہا تو سچ کہتا ہے۔ لیکن بادشاہ نے اگر حکیموں سے مشورہ کیا تو ان کی رائیں آپس میں مختلف ہیں۔ ایک دوسرے کے مخالف کہے گا۔ کوئی بات منقح نہیں ہونے کی۔ ایک نے کہا۔ اگر بادشاہ قاضیوں اور مفتیوں سے مشورہ کرے تو یہ ہمارے حق میں کیا کہیں گے؟ دوسرے نے کہا عالموں کا فتوا ان تین صورتوں سے خالی نہیں یا حکم کریں گے کہ حیوانوں کو آزاد کریں، یا کہیں گے انھیں بیچ کر قیمت لیویں، یا کہیں گے کہ ان کو زیادہ تکلیف نہ دیویں، تخفیف اور احسان کریں۔ شرع میں یہی تین صورتیں ہیں۔ ایک نے کہا۔ اگر بادشاہ وزیر سے مشورہ کرے معلوم نہیں کہ وزیر کیا صلاح دیوے دوسرے نے کہا میں جانتا ہوں یہ کہے گا کہ ان حیوانوں نے ہمارے ملک میں آکر پناہ لی اور مظلوم ہیں، ان کی مدد بادشاہ پر لازم ہے۔ اس واسطے کہ سلاطین خلیفۂ خدا کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے روئے زمین پر مسلّط کیا ہے کہ رعایا پر عدل و انصاف اور ضعیفوں کی مدد اور اعانت کریں۔ ظالموں کو اپنے ملک سے نکال کر خلق میں احکام شریعت کے جاری کریں کیونکہ روزِ قیامت کو پرسش انھیں سے ہووے گی۔

ایک نے کہا اگر بادشاہ قاضی سے ہمارے انفصال کے لیے کہے تو قاضی تین حکموں میں ایک حکم کرے گا۔ اس وقت کیا کیا چاہیے۔ سب

نے کہا کہ قاضی نائب نبی اور بادشاہ نگہبان دین ہے۔ ان کے حکم سے کسی طرح پھر نہیں سکتے ایک نے کہا۔ اگر قاضی حکم کرے کہ حیوانوں کو آزاد کرو اور چھوڑ دو تو کیا کرو گے؟ دوسرے نے کہا کہ یہ جواب دیں گے کہ ہم ان کے مالک موروثی ہیں اور یہ ہمارے جد و آبا کے وقت سے غلامی میں چلے آتے ہیں، ہمیں اختیار ہے، چاہیں انھیں چھوڑیں اور آزاد کریں اور چاہیں نہ چھوڑیں۔

پھر ایک نے کہا اگر قاضی کہے کہ شرعی کاغذ یا گواہوں سے ثابت کرو یہ ہمارے غلام موروثی ہیں؟ ایک نے اس کا جواب دیا کہ ہم اپنے دوستوں کو جو عادل ہیں، لاکر گواہ گزرانیں گے۔ اس نے کہا اگر قاضی کہے کہ آدمیوں کی گواہی معتبر نہیں ہے اس واسطے کہ یہ سب حیوانوں کے دشمن ہیں اور دشمنوں کی گواہی شرع میں سنی نہیں جاتی یا کہے کہ بیع نامہ اور سرخط کہاں ہے؟ اگر سچے ہو تو اسے لاکر حاضر کرو اس وقت کیا تدبیر کی جاوے؟

یہ بات سُنتے ہی سب چپکے ہو رہے، کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر ایک اعرابی نے کہا۔ ہم اس کا جواب یہ دیویں گے کہ کاغذ شرعی ہمارے پاس تھے سب طوفان میں ڈوب گئے۔ اور قاضی اگر کہے کہ تم اس بات پر قسم کھاؤ کہ یہ ہمارے غلام ہیں اس وقت ہم کہیں گے کہ قسم منکر سے چاہیے اور ہم مدعی ہیں۔ ایک نے کہا اگر قاضی حیوانوں سے قسم لیوے اور وہ قسم کھا کر کہیں کہ ہم ان کے غلام نہیں ہیں۔ اس وقت کیا تدبیر کی جاوے گی؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ہم یہ کہیں گے کہ حیوانوں نے جھوٹی قسم کھائی۔ ہمارے پاس بہت سے

دلائل ہیں کہ اس دعوے پر دلالت کرتے ہیں

ایک نے کہا۔ اگر قاضی حکم کرے کہ انھیں بیچیں اور قیمت لیویں اس وقت کیا کرو؟ آبادی کے جو رہنے والے تھے انھوں نے کہا کہ ہم بیچ کرلے لیویں گے اور جو جنگل اور ویرانی کے باشندے تھے، عرب اور ترک وغیرہ، انھوں نے کہا یہ نہیں ہوگا، اگر ہم اس پر عمل کریں تو ہلاک ہو جاویں گے۔ اس کا ذکر نہ کرو۔ جو کہ ان کے بیچنے پر راضی ہوئے تھے انھوں نے کہا۔ اس میں خلل کیا ہے؟

اُنھوں نے اس کا جواب دیا کہ اگر حیوانوں کو ہم بیچیں تو نہایت تکلیف اٹھا دیں۔ دودھ پینا، گوشت کھانا، کھال بال سے لباس بنانا اس کے سوا اور مصارف میں لانا یہ فائدے سب جاتے رہیں گے۔ اس زندگی سے موت بھلی ہے۔ یہی تکلیف آبادی کے رہنے والوں پر بھی ہووے گی۔ وہ بھی ان حیوانوں سے بہت سی احتیاج رکھتے ہیں ہرگز ان کے بیچنے اور آزاد کرنے کا ارادہ نہ کیجیو۔ بلکہ اس کا خیال بھی جی میں نہ لائیو۔ اگر تخفیف اور احسان کرنے پر راضی ہو تو مضائقہ نہیں اس واسطے کہ یہ حیوان بھی جاندار ہیں۔ ہمارا تمھارا سا گوشت پوست رکھتے ہیں ان کو بھی زیادہ تکلیف سے ایذا پہنچتی ہے۔ تم نے کوئی نیکی ایسی نہیں کی تھی کہ جس کے سبب یہ جزا ملی کہ خدا نے ان حیوانوں کو تمھارے تابع کیا اور نہ انھوں نے کوئی گناہ ایسا کیا تھا کہ اس کے سبب خدا نے یہ سزا دی کہ اس عذاب میں گرفتار ہوئے۔ وہ مالک ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس کے حکم کا کوئی پھیرنے والا نہیں ہے۔

نویں فصل

حیوانوں کے مشورے میں

بادشاہ جس وقت مجلس سے اٹھا اور سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانوں میں گئے، بہائم بھی جمع ہو کر آپس میں صلاح و مشورے کرنے لگے۔ ایک نے کہا کہ آج جو مناظرہ ہمارے اور دشمنوں کے بیچ ہوا سب سنا تم نے، اور قضیہ ہنوز فیصل نہ ہوا اب تمھارے نزدیک کیا صلاح ہے؟ ایک نے کہا کہ صبح کو ہم جا کر بادشاہ کے آگے روئیں گے اور ان کے ظلم کا شکوہ کریں گے شاید بادشاہ رحم کرکے قید سے چھڑا دیوے۔ آج تو ہم پر مہربان ہوا ہے۔ مگر بادشاہ کو لازم نہیں ہے کہ بغیر سُننے دلیل و حجّت کے حکم کرے اور دلیل و حجّت فصاحت بیان اور طلاقتِ زبان سے ثابت ہوتی ہے چنانچہ پیغمبر نے فرمایا ہے۔ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْكُمُ لَهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنِّي إِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ۔ یعنی تم جو خصومت کرتے ہوئے میرے پاس آتے ہو اور ایک دوسرے سے دلیل و حجّت میں ہوشیار زیادہ ہے اسی کے واسطے میں حکم کرتا ہوں۔ پس اگر نادانستہ ایک کا حق دوسرے کی طرف جاوے چاہیے کہ وہ نہ لیوے۔ اگر لیوے گا تو اس کے واسطے میں نارِ جہنّم مقرّر کروں گا۔ انسان بھی فصاحت بیان اور جودتِ زبان ہم سے زیادہ رکھتے ہیں ہم کو خوف ہے اس کا کہ ان کی چرب زبانی

سے دلیل و حجّت میں ہم ہار جاویں اور وہ غالب رہیں۔ تمھارے نزدیک اس کی کیا تدبیر ہے۔ اس میں خوب سا تأمّل کیا چاہیے۔ سب مل کر جو تأمّل و فکر کریں گے تو ایک نہ ایک بات اچھی نکل ہی آوے گی۔

ایک نے کہا میرے نزدیک یہ صلاح ہے کہ قاصدوں کو سب حیوانوں کے پاس بھیج کر اپنا احوال ظاہر کریں اور اُنھیں کہلا بھیجیں کہ اپنے وکیلوں اور خطیبوں کو ہمارے یہاں روانہ کریں کہ وہ سب یہاں آکر ہمارے مددگار ہوں کیونکہ ہر ایک جنس میں ایک بزرگی اور عقل و فصاحت ہے کہ دوسرے میں نہیں ہے۔ جب کہ بہت سے یار و مددگار جمع ہو ویں گے ایک صورت مخلصی اور فلاح کی ہو جاوے گی اور مدد اسی اللہ سے ہے۔ وہ جس کی مدد چاہتا ہے کرتا ہے۔ سب حیوانوں نے کہا بس یہی صلاح ہے۔ چنانچہ چھ قاصد جو نہایت معتبر تھے ہر ایک طرف بھیجنے کے واسطے تجویز ہوئے۔ ان میں سے ایک درندوں کے لیے، دوسرا پرندوں کے واسطے تیسرا شکاری جانوروں کے واسطے، چوتھا حشرات الارض یعنی کیچوے بیر بہوٹی وغیرہ کے واسطے، پانچواں ہوام یعنی کیڑے مکوڑے سانپ بچھو کے واسطے، چھٹا دریائی جانوروں کے واسطے مقرر کرکے ہر ایک طرف روانہ کیا۔

دسویں فصل

پہلے قاصد کے بیان میں

پہلے قاصد نے جس گھڑی درندوں کے بادشاہ ابوالحارث یعنے شیر کے پاس جاکر کہا کہ آدمیوں اور حیوانوں میں جنّوں کے بادشاہ کے سامنے مناظرہ ہو رہا ہے، حیوانوں نے قاصدوں کو سب حیوانات کے طرف روانہ کیا ہے کہ آکر ان کی مدد کریں۔ مجھ کو بھی آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ ایک سردار اپنی فوج سے میرے ساتھ کر دیجیے کہ وہاں چل کر اپنے ابنائے جنس کا شریک ہووے، جس وقت اس کی نوبت آوے انسانوں سے مناظرہ کرے۔ بادشاہ نے قاصد سے پوچھا کہ انسان حیوانوں سے کیا دعویٰ کرتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ سب حیوان ہمارے غلام اور ہم ان کے مالک ہیں۔

شیر نے پوچھا کہ انسان کس چیز پر فخر کرتے ہیں؟ اگر زور، قوت، شجاعت، دلیری، حملہ کرنا، کودنا، پھاندنا، چنگل مارنا، لڑنا بھڑنا، ان میں کسی چیز سے فخر کرتے ہوں تو میں ابھی اپنی فوج کو روانہ کردوں کہ وہاں جاکر ایک حملہ میں انھیں متفرق اور پراگندہ کر دیوے۔ قاصد نے کہا بعضے ان خصلتوں سے بھی فخر کرتے ہیں ساتھ اس کے بہت سے عمل اور صنعتیں اور حیلہ و مکر ڈھال تلوار برچھی نیزہ پیش قبض چھری تیر کمان اور بہت سے ہتھیار بنانا جانتے ہیں۔ درندوں کے چنگل اور دانتوں کے واسطے بدن کو زرہ بکتر چلتہ نمد خود سے چھپاتے ہیں کہ ان کے دانت

اور چنگل ہرگز بدن میں اثر نہ کریں۔ درندوں وحشیوں کے لیے بہت سے حیلے کرتے ہیں، جال اور پھندے بناتے ہیں خندقیں اور کنوئیں اور غار کھود کر شنہ ان کے مٹی اور گھاس سے الگ بند کرتے ہیں۔ جس وقت حیوان نا دانستہ ان میں جا کر گرتے ہیں پھر وہاں سے نکلنا محال ہوتا ہے۔ لیکن جنوں کے بادشاہ کے سامنے ان خصلتوں کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ وہاں فصاحت بیان اور جودتِ زبان غلبۂ عقل و تمیز ان سب چیزوں کے واسطے دلیلیں اور حجّتیں بیان ہوتی ہیں۔

جس وقت بادشاہ نے قاصد کی زبانی سنا، ایک گھڑی متفکر ہو کر حکم کیا کہ ہاں سب درند ہماری فوج کے آویں۔ بموجب حکم کے قسم قسم کے درندے شیر، بھیڑیے، طرح طرح کے بندر، نیولے غرض کہ انواع و اقسام کے جانور گوشت کھانے والے اور چنگل مارنے والے خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے جو کچھ قاصد کی زبانی سنا تھا اس نے بیان کیا اور فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے کہ وہاں جا کر حیوانوں کا شریک ہووے۔ جس وقت وہاں جاوے اور دلیل و حجّت سے غالب آوے اس وقت جو کچھ مجھ سے طلب کرے گا میں اسے دوں گا اور بزرگی بخشوں گا۔ سب درند یہ سن کر ایک گھڑی اس فکر میں متامل ہوئے کہ اس کام کے لائق کوئی ہے یا نہیں۔ چیتا جو وزیر تھا، اس نے شیر سے عرض کیا کہ تو ہمارا بادشاہ و سردار ہے اور ہم تیرے تابع و رعیت ہیں۔ بادشاہ کو چاہیے کہ ہر ایک امر میں بصلاح و تدبیر اور دانشمندوں سے مشورہ کر کے حکم کرے۔ اور رعیت کو چاہیے کہ بادشاہ کا حکم گوش دل سے سُنے اور ہر ایک بات میں اس کی اطاعت کرے اس واسطے کہ بادشاہ بمنزلہ سر اور رعیت بجائے اعضا ہے۔ جب کہ بادشاہ و رعیت اپنے اپنے طور طریق پر سب امور درست اور ملک میں بندوبست

رہتا ہے۔ بادشاہ نے چیتے سے پوچھا۔ وہ کون سی خصلتیں ہیں کہ بادشاہ و رعیت پر واجب ہیں، انھیں بیان کر۔ چیتے نے کہا۔ بادشاہ کو چاہیے کہ عادل و شجاع و دانشمند ہو۔ ہر ایک امر میں تامّل کرے، رعیت پر اس طرح مہربانی و شفقت کرے جس طرح اولاد پر ماں باپ شفقت و مہربانی کرتے ہیں جس میں صلاح و فلاح رعایا کی ہو اسی میں مصروف رہے۔ اور رعیت کو لازم ہے کہ بہر صورت بادشاہ کی اطاعت و خدمت گزاری و جانفشانی میں حاضر رہے اور جو ہنر اور صنعت کہ آپ جانتے ہوں بادشاہ کو بتلا دیوے اور عیب و ہنر پر اُسے اطلاع کرے خدمت گزاری کا حق جیسا چاہیے بجا لاوے اور اپنی احتیاج کو بادشاہ سے ظاہر کرکے اسے مدد اور اعانت چاہے۔

شیر نے کہا تو سچ کہتا ہے اب اس مقدمے میں کیا صلاح دیتا ہے۔ چیتے نے کہا۔ ہمیشہ ستارہ اقبال کا روشن و منوّر اور بادشاہ سدا منصور و مظفّر رہے اگر وہاں قوت و غلبے اور شجاعت و حسد کا کام ہو اس کے واسطے میں ہوں۔ مجھے آپ رخصت کیجیے کہ وہاں جا کر بخوبی اس کا سرانجام کروں۔ بادشاہ نے کہا ان کاموں میں وہاں ایک بھی نہیں ہے۔ یوز نے کہا اگر وہاں کودنے پھاندنے رکھنے پکڑنے کا کام ہو اس کا کفیل میں ہوں۔ بھیڑیے نے کہا اگر وہاں حملہ کرنے، لوٹنے غارت کرنے کا کام ہو اس کا سرانجام میں کروں۔ لومڑی نے کہا۔ اگر وہاں حیلہ و مکر کا کام ہو اس کے واسطے میں ہوں۔ نیولے نے کہا اگر وہاں ڈھونڈنے اور چوری کرنے اور چھپ رہنے کا کام ہو اس کا کفیل میں ہوں۔ بندر نے کہا اگر وہاں ناچنے کودنے نقل کرنے کا کام ہو اس کے واسطے میں ہوں۔ بلّی نے کہا اگر وہاں خوشامد و محبت و گدائی کا کام ہو اس کا سرانجام میں کروں۔ کتّے نے کہا اگر وہاں نگہبانی اور بھونکنے اور دُم ہلانے کا کام ہو اس کے واسطے

ہیں ہوں۔ چوہے نے کہا۔ اگر وہاں جلانے پھونکنے اور نقصان کرنے کا کام ہو، اس کے واسطے ہیں ہوں۔

بادشاہ نے کہا۔ ان کاموں میں وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ بعد اس کے چیتے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ سب خصلتیں جو ان حیوانوں نے بیان کیں، آدمیوں کے بادشاہوں اور امیروں کی فوج کے واسطے چاہییں ان امروں کے لائق وہی ہیں اس واسطے کہ اگرچہ ظاہر میں صورت و شکل ان کی مانند فرشتوں کے ہے مگر سیرتیں ان کی مثل سباع و بہائم کے ہیں لیکن جو کہ علما و فقہا اور صاحبِ تمیز ہیں اخلاق و اوصاف ان کے مانند فرشتوں کے ہیں۔ وہاں بھیجنے کے واسطے کون ایسا ہے کہ جا کر حیوانوں کی طرف سے مناظرہ کرے۔

چیتے نے کہا۔ سچ ہے، لیکن اب آدمیوں کے علما و فقہا نے یہ طریق جسے اخلاقِ مَلَکی کہتے ہیں، چھوڑ کر خصلتیں شیطانی اختیار کی ہیں۔ شب و روز مکابرے اور مجادلے میں اور ایک دوسرے کی غیبت و بدی میں رہتے ہیں۔ اس طرح حاکموں اور بادشاہوں نے بھی طریق عدالت و انصاف سے منحرف ہو کر ظلم و بدعت کی راہ اختیار کی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ تو سچ کہتا ہے مگر چاہیے کہ بادشاہ کا قاصد فاضل و بزرگ ہو حق سے نہ پھرے۔ پس کون ایسا ہے کہ وہاں بھیجا چاہیے؟ کہ قاصد کی سب خصلتیں اس میں ہوویں۔ اس جماعت میں کوئی ایسا نہیں کہ وہاں جانے کے لائق ہو۔

گیارھویں فصل

قاصد کے بیان میں

چیتے نے شیر سے پوچھا کہ وہ کون سی خصلتیں ہیں کہ قاصد میں چاہییں۔ انھیں بیان کیجیے۔ بادشاہ نے کہا۔ قاصد چاہیے کہ مرد عاقل و خوش بیان ہو جس بات کو سُنے فراموش نہ کرے، بخوبی یاد رکھے۔ رازِ دل کسی سے نہ کہے۔ امانت و اقرار کا حق جیسا چاہیے، بجالا وے۔ زیادہ گو نہ ہو۔ کسی بات میں اپنی طرف سے فضولی نہ کرے، جتنا اسے کہہ دیا ہو اُتنا ہی کہے۔ جس بات میں بھیجنے والے کی بہتری ہو اس میں کوشش و جاں فشانی کرے۔ اگر طرف ثانی کچھ طمع دیوے ایسا نہ ہو کہ اس کی طرف داری کے واسطے مسلکِ امانت و ہدایت سے متزلزل ہو کر چاہِ خیانت و ضلالت میں سر کے بل گرے۔ دوسرے شہر میں کسی نوع سے اگر فراغت حاصل ہو اس کے واسطے رہ نہ جاوے، جلد پھرے اور اپنے مالک کو جو کچھ سُنا اور دیکھا ہو اُس سے آکر اطلاع کرے۔ جیسا کہ حق نصیحت و امانت کا مالک سے چاہیے، بجالاوے۔ کسی خوف کے سبب احکامِ قاصدی میں کوئی وقیقہ فروگذاشت نہ کرے کیونکہ قاصد پر سب پیغام پہنچانا واجب ہے۔

بعد اس کے چیتے سے کہا کہ تیرے نزدیک اس گروہ میں کون ایسا ہے کہ اس امر کی لیاقت رکھتا ہو۔ چیتے نے کہا اس کام کے واسطے سوائے کلیلہ دمنہ کے بھائی کے کوئی بہتر نہیں ہے۔ شیر نے گیدڑ سے کہا چیتے نے جو تیرے واسطے تجویز کیا ہے

تو اس میں کیا کہتا ہو ؟ گیدڑ نے کہا۔ چیتا سچ کہتا ہو خدا اس کو جزائے نیک دیوے اور مراد کو پہنچا وے۔ بادشاہ نے کہا کہ تو اگر وہاں جا کر اپنے ابنائے جنس کی طرف سے مناظرہ کرے جس وقت وہاں سے مراجعت کرے گا سرفراز ہوگا اور انعام پاوے گا۔ گیدڑ نے کہا میں بادشاہ کے تابع ہوں لیکن وہاں ابنائے جنس میرے بہت دشمن ہیں اس کی کیا تدبیر کروں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کون ہیں۔ دمنہ نے کہا کتے میرے ساتھ نپٹ دشمنی رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو کیا معلوم نہیں ہو کہ وہ آدمیوں سے نہایت مانوس و مالوف ہو رہے ہیں۔ درندوں کے پکڑنے کے لئے ان کی مدد کرتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔ اس کا کیا سبب ہو کہ وہ انسانوں سے اتنا مربوط ہو کر درندوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اپنے ہم جنسوں کو چھوڑ کر غیر جنس کے شریک ہوئے اس بات سے زیچھ کے سوا کوئی واقف نہ تھا اس نے کہا اس کا سبب میں جانتا ہوں بادشاہ نے کہا بیان کر۔ زیچھ نے کہا کتوں نے طبائع کی موافقت اور اخلاق کی مجانست کے سبب آدمیوں سے ارتباط بہم پہنچایا ہو۔ اس کے سوا بہت سی لذتیں کھانے پینے کی وہاں حاصل ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ان کی حرص و بُخل اور اخلاقِ بد مثل آدمیوں کے ہیں۔ یہی زیادہ موجب موافقت کا ہو اور درند ان بدیوں سے کنارہ کرتے ہیں۔ سبب اس کا یہ ہو کہ کتے گوشت کھاتے ہیں کچّا پکّا حلال حرام، تر و خشک، نمکین بے نمک اچھا بُرا جیسا پاتے ہیں۔ اس کے سوا پھل پھلاری ساگ پات روٹی دال دودھ دہی، کھٹا میٹھا، گھی تیل، شہد حلوا ستّو اور جو اقسام آدمیوں کے کھانے کے ہیں، سب کھاتے ہیں، کچھ نہیں چھوڑتے۔ درند ان چیزوں کو کھاتے نہیں بلکہ پہچانتے بھی نہیں ہیں۔

اور حرص و بخل ان میں اس مرتبے میں ہو کہ ممکن نہیں کسی جانور کو بستی

میں آنے دیویں۔ اس واسطے کہ وہ آکر کچھ کھا نہ لیوے۔ اگر کبھی ناگہانی کوئی لومڑی یا گیدڑ کسی گاؤں میں رات کو گیا کہ مرغی یا چوہا یا بلی یا مردار یا کوئی ٹکڑا روٹی کا چرا لے کر آوے، کتے کس شدت سے بھونکتے ہیں اور حملہ کرکے آخر وہاں سے نکال دیتے ہیں۔ اس طمع و حرص کے باعث ذلیل و خراب کتنے ہیں۔ اگر کسی مرد یا عورت یا لڑکی کے ہاتھ میں روٹی یا کچھ اور کھانے کی چیز دیکھتے ہیں، طمع سے دم اور سر ہلاتے ہیں۔ اگر اس نے حیا سے ایک آدھ ٹکڑا ان کے آگے ڈال دیا کس طرح جلد دوڑ کر اس کو اٹھا لیتے ہیں کہ دوسرا لینے نہ پاوے۔ یہ سب بدیاں انسانوں میں بھی ہیں اس موافقت کے باعث کتے اپنے ابنائے جنس کو چھوڑ ان سے جا ملے ہیں اور درندوں کی گرفتاری کے واسطے ان کی مدد اور اعانت کرتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔ کتے کے سوا اور بھی کوئی درند ایسا ہے کہ آدمیوں سے موافقت اور دوستی رکھتا ہو۔ ریچھ نے کہا۔ بلی بھی ان سے نہایت مالوف ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اس کی موافقت کا کیا سبب ہے۔ ریچھ نے کہا۔ اس کا بھی یہی ایک سبب ہے کہ طبیعت اس کی اور انسانوں کے موافق ہے۔ بلی کو بھی حرص و رغبت اقسام اقسام کے کھانے کی مثل آدمیوں کے ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ ان کے نزدیک اس کا کیا حال ہے؟ ریچھ نے کہا۔ یہ کتے سے بہتر رہتی ہے اس واسطے کہ ان کے گھروں میں جا کر فرش پر سوتی اور کھانے کے وقت دسترخوان پر جاتی ہے۔ جو کچھ وے آپ کھاتے ہیں اس کو بھی دیتے ہیں اور جو کبھی بے فرصت پاتی ہے تو کھانے پینے میں ان کے چوری بھی کرتی ہے۔ مگر کتے اس کو نہیں چھوڑتے کہ مکانوں میں جانے پاوے۔ اسی واسطے کتے اور بلی میں حسد و بغض رہتا ہے۔ کتے جس وقت اس کو دیکھتے ہیں اپنی جگہ سے جست کرکے اس طرح حملہ کرتے ہیں کہ اگر پاویں تو چھیچھڑا چھیچھڑا کر ڈالیں اور کھا جاویں اور بلی بھی جس وقت کتوں کو دیکھتی ہے منہ

نوچتی اور دُم اور بال ان کے کھسوٹتی ہے۔ نہایت غُصّے اور غضب سے پھولتی اور بڑھ جاتی ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ یہ بھی ان کی دشمن ہے۔

شیر نے پوچھا۔ ان دو کے سوا کوئی اور بھی ان سے مانوس ہے۔ ریچھ نے کہا۔ چوہے بھی ان کے گھروں اور دکانوں میں جاتے ہیں۔ مگر ان کو آدمیوں سے اُنسیت نہیں ہے بلکہ وحشت کرتے اور بھاگتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا جانے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا۔ یہ بھی اقسام اقسام کے کھانے پینے کی رغبت سے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کوئی جانور اور بھی ان کے یہاں جاتا ہے؟ ریچھ نے کہا۔ نیولے بھی کبھی چوری چھپے کچھ چُرانے اور لے بھاگنے کے واسطے جاتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ ان کے سوا کوئی اور بھی ان کے گھروں میں جاتا ہے۔ ریچھ نے کہا اور کوئی نہیں جاتا۔ مگر آدمی زبردستی سے چیتوں اور بندروں کو پکڑ لے جاتے ہیں۔ پر یہ وہاں جانے سے راضی نہیں ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا کہ بلّی اور کتّے کس وقت سے انسانوں سے مانوس ہوئے ہیں؟ ریچھ نے کہا۔ جس وقت سے بنی قابیل بنی ہابیل پر غالب آئے بادشاہ نے کہا۔ یہ احوال کیونکر ہے؟ اسے بیان کر۔ ریچھ نے کہا جس گھڑی قابیل نے اپنے بھائی کو جس کا نام ہابیل تھا، قتل کیا، بنی ہابیل نے بنی قابیل سے قصاص چاہا اور ان سے لڑائی کی۔ آخر بنی قابیل غالب آئے۔ شکست دے کر تمام مال ان کا لوٹ لیا اور مواشی بیل اونٹ گدھے خچر سب لوٹ کر بہت مالدار ہو گئے، آپس میں دعوتیں کیں، طرح طرح کے کھانے پکوائے۔ حیوانوں کو ذبح کر کے کلّے پائے ان کے جا بجا اپنے ہر ایک شہر اور گانو کے گرد بگرد پھکوائے۔ بلّی اور کتّوں نے جو یہ گوشت کی کثرت اور کھانے پینے کی وسعت دیکھی اپنے ابنائے جنس کو چھوڑ کر رغبت سے ان کی بستیوں

میں آئے اور معین و مددگار ہوئے۔ آج تک اُن سے ملے جُلے رہتے ہیں۔

شیر نے جب یہ قصہ سُنا نہایت متاسف ہوکر کہا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور کئی بار اس کلمہ کو بتکرار کہا۔ ریچھ نے بادشاہ سے پوچھا کہ بلّی اور کُتّوں نے جو اپنے ابنائے جنس سے مفارقت کی آپ کو اس کا افسوس کیا ہے۔ شیر نے کہا مجھے ان کے جانے کا کچھ افسوس نہیں ہے۔ مگر تاسّف اس بات کا ہے کہ حکیموں نے کہا ہے۔ بادشاہوں کے واسطے انتظام و بندوبست میں اس سے زیادہ کوئی فساد و نقصان نہیں ہے کہ ان کی فوج کے مددگار جُدا ہوکر دشمن سے جا ملیں۔ اس واسطے کہ یہ جاکر اس کو اوقات غفلت اور تمام نیک و بد اور سارے بھید سے اطلاع کر دیں گے اور ہر ایک امر سے اسے آگاہ کرکے راہیں پوشیدہ اور بہت سے مکر بتلا دیویں گے۔ یہ سب بادشاہوں کے واسطے اور فوج کے لیے نہایت فساد عظیم ہے۔ خدا ان بلّی اور کتّوں میں کبھی برکت نہ کرے۔

ریچھ نے کہا۔ جو کچھ بادشاہ نے چاہا خدا نے وُہی کُتّوں کے ساتھ کیا اور بادشاہ کی دُعا قبول کی۔ اِن کی نسل سے خیر و برکت اٹھاکر بکریوں کو دی۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ کیونکر ہے۔ اسے بیان کر۔ ریچھ نے کہا۔ اس واسطے کہ ایک کُتیا پر بہت سے کُتّے جمع ہوکر پیٹ رکھاتے ہیں۔ جننے کے وقت نہایت شدّت و محنت سے آٹھ دس بچے اور کبھی اس سے بھی زیادہ جنتی ہے۔ مگر کبھی کسی نے بستی یا جنگل میں کُتّوں کا بہت ساغول نہ دیکھا حالانکہ انھیں کوئی ذبح بھی نہیں کرتا اور بکریاں باوجود اس کے کہ تمام سال میں ایک یا دو بچے جنتی ہیں اور ہمیشہ ذبح ہوتے ہیں پھر بھی گلّے کے گلّے جنگلوں اور بستیوں میں نظر آتے ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کُتّے اور بلّی کے بچّوں کو کھانے

کے باعث بہت سی آفتیں پہنچتی ہیں اور کھانے کے اختلاف کے سبب دیگر امراض مختلف کہ کسی درندکو نہیں ہوتے اُنھیں ہوتے ہیں اور اپنی بدی اور آدمیون کی ایذا کے باعث زندگی بھی ان کی اور ان کی اولاد کی کم ہوتی ہے۔ اسی واسطے ذلیل وخراب ہیں۔ بعد اس کے شیر نے کلیلہ سے کہا کہ تو اب رخصت ہو وہاں جنّوں کے بادشاہ کے رو برو جاکر جس بات کے واسطے مقرر ہوا ہے اس کا سرانجام کر۔

بارھویں فصل

دوسرے قاصد کے بیان میں

دوسرے قاصد نے جس گھڑی طائروں کے بادشاہ مرغ کے پاس جا کر احوال ظاہر کیا اس نے ماجرا حیوانوں کا سُن کر حکم کیا کہ سب طائر آن کر حاضر ہوں۔ چنانچہ انواع و اقسام کے طائر جنگلی پہاڑی دریائی نہایت کثرت سے کہ جن کا شمار خدا کے سوا کوئی نہ جانے، بموجب حکم کے آکر جمع ہوئے۔ شاہ مرغ نے ان سے کہا کہ آدمی دعویٰ کرتے ہیں کہ سب حیوانات ہمارے غلام اور ہم ان کے مالک ہیں اس واسطے بہت حیوان جنوں کے بادشاہ کے سامنے انسانوں سے مناظرہ کرتے ہیں۔ بعد اس کے طاؤس وزیر سے کہا کہ طائروں میں کون گویا و فصیح زیادہ ہے کہ وہاں بھیجنے کے لائق ہو اور انسانوں سے جا کر مناظرہ کرے؟ طاؤس نے کہا یہاں طائروں کی جماعت حاضر ہے۔ جس کو فرمایئے وہاں جاوے۔ شاہ مرغ نے کہا۔ مجھے سب کا نام بتلا دے کہ میں انھیں پہچانوں۔ طاؤس نے کہا ہُدہُد۔ مرغ۔ کبوتر۔ تیتر۔ بلبل۔ کبک۔ سرخاب۔ ابابیل۔ کوّا۔ کلنگ۔ بنگ خوارہ کنجشک۔ فاختہ۔ قمری۔ ممولا۔ بط۔ بگلا، مرغابی۔ ہزار داستان، شتر مرغ وغیرہ یہ سب حاضر ہیں۔

شاہ مرغ نے طاؤس سے کہا کہ ایک ایک کو مجھے دکھا دے کہ میں دیکھوں اور ہر ایک کی خصلت و صفت معلوم کروں کہ اس کام کے واسطے کون لائق ہے۔

طاؤس نے کہا۔ ہُدہُد جاسوس مصاحب سلیمان ابن داؤد کا یہ ہے کہ لباس رنگ برنگ کے پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ وقت بولنے کے اس طرح جُھکتا ہے کہ گویا رکوع اور سجدہ کرتا ہے۔ نیکی کے واسطے حکم کرتا اور بدی کو منع کرتا ہے۔ اسی نے سلیمان ابن داؤد کو شہر سبا کی خبر پہنچائی اور یہ کہا کہ میں نے جو عجائب وغرائب جہان کے دیکھے ہیں وہ آپ نے بھی نہیں دیکھے۔ چنانچہ شہر سبا سے ایک خبر لایا ہوں آپ کے واسطے کہ ہرگز جھوٹ کا اس میں دخل نہیں۔ ایک رنڈی ہے کہ جس کے جاہ وحشم کے بیان میں زبان قاصر ہے۔ سلطنت اُس ملک کی اسی کے اختیار میں ہے اور ایک تخت نہایت بڑا ہے کہ اس پر بیٹھی ہے۔ غرض تمام جہان کی نعمتیں اس کے یہاں موجود ہیں۔ کسی چیز کی کمی نہیں۔ مگر وہ اور اس کے قوم کے لوگ سخت گمراہ ہیں، خدا کو نہیں مانتے۔ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں شیطان نے از بسکہ ان لوگوں کو گمراہ کیا ہے ضلالت کو عین عبادت جانتے ہیں۔ خالق کریم کو (جس نے پیدا کیا زمین وآسمان وعرش اور تمام ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہے) چھوڑ کر آفتاب کو کہ یہ بھی اس کے نور کا ایک ذرہ ہے، خدا جانتے ہیں حالانکہ قابل پرستش کے اس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں ہے۔

مرغ اذان کہنے والا یہ ہے کہ تاج سر پر رکھے ہوئے دیوار پر کھڑا ہے آنکھیں سُرخ، بازو پھیلائے ہوئے، دُم اُٹھی ہوئی، نہایت غیور اور سخی ہمیشہ تکبیر و تہلیل میں رہتا ہے۔ نماز کا وقت پہچانتا اور ہمسایوں کو یاد دلاتا اور نصیحت کرتا ہے۔ صبح کے وقت اپنی اذان میں یہ کہتا ہے۔ اے ہمسائے کے رہنے والو! یاد کرو اللہ کے تئیں۔ بہت دیر سے سوتے ہو۔ موت اور خرابی کو یاد نہیں کرتے۔ دوزخ کی آگ سے خوف نہیں کرتے۔ بہشت کے مشتاق نہیں ہوتے۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے۔ یاد کرو اس شخص کو کہ سب لذتوں کو نیست و نابود

کرے گا۔ عاقبت کی راہ کا توشہ طیّار کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہو تو عبادت و پرہیز گاری کرو۔

اور تیتر ندا کرنے والا یہ ٹیلے پر کھڑا ہُوا ہی۔ رخسارے سفید بازو ابلق رکوع اور سجدوں کی کثرت سے خمیدہ قامت ہو رہا ہی۔ ندا کے وقت غافلوں کو یاد دلانا اور بشارت دیتا ہی۔ بعد اس کے یہ کہتا ہی۔ شکر کرو اللہ کی نعمتوں کا کہ نعمت زیادہ ہو اور خدا پر بد گمانی نہ کرو اور اکثر مناجات میں خدا سے یہ دُعا مانگتا ہی۔ یا اللہ پناہ میں رکھ مجھے شکاری جانوروں اور گیدڑوں اور آدمیوں کی بدی سے اور طبیب جو میرے گوشت کھانے کے واسطے مریضوں سے فائدہ بیان کرتے ہیں اِس سے بھی مجھے محفوظ رکھ کہ اس میں میری زندگی نہیں ہی۔ یاد کرتا ہوں میں ہمیشہ خدا کے تئیں۔ صبح کے وقت ندائے حق کرتا ہوں کہ سب آدمی سُنیں اور نیک نصیحت پر عمل کریں۔

کبوتر ہدایت کرنے والا یہ ہی کہ نامہ لے کر دُور دُور شہروں کی سیر کرتا ہی اور کبھی اُڑتے وقت نہایت افسوس سے یہ کہتا ہی۔ وحشت ہی بھائیوں کی جدائی سے اور اشتیاق ہی دوستوں کی ملاقات کا۔ یا اللہ ہدایت کر مجھے وطن کی طرف کہ دوستوں کی ملاقات سے خوشی حاصل ہو۔

اور کبک یہ کہتا ہی کہ پھولوں اور درختوں میں ہمیشہ باغ کے بیچ خوش خرامی کرتے اور نپٹ خوش آوازی سے نغمہ سرائی میں مشغول رہتی ہی۔ ہمیشہ وعظ و نصیحت سے یہ کہتی ہی۔ ای عُمر و بنیاد کے فنا کرنے والے! باغ میں درختوں کے لگانے والے، شہر میں گھروں کے بنانے والے، بلندی کے بیٹھنے والے، زمانے کی سختی سے کیوں غافل ہی؟ پرہیز کر کسی دم خالق کو نہ بھول یاد کر اُس دن کو کہ یہ عیش اور مکان چھوڑ کر گور کے اندر سانپ اور بچھوؤں

میں جاکر پڑے گا۔ اگر اس وطن کے چھوڑنے کے آگے ابھی سے خبردار ہو رہے تو بہتر ہے کہ وہاں اچھے مکان میں پہنچے۔ نہیں تو خرابی میں پڑے گا۔

اور سُرخاب یہ ہے۔ جس طرح کہ خطیب منبر پر چڑھتا ہے اُسی طرح یہ بھی دوپہر کے وقت ہوا میں بلند ہو کر زراعت کے انباروں پر جاکر انواع و اقسام کے نغمے نپٹ خوش آوازی سے کرتا ہے اور اپنے خطبے میں یہ کہتا ہے۔ کہاں ہیں وے ارباب تجارت اور اہل زراعت کہ ایک دانہ بونے میں خدا کی رحمت سے بہت سی منفعت اٹھاتے تھے؟ اے صاحبو! خدا کے خوف سے عبرت کرو۔ موت کو یاد کرکے مرنے کے قبل اس کی عبادت کا حق بجا لاؤ اور اس کے بندوں کے ساتھ نیکی اور احسان کرو۔ بخل کے باعث یہ خیال جی میں نہ لاؤ کہ آج ہمارے یہاں کوئی فقیر محتاج نہ آوے اس واسطے کہ جو آج کے دن نیکی کا درخت بٹھلا دے گا کل اس کا پھل اور مزہ اٹھاوے گا۔ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو کہ اس میں نیک عمل کی زراعت کرے گا فائدہ اس کا عاقبت میں پاوے گا۔ اگر کوئی عمل بد کرے گا گھاس پھوس کے مانند آتش دوزخ میں جلے گا۔ یاد کرو اس دن کو کہ خدا کافروں کو مومنوں سے جدا کرکے جہنم کی آگ میں ڈالے گا اور مومنوں کو بہشت میں ڈالے گا۔

بُلبُل حکایت کرنے والی یہ شاخِ درخت پر بیٹھی ہوئی ہے۔ چھوٹا جسم، اُڑنے میں چلد، رخسارے سفید، داہنے بائیں ہر وقت متوجہ رہتی ہے۔ نہایت فصاحت و خوش الحانی سے نغمہ پردازی کرتی اور باغوں میں انسانوں کے ساتھ گرم صحبت رہتی ہے۔ بلکہ ان کے گھروں میں جاکر ہم کلام ہوتی ہے۔ جس وقت کہ وہ یادِ الٰہی سے غافل ہو کر لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں وعظ و نصیحت سے کہتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کتنے غافل ہو کہ اس چند روزہ زندگی پر فریفتہ ہو کر حق کی یاد سے

غفلت کرتے ہو۔اس کے ذکر میں کیوں نہیں مشغول ہوتے ؟ یہ نہیں جانتے ہو کہ تم سب مرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہو ؟ بوسیدہ ہونے کے لیے پرورش ہوئے ، فنا ہونے کے واسطے جمع ہوئے ہو۔ یہ گھر خراب ہونے کے واسطے بناتے ہو۔کب تک اس دنیا کی نعمت پر فریفتہ ہو کر لہو و لعب میں مصروف رہو گے؟ آخر کل مر جاؤ گے ،مٹّی میں دفن ہو گے۔اب بھی ہوشیار ہو۔نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا۔ ابرہہ جو سردار اُس گروہ کا تھا، چاہتا تھا کہ مکر و غدر سے خانۂ خُدا کو منہدم کرے۔بہت سے لوگوں کو ہاتھیوں پر بٹھلا کر متوجّہ بیت اللہ کا ہوُا۔آخر خدا نے ان کے مکر و غدر کو باطل کیا،گروہ کے گروہ طائروں کے ان پر مسلّط کیے۔ طائروں نے سنگریزے لے کر اس طرح سے سنگ افشانی کی کہ سب کو ہاتھیوں سمیت کرم خوردہ پتّے کے مانند کر دیا۔ بعد اس کے کہتی ہے۔ الٰہی محفوظ رکھ مجھ کو لڑکوں کی حرص اور تمام حیوانوں کے شر سے۔

کوّا کاہن یعنے اخبار غیب کا ظاہر کرنے والا یہ ہے۔ سیہ فام پرہیزگار، ہر ایک چیز کی خبر،کہ ہنوز ظاہر نہیں ہوئی ہے، بیان کرتا ہے۔ ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتا اور ہمیشہ سیر و سفر میں اوقات بسر کرتا ہے۔ ہر ایک دیار میں جاکر آثارِ قدیم کی خبر لیتا ہے۔غفلت کی آفتوں سے غافلوں کو ڈراتا اور وعظ و نصیحت سے یہ کہتا ہے۔ پرہیزگاری کرو اور خوف کرو اس روز سے کہ گور میں بوسیدہ ہو جاؤ گے۔ اعمال کی شامتوں سے پوست کھینچ جاویں گے۔ اب گمراہی سے اس دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو حکم الٰہی سے بھاگ کر کہیں ٹھکانا اور مخلصی نہیں ہے۔ اگر رہائی چاہتے ہو تو صلوٰۃ و دعا میں مشغول ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ رحم کر کے محفوظ رکھے۔

ابابیل ہوا میں سیر کرنے والی یہ ہو کہ اُڑنے میں تیز پانو چھوٹے، بازو بڑے اکثر آدمیوں کے گھروں میں رہتی اور وہاں اپنے بچوں کو پرورش کرتی ہو۔ ہمیشہ صبح و شام دعا و استغفار پڑھتی ہو۔ سفر میں بہت دور نکل جاتی ہو گرمی کے دنوں میں سرد مکانوں میں اور جاڑوں میں گرم مکانوں میں سکونت اختیار کرتی ہو۔ ہمیشہ تسبیح و دعا میں یہی ورد رکھتی ہو۔ پاک ہو وہ جس نے پیدا کیا دریا اور زمین کو پہاڑوں کا قائم کرنے والا نہروں کا جاری کرنے والا، موافق قدرت کے رزق و موت کا مقدر کرنے والا کہ اس سے ہرگز تجاوز نہیں ہوتا۔ وہی سفر میں مسافروں کا مددگار ہو۔ مالک ہو تمام روئے زمین اور ساری مخلوقات کا۔ بعد اس تسبیح و دعا کے کہتی ہو کہ ہر ایک دریا میں ہم گئے سب بندروں کو دیکھا اور اپنے وطن میں پھر آئے۔ پاک ہو وہ جس نے نر اور مادہ کو جمع کر کے اولاد کی کثرت عطا کی اور زاویۂ نیستی سے نکال کر لباس ہستی کا پہنایا۔ حمد ہو واسطے اس کے کہ پیدا کرنے والا تمام بندوں کا اور عطا کرنے والا نعمتوں کا ہو۔

اور کلنگ نگہبانی کرنے والا یہ میدان میں کھڑا ہو۔ گردن لمبی پانو چھوٹے اُڑنے کے وقت آدھے آسمان تک پہنچتا ہو۔ رات کو دو مرتبے نگہبانی کرتا اور حمد الٰہی میں تسبیح کرتا اور کہتا ہو۔ پاک ہو وہ اللہ جس نے اپنی قدرت سے ہر ایک حیوان کا جوڑا بنایا کہ آپس کے ملنے سے توالد و تناسل ہو اور اپنے خالق کی یاد کریں۔

اور سنگخوارہ خشکی کا رہنے والا یہ ہو۔ ہمیشہ جنگل بیابان میں رہتا ہو، صبح و شام یہ ورد رکھتا ہو۔ پاک ہو وہ جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو۔ وہی پیدا کرنے والا افلاک اور بروج اور ستاروں کا کہ یہ سب اسی کے حکم

سے پھرتے ہیں۔ پانی کا برسانا، ہوا کا چلانا، رعد و برق کا ظاہر کرنا اُسی کا کام ہے؛ وہی اٹھانے والا زمین سے بخارات کا جس کے سبب جہان کا انتظام ہے۔ عجب خالق ہے کہ بعد موت کے استخوانِ کہنہ و بوسیدہ کو زندہ کرتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کیسا خالق ہے کہ زبان انسان کی اس کی حمد اور وصف میں قاصر ہے۔ کیا امکان کہ اس کی کُنہ میں عقل کو رسائی ہو۔

اور ہزار داستانِ خوش الحان یہ شاخِ درخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ چھوٹا سا جسم۔ حرکت میں سبک۔ خوش آواز حمد الٰہی میں اِس طرح الحان سے نغمہ سرائی کرتا ہے۔ حمد ہے واسطے اللہ کے کہ صاحب قدرت و احسان ہے۔ یکتا ہے کہ کوئی اس کا ہمتا نہیں۔ بخشش کرنے والا۔ پوشیدہ اور ظاہر نعمتوں کا دینے والا مثل دریا کے بے دریغ ہر ایک انسان کو فیضان نعمت سے سرفراز کرتا ہے۔ اور کبھی نہایت افسوس سے اس طور پر کہتا ہے۔ کہ خوش تھا وہ زمانہ کہ باغ میں پھولوں کی سیر تھی۔ تمام درخت انواع و اقسام کے میووں سے لدے تھے۔

اِس میں شاہ مرغ نے طاؤس سے کہا کہ ان میں سے تیرے نزدیک کون صاحبِ لیاقت زیادہ ہے کہ وہاں اس کو بھیجیے تاکہ انسانوں سے جاکر مناظرہ کرے اور اپنے ہم جلسوں کا شریک ہووے۔ طاؤس نے کہا کہ یہ سب اس بات کی لیاقت رکھتے ہیں۔ اس واسطے کہ سب شاعر اور فصیح ہیں مگر ہزار داستان ان میں زیادہ فصیح و خوش الحان ہے۔ شاہ مرغ نے اس کو حکم کیا کہ تو اب رخصت ہو کر وہاں جا اور توکل خدا پر کر کہ وہی ہر حال میں مُعین اور مددگار ہے۔

تیرھویں فصل

تیسرے قاصد کے احوال میں

تیسرے قاصد نے جس گھڑی مکھیوں کے سردار یعسوب کے پاس جاکر تمام احوال حیوانوں کا بیان کیا یہ تمام حشرات الارض کا بادشاہ تھا۔ سُنتے ہی اس نے حکم کیا کہ ہاں سب حشرات الارض حاضر ہوں۔ بموجب حکم کے مکھیاں، مچھر، ڈانس، بھنگے، پسّو، بھڑ، پروانے، غرض جتنے حیوان چھوٹے جسم کے کہ بازو سے اُڑتے ہیں اور ایک سال سے زیادہ نہیں جیتے، آکر حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے جو خبر قاصد کی زبانی سنی تھی ان سے بیان کی اور کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے کہ وہاں جاوے اور حیوانوں کی طرف ہو کر انسانوں سے مناظرہ کرے۔ سب نے عرض کیا کہ انسان کس چیز سے ہم پر فخر کرتے ہیں؟ قاصد نے کہا وہ اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ قد و قامت ہمارے بڑے، قوت زیادہ رکھتے ہیں۔ ہر ایک چیز میں حیوانوں سے غالب ہیں۔ بھڑوں کے سردار نے کہا کہ ہم وہاں جاکر انسانوں سے مناظرہ کریں گے۔ مکھیوں کے رئیس نے کہا۔ ہم وہاں جاکر اپنی قوم کی نیابت کریں گے۔ مچھروں کے سردار نے کہا کہ ہم وہاں جاویں گے۔ ملخ کے سردار نے کہا کہ ہم وہاں جاکر اپنے ابنائے جنس کے شریک ہو کر انسانوں سے گفتگو کریں گے۔ اسی طرح ہر ایک اس بات پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ کیا ہے کہ سب بے تامّل و فکر وہاں جانے کا قصد کرتے

ہیں۔ پشّے کی جماعت نے عرض کیا کہ اے بادشاہ بھروسہ خدا کی مدد کا ہے، اور یقین ہے کہ اس کی مدد سے ہم ان پر فتح پاویں گے اس واسطے کہ اگلے زمانے میں بڑے بڑے بادشاہ ظالم ہوئے ہیں۔ خدا کی مدد سے ہم ان پر ہمیشہ غالب رہے ہیں۔ بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اس احوال کو بیان کرو۔ مچھروں کے سردار نے عرض کیا کہ انسانوں میں نمرود بادشاہ عظیم الشان تھا۔ نہایت متکبر و گمراہ کہ اپنے دبدبے اور جاہ و حشم کے آگے کسی بشر کو خیال میں نہ لاتا۔ ہمارے گروہ سے ایک پشّہ کہ نہایت چھوٹا اور ضعیف البُنیان تھا اس نے ایسے بادشاہ کو ہلاک کیا۔ باوجود جاہ و مکنت کے کچھ اس کا زور نہ چل سکا۔ بادشاہ نے کہا۔ تو سچ کہتا ہے۔

بھڑ نے کہا جس وقت کوئی آدمی اپنے سلاحوں سے درست ہو کر ہاتھ میں نیزہ تلوار چھری تیر لے کر طیّار ہوتا ہے ہم میں سے اگر کوئی بھڑ جا کر اُسے کاٹتی ہے اور سوئی کی نوک کے برابر ڈنک چبھوتی ہے اس وقت کیا حال اس کا تباہ ہوتا ہے۔ بدن پھول جاتا ہے۔ ہاتھ پانوں سست ہو جاتے ہیں، حرکت نہیں کر سکتا بلکہ اُسے اپنی ڈھال تلوار کی بھی خبر نہیں رہتی۔ بادشاہ نے کہا۔ سچ ہے۔

مکّھی نے کہا۔ جس وقت انسانوں کا بادشاہ نہایت حشمت و عظمت سے تخت پر بیٹھتا ہے اور دربان چوکیدار نہایت جاں فشانی اور خیرخواہی سے گرد بگرد اس کے کھڑے ہوتے ہیں کہ کسی طرح کا رنج اور اذیّت اس کو نہ پہنچے اس وقت اگر ایک مکّھی اس کے باورچی خانے یا جا ضرور سے نکل کر نجاست سے تمام جسم آلودہ اس کے بدن اور کپڑے پر جا کر بیٹھتی اور ایذا دیتی ہے، ہرگز اتنی قدرت نہیں پاتے کہ اُسے بچا سکیں۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ سچ ہے۔

مچھّر نے کہا۔ اگر کوئی آدمی اپنی مجلس میں یا پردے کے اندر یا مسہری لگا کر بیٹھے اور ہمارے گروہ سے کوئی جا کر اس کے کپڑوں میں گھس کر کاٹے تو کیا بے قرار ہو جاتا اور غصّے میں آتا ہے۔ مگر ہم پر کچھ زور نہیں چل سکتا۔ اپنا ہی سر پیٹتا ہے اور مُنہ پر طمانچے مارتا ہے۔

بادشاہ نے کہا۔ یہ تم سچ کہتے ہو، مگر جنّوں کے بادشاہ کے سامنے ان چیزوں کا کچھ مذکور نہیں ہے۔ وہاں عدل و انصاف و ادب و اخلاق و تمیز و فصاحت و بلاغت میں مناظرہ ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ ان باتوں میں سلیقہ رکھتا ہو؟ بادشاہ کی یہ بات سنتے ہی سب نے چپکے ہو کر سر جھکا لیا اور کچھ نہ کہا۔

بعد اس کے ایک حکیم مکھیوں کی جماعت سے نکل کر بادشاہ کے سامنے آیا اور یہ کہا۔ خدا کی مدد سے مَیں اس کام کے واسطے جاتا ہوں۔ وہاں حیوانوں کا شریک ہو کر انسانوں سے مناظرہ کروں گا۔ بادشاہ نے اور سب جماعت نے کہا جس چیز کا تو نے ارادہ کیا ہے خدا اس میں مدد کرے اور دشمنوں پر تجھ کو غالب رکھے۔ غرض کہ سب سامان سفر کا اس کو دے کر رخصت کیا۔ یہ حکیم یہاں سے جا کر جنّوں کے بادشاہ کے سامنے جہاں اور سب حیوانات انواع و اقسام کے حاضر تھے، موجود ہوا۔

چودھویں فصل

چوتھے قاصد کے احوال میں

چوتھا قاصد جس وقت شکاری جانوروں کے بادشاہ عنقا کے پاس گیا اور اس احوال کو بیان کیا اس نے بھی حکم کیا کہ تمام جانور ہمارے گروہ کے حاضر ہوں۔ بموجب حکم کے گِدھ، عنقا، باز، شاہین، چیل، اُلّو، طوطے، غرض سب جانور گوشت کھانے والے کہ پنجے اور منقار رکھتے ہیں، فی الفور آکر حاضر ہوئے۔ عنقا نے ان سے حیوانوں کے مناظرے کا احوال بیان کیا۔ بعد اس کے شُنقار وزیر سے کہا کہ ان حیوانوں میں کون اس امر کے لائق ہے؟ کہ وہاں اس کو بھیجیے تا انسانوں سے جاکر مقابلہ کرے اور اپنے ابنائے جنس کا مناظرے میں شریک ہووے۔ وزیر نے کہا۔ ان میں الّو کے سوا کوئی اس بات کی لیاقت نہیں رکھتا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ اس کا کیا سبب کہ اس کے سوا اور کوئی اس کام کے لائق نہیں ہے؟۔

وزیر نے کہا۔ اس واسطے کہ سب شکاری جانور آدمیوں سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں اور ان کا کلام بھی نہیں سمجھتے اور الّو ان کی بستیوں کے قریب بلکہ اکثر پُرانے مکانوں میں کہ ویران ہو گئے ہیں، رہتا ہے۔ زہد و قناعت اس میں اتنی ہے کہ کسی جانور میں نہیں۔ دن میں مشغول رہتا اور غافلوں کو ہوشیار کرتا ہے اگلے بادشاہوں کو جو کہ مر گئے ہیں، یاد کر کے تاسّف کرتا اور ان کے حسب حال

یہ آیت پڑھتا ہے۔ کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ وَّنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْھَا فٰکِھِیْنَ کَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰھَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ باغ و چشمے، مکان و زراعت اور سب نعمتیں کہ جن کے سبب خوش رہتے تھے، چھوڑ گئے۔ اب مالک وہاں کے اور لوگ ہوئے۔

عنقا نے اُلّو سے کہا کہ شنقار نے جو تیرے واسطے تجویز کیا ہے تو اس میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا شنقار سچ کہتا ہے لیکن میں وہاں جا نہیں سکتا اس واسطے کہ سب آدمی مجھ سے دشمنی رکھتے اور دیکھنا میرا منحوس جانتے ہیں اور مجھ بے گناہ کو کہ ان کا قصور میں نے کچھ نہیں کیا، گالیاں دیتے ہیں۔ اگر وہاں مجھ کو سناٹے کے وقت دیکھیں گے تو اور مخالف ہو جاویں گے۔ مخالفت سے پھر لڑائی کی نوبت پہنچے گی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھ کو وہاں نہ بھیجیے۔ عنقا نے پھر الّو سے پوچھا کہ ان حیوانوں میں اس کام کے واسطے کون بہتر ہے؟ اس نے کہا آدمیوں کے بادشاہ و امیر باز و شاہین و چرغ کو بہت پیار کرتے ہیں اور بخواہش تمام ہاتھوں پر اپنے بٹھلاتے ہیں۔ بادشاہ اگر ان میں سے کسی کو وہاں بھیجیے تو بہتر ہے۔

بادشاہ نے ان کی جماعت کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ تمہارے نزدیک کیا صلاح ہے؟ باز نے کہا۔ الّو سچ کہتا ہے۔ مگر انسان ہماری بزرگی اس جہت سے نہیں کرتے کہ ہم کو ان سے کچھ قرابت ہے یا علم و ادب ہم میں زیادہ ہے جس کے سبب وہی عزیز جانتے ہیں، صرف اپنے فائدہ کے واسطے ہم سے الفت کرتے ہیں۔ شکار ہمارا چھین کر اپنے تصرف میں لاتے ہیں۔ روز و شب لہو ولعب میں مصروف رہتے ہیں۔ جس چیز کو خدا نے ان پر واجب کیا ہے کہ عبادت کریں اور روز قیامت کے حساب وکتاب سے ڈریں، اس کی طرف کبھی التفات نہیں کرتے۔

عنقا نے باز سے کہا کہ پھر تیرے نزدیک کس کا بھیجنا صلاح ہی؟ اس نے کہا میرے نزدیک یہ ہی کہ طوطے کو وہاں بھیجیے اس واسطے کہ انسانوں کے بادشاہ و امیر اور سب چھوٹے بڑے عورت و مرد جاہل و عالم اس کو عزیز رکھتے اور اس سے باتیں کرتے ہیں۔ جو کچھ یہ کہتا ہی سب متوجہ ہو کر سنتے ہیں۔ بادشاہ نے طوطے سے کہا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہی؟ اس نے کہا میں حاضر ہوں، وہاں جا کر حیوانوں کی طرف سے انسانوں سے مناظرہ کروں گا، لیکن میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ اور سب جماعت مل کر میری مدد کریں۔ عنقا نے کہا، تو کیا چاہتا ہی؟ اس نے کہا مجھے یہ منظور ہی کہ بادشاہ خدا سے یہ دعا مانگے کہ میں دشمنوں پر غالب رہوں۔ بادشاہ نے بموجب اس کے کہنے کے خدا سے مدد کے واسطے دعا مانگی اور سب جماعتوں نے آمین کہی۔

اُلّو نے کہا۔ اے بادشاہ اگر دعا قبول نہ ہو تو بے فائدہ رنج و محنت ہی اس واسطے کہ دعا اگر سب شرطوں کے ساتھ نہ ہووے تو اس کا نتیجہ کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہی۔ بادشاہ نے کہا۔ دعا کے قبول ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟ انھیں بیان کر۔ اُلّو نے کہا۔ دعا کے واسطے نیّت صادق اور خلوصِ دل چاہیے۔ جس طرح اضطرار کی حالت میں کوئی شخص خدا سے دعا مانگتا ہی۔ اُسی طرح دعا کے وقت خدا کی طرف دھیان رکھے اور چاہیے کہ دعا کے قبل نماز پڑھے، روزہ رکھے، غریب و محتاج سے کچھ نیکی کرے۔ جو حالت غم و الم کی اس پر ہو جنابِ الٰہی میں اس کو عرض کرے۔ سب نے کہا یہ سچ کہتا ہی۔ دُعا میں یہ چیزیں ضرور ہیں۔

بادشاہ نے تمام جماعت سے کہا کہ تم جانتے ہو آدمیوں نے ایسا جور و ظلم حیوانوں پر کیا ہی کہ یہ غریب ان کے ہاتھوں سے نہایت عاجز ہو گئے،

یہاں تک کہ ہم سے باوجود دور ہونے کے پناہ ڈھونڈی ہو اور ہم باوصف اس کے کہ انسانوں سے قوّت و زور زیادہ رکھتے اور آسمان تک اُڑتے ہیں پر اُن کے ظلم سے بھاگ کر پہاڑوں اور دریاؤں میں آکر چھپتے اور بھائی ہمارا شُنقار ان سے بھاگ کر جنگل میں جا رہا۔ ان کے ملک کا رہنا چھوڑ دیا۔ پس پر بھی ان کے ظلم سے مخلصی نہیں پاتے۔ لاچار ہو کر مناظرے کی نوبت پہنچی۔ اگرچہ ہم اتنے قوی ہیں کہ ہم میں سے ایک جانور اگر چاہے تو کتنے انسانوں کو اٹھا لے جاوے اور غارت کرے۔ لیکن نیکوں کو نہ چاہیے کہ ایسی بدی کریں اور ان کی بد افعالی پر لحاظ رکھیں۔ دیدہ و دانستہ ہم طرح دیتے اور خدا کو سونپتے ہیں اس واسطے کہ دنیا میں لڑنے بھڑنے سے کچھ فائدہ نہیں، اس کا ثمرہ و نتیجہ آخرت میں پاویں گے۔

بعد اس کے کہا۔ کتنے جہاز ایسے ہیں کہ بادِ مخالف کے سبب تباہی میں آگئے پس ہم انھیں رؤبراہ لائے۔ اور کتنے بندے ایسے ہیں کہ بادِ تُند نے کشتیاں ان کی توڑیں وے غوطے کھا کر ڈوبنے لگے ہم نے انھیں کنارے پر پہنچایا۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ ہم سے راضی و خوشنود ہو اور اس طرح ہم اس کی نعمتوں کا شکر بجا لاویں کہ اس نے ہمیں قوی جُثّہ کیا ہے اور زور و قوت بخشی ہے۔ وہی بہر صورت ہمارا مُعین و مدد گار ہے۔

پندرھویں فصل

پانچویں قاصد کے احوال میں

پانچویں قاصد نے جس گھڑی دریائی جانوروں کے بادشاہ کے رُو برو جاکر مناظرے کی خبر پہنچائی اس نے بھی اپنے تمام توابع و لواحق کو جمع کیا۔ چنانچہ مچھلی، مینڈک، نہنگ، ڈولفین، کچھوا وغیرہ سب دریائی جانور رنگ برنگ کی شکلوں اور صورتوں کے بہ مجرّد حکم کے حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے جو کچھ قاصد کی زبانی سُنا تھا ان سے بیان کیا۔ بعد اس کے قاصد سے کہا۔ اگر انسان اپنے تئیں قوّت و شجاعت میں ہم سے بہتر جانتے ہوں تو ہیں ابھی جاکر ایک دم میں سب کو جلا پھونک دوں اور دم کے زور سے کھینچ کر نگل جاؤں۔ قاصد نے کہا۔ وہ ان میں کسی چیز کا فخر نہیں کرتے، مگر اپنے تئیں اس بات میں غالب جانتے ہیں کہ ہم عقل و دانائی رکھتے ہیں، ہر ایک علم و فن سے واقف اور بہت سی صنعتیں اور تدبیریں جانتے ہیں، عقل و تمیز ہماری سی کسی میں نہیں ہے۔

بادشاہ نے کہا ان کے علم اور صنعتوں کا احوال مفصّل بیان کرکہ ہم بھی معلوم کریں۔ قاصد نے کہا کیا بادشاہ کو معلوم نہیں کہ وہ اپنے علم اور دانائی سے دریائے قُلزم کے اندر جاکر اس کی تہ سے جواہر نکالتے ہیں حیلے اور مکر سے پہاڑ پر چڑھ کر گدھوں اور عقابوں کو پکڑ کر نیچے اُتار لاتے

ہیں۔ اس طرح اپنے علم اور دانائی سے لکڑیوں کا ہل بنا کر بیلوں کے کاندھے پر رکھتے اور بھاری اسباب ان کی پیٹھ پر لاد کر مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک لے جاتے ہیں تمام جنگل اور بیابان طے کرتے ہیں۔ فکر و دانائی سے کشتیاں بنا کر اسباب چڑھاتے ہیں اور دریا دریا لیے پھرتے ہیں۔ پہاڑوں اور ٹیلوں پر جا کر اقسام اقسام کے جواہر اور سونا، چاندی، لوہا، تانبا اور بہت سی چیزیں زمین سے کھود کر نکالتے ہیں۔ اگر ایک آدمی کسی نہر یا وادی کے کنارے پر جا کر ایک طلسم علم کے زور سے بنا دیوے پھر ہزار نہنگ اور اژدہے اگر اُس جگہ جا دیں مقدور نہیں کہ وہاں گزر کر سکیں مگر جنوں کے بادشاہ کے روبرو، عدل و انصاف و حجت و دلیل کا چرچا ہے، قوت و زور، حیلہ و مکر کا کچھ مذکور نہیں۔

بادشاہ نے جس وقت قاصد کی زبانی یہ سب سُنا، جتنے اس کے گرد و پیش بیٹھے تھے سب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اب تمھارے نزدیک کیا تدبیر ہے؟ کون شخص وہاں جا کر انسانوں سے مناظرہ کرے گا؟ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر دلفین کہ دریائے شور میں رہتا ہے اور آدمیوں کے ساتھ نہایت الفت رکھتا ہے جو شخص ڈوبتا ہے اس کو پانی سے نکال کر کنارے پر ڈال دیتا ہے، اُس نے عرض کیا کہ دریائی جانوروں میں اس کام کے واسطے مچھلی مناسب ہے اس واسطے کہ وہ جسم میں بڑی، صورت میں اچھی، مُنہ پاکیزہ، رنگ سفید، بدن درست، حرکت میں جلد، پیرنے میں حد سے باہر، شمار میں سب دریائی جانوروں سے زیادہ، اولاد کی کثرت کہ تمام ندی نالے دریا تالاب بھر جاتے ہیں۔ آدمیوں کے نزدیک اس کا مرتبہ بھی بڑا ہے۔ اس واسطے کہ اس نے ایک بار ان کے نبی کو اپنے پیٹ میں پناہ دی اور پھر بحفاظت ان کو مکان پر

پہنچا دیا۔ سب آدمیوں کو اعتقاد ہے کہ تمام زمین اس کی پیٹھ پر قائم ہے۔

بادشاہ نے مچھلی سے پوچھا۔ تو اس میں کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا میں وہاں کسی طرح نہیں جا سکتی ہوں اور انسانوں سے مناظرہ بھی نہیں کر سکتی۔ اس واسطے کہ میرے پاؤں نہیں ہیں کہ وہاں تک پہنچوں اور نہ زبان ہے کہ ان سے ہم کلام ہوں۔ پیاس کی مجھ کو تاب نہیں۔ پانی سے اگر ایک دم جدا رہوں حالت تباہ ہو جاوے۔ میرے نزدیک اس کام کے لیے کچھوا بہتر ہے کیونکہ وہ پانی سے جدا ہو کر خشکی میں بھی رہتا ہے۔ اس کے نزدیک دریا اور خشکی کا رہنا برابر ہے۔ اس کے سوا بدن بھی اس کا مضبوط اور پیٹھ سخت ہے، نہایت بردبار اذیّت و رنج کا متحمّل ہوتا ہے۔

بادشاہ نے کچھوے سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہے؟ اس نے کہا یہ کام مجھ سے بھی نہیں ہو سکے گا۔ چلنے کے وقت میرے پاؤں بھاری ہو جاتے ہیں اور راستہ دور ہے میں کم گو بھی ہوں کہ زیادہ کلام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے واسطے ڈلفین بہتر ہے کیونکہ وہ چلنے میں نہایت قوی، گویائی کی قدرت زیادہ رکھتا ہے۔

بادشاہ نے پھر ڈلفین سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہے؟ اس نے کہا اس امر کے لیے کینکڑا مناسب ہے اس واسطے کہ پاؤں اس کے بہت سے ہیں۔ چلنے اور دوڑنے میں جلد، چنگل تیز، ناخن سخت، پیٹھ مضبوط گویا زرہ پوش ہے۔ بادشاہ نے کینکڑے سے کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں وہاں کس طرح جاؤں؟ ڈیل ڈول میرا بھدا بھدّا میلا، پیٹھ کبڑی، صورت نپٹ زبوں۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں میری ہنسی ہو۔ بادشاہ نے کہا کہ تیری ہنسی کیوں ہو گی؟ تجھ میں عیب کیا ہے؟ کینکڑے نے کہا کہ وہ سب مجھے دیکھ کر کہیں گے

سولھویں فصل

چھٹے قاصد کے بیان میں

چھٹا قاصد جس گھڑی ہوام کے بادشاہ یعنے کیڑے مکوڑوں کے سردار ثعبان کے پاس گیا اور تمام احوال حیوانوں کا بیان کیا اس نے سُنتے ہی حکم کیا کہ سب کیڑے آکر حاضر ہوں۔ وہیں تمام سانپ، بچھو، گرگٹ، چھپکلی، سوس مار، مکڑی، جوں، چیونٹی، کینچوے غرض جتنے کیڑے کہ نجاست میں پیدا ہوتے اور درخت کے پتوں پر چلتے ہیں سب آکر بادشاہ کے روبرو حاضر ہوئے۔ اس کثرت سے ان کا مجموعہ ہوا کہ سوا خُدا کے کسی کا مقدور نہیں کہ شمار کر سکے۔ بادشاہ نے جو ان کی صورتیں شکلیں عجیب و غریب دیکھیں متعجب ہو کر ایک ساعت چُپکا ہو رہا پھر ان کی طرف تامّل کر کے جو دیکھا تو بہت سے حیوان ہیں، جسم چھوٹا اور ضعیف حواس و شعور بھی کم، نہایت متفکر ہوا کہ ان سے کیا ہو سکے گا۔ افعی وزیر سے پوچھا کہ تیرے نزدیک ان میں کوئی اس قابل ہے کہ مناظرے کے واسطے ہم وہاں بھیجیں کہ انسانوں سے مُقابلہ کرے اس واسطے کہ یہ حیوانات اکثر گونگے بہرے اندھے ہیں۔ ہاتھ پانوٗ کچھ بھی نہیں، بدن پر بال و پر نظر نہیں آتے، منقار و چنگل بھی نہیں اور بیشتر ضعیف و کم زور ہیں۔

غرض بادشاہ کو ان کے حال پر نہایت قلق و غم ہوا، بے اختیار دل میں افسوس کر کے غم سے رونے لگا اور آسمان کی طرف دیکھ کر خُدا سے بہ دُعا

مانگی کہ ای خالق و رازق تو ہی ضعیفوں کے حال پر رحم کرتا ہی، اپنے فضل و احسان سے ان کے حال پر نظر کر کہ تو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ہی۔ بارے بادشاہ کی دعا سے جتنے حیوان کہ وہاں جمع تھے، نہایت فصاحت و بلاغت سے باتیں کرنے لگے۔

سترھویں فصل

ملخ کے خطبے کے بیان میں

ملخ نے جو دیکھا کہ بادشاہ اپنی رعیت اور فوج پر بہت سی شفقت و مہربانی کرتا ہی، دیوار کی طرف بلند ہوکر اپنے ساز کو درست کر کے خدا کی حمد میں نہایت خوش الحانی سے نغمہ سرائی کرنے لگا اور یہ خطبہ بہت فصاحت و بلاغت سے پڑھا۔ حمد و شکر اس منعمِ حقیقی کو لائق ہی جس نے روئے زمین پر انواع و اقسام کی نعمتیں پیدا کیں اور اپنی قدرتِ کاملہ سے حیوانات کو زاویۂ عدم سے عرصۂ وجود میں لاکر صورتیں مختلف بخشیں۔ موجود تھا قبل زماں و مکاں اور زمین و آسمان کے جلوہ گر تھا نورِ وحدت سے بے آلائش امکان کے۔ عقلِ فعّال کو بے ترکیب ہیولا اور صورت کے نورِ بسیط پیدا کیا بلکہ ایک کُن کے کہنے میں پردۂ نیستی سے نکال کر ساحتِ ہستی میں موجود کر دیا۔

بعد اس کے کہا۔ اے بادشاہ! اس گروہ کے ضعف و ناتوانی پر کچھ غم نہ کر کیونکہ خالق ان کا جس نے پیدا کیا اور رزق دیا، ہمیشہ خبر گیراں رہتا ہی۔ جس طرح کہ ماباپ اپنی اولاد پر شفقت اور مہربانی کرتے ہیں اسی طرح وہ بھی ان کے حال پر رحم کرتا ہی اس واسطے کہ خدا نے جس وقت حیوانات کو پیدا کیا اور صورتیں شکلیں ہر ایک کی مختلف بنائیں، کسی کو قوت عطا کی اور کسی کو کم زور رکھا، بعضوں کو ڈیل ڈول بڑا بخشا اور بعضوں کو چھوٹا جسم دیا، مگر اپنی بخشش اور جود میں سب

کو برابر رکھا ہے۔ ہر ایک کے موافق اسباب حصول منفعت اور آلات دفع مضرّت کے عطا کیے۔

اس نعمت میں سب برابر ہیں ایک کو دوسرے پر کچھ فوقیت نہیں۔ ہاتھی کو جب کہ ڈیل ڈول بڑا دیا اور قوت زیادہ بخشی دو دانت بھی لئیے بنائے کہ جن کے سبب درندوں کی شر سے محفوظ رہتا اور سونڈ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ پشّے کو اگر جسم چھوٹا دیا تو اس کے بدلے دو بازو نہایت لطیف و سبک عطا کیے جن کے باعث اُڑ کر دشمنوں سے بچ رہتا ہے۔ اس نعمت میں کہ جس کے سبب منفعت اٹھاویں اور شر سے محفوظ رہیں، چھوٹے بڑے سب برابر ہیں۔

اُسی طرح اس گروہ کو بھی کہ ظاہر میں بے بال و پر نظر آتے ہیں، اُس نعمت سے محروم نہیں رکھا ہے۔ جب کہ خدا نے ان کو اس حال پر پیدا کیا، سب سامان کہ جس کے سبب منفعت حاصل کریں اور شر سے محفوظ رہیں، بنایا۔ اگر بادشاہ تامّل کر کے ان کے احوال کو دیکھے تو معلوم ہو کہ ان میں جو کہ جسم میں چھوٹا اور ضعیف ہے وہ اُڑنے میں سبک اور بے خوف ہے کہ ہر ایک گزند سے محفوظ رہتا اور منفعت حاصل کرنے میں اضطراب نہیں کرتا ہے۔

تمام حیوانوں میں جو کہ جسم میں بڑے اور قوت زیادہ رکھتے ہیں وہی قوت و دلیری کے سبب آپ سے گزند دفع کرتے ہیں مانند ہاتھی اور شیر کے اور ان کے سوا اور حیوان کہ جسم ان کے بڑے اور قوتیں بھی زیادہ رکھتے ہیں اور بعضے جلد دوڑنے اور بھاگنے کے سبب ہر ایک شر سے محفوظ رہتے ہیں مثل ہرن اور خرگوش اور حمارِ وحشی وغیرہ کے۔ اور بعضے اُڑنے کے باعث مکروہات سے پناہ میں رہتے ہیں مانند طائروں کے۔

اور کتنے دریا میں غوطے مارنے سے اپنے تئیں خطرے سے بچاتے ہیں،

جس طرح دریائی جانور ہیں۔ اور کتنے ایسے ہیں کہ گڑھوں میں چھپ رہتے ہیں،
مثل چوہے اور چیونٹی کے چنانچہ اللہ تعالیٰ چیونٹی کے قصّے میں فرماتا ہے۔
قَالَتْ نَمْلَةٌ يَّا اَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ
یعنے چیونٹیوں کے سردار نے سب چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے اپنے مکانوں میں چھپ رہو کہ سُلیمان اور اس کی فوج تم کو پانْو تلے مل نہ ڈالیں کہ وہ واقف نہیں ہیں۔ اور بعضے وہ ہیں کہ خدا نے ان کے چمڑے اور کھال کو سخت بنایا ہے جس کے باعث ہر ایک بلا سے محفوظ رہتے ہیں جس طرح کچھوے، مچھلی اور جو دریائی جانور ہیں اور کتنے وہ ہیں کہ اپنے سر کو دم کے نیچے چھپا کر ہر ایک گزند سے بچ رہتے ہیں مانند خار پشت کے۔

اور اُن حیوانوں کے معاش پیدا کرنے کی بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ بعضے جودتِ نظر سے دیکھ کر پروں کے زور سے اُڑتے ہیں اور جہاں کھانے کی چیز دیکھتے ہیں جا پہنچتے ہیں مثل گدھ اور عُقاب کے اور بعضے سونگھ کر رزق اپنا ڈھونڈ لیتے ہیں جس طرح چیونٹیاں ہیں۔ جب کہ خدا نے ان حیوانوں کو کہ نپٹ چھوٹے اور ضعیف ہیں حواس اور اسباب روزی پیدا کرنے کا نہ دیا تو اپنی مہربانی سے محنت اور رنج کی تخفیف کر دی۔

جس طرح اور حیوان بھاگنے اور چھپنے کی محنت و مشقت اٹھاتے ہیں یہ اس محنت سے محفوظ ہیں اس واسطے کہ ان کو ایسے مکانوں اور پوشیدہ جگہوں میں پیدا کیا ہے کہ کوئی واقف نہیں۔ بعضوں کو گھانس میں پیدا کیا اور بعضوں کو دانے میں چھپایا ہے بعضوں کو حیوان کے پیٹ میں اور کتنوں کو مٹی اور سنگ (؟) میں رکھا ہے۔ اور ہر ایک کی غذا اسی جگہ بغیر حس و حرکت اور رنج و مشقت کے پہنچاتا ہے۔ قوتِ جاذبہ ان کو عطا کی ہے جس کے سبب رطوبات کو کھینچ کر بدن کی

غذا کرتے ہیں اور اُسی رطوبات کے باعث جسم میں قوت رہتی ہے۔

جس طرح اور حیوانات رزق کے واسطے چلتے پھرتے اور گزند سے بھاگتے ہیں یہ اُس محنت و رنج سے محفوظ ہیں۔اسی واسطے خدا نے ان کے ہاتھ پانو نہیں بنائے کہ چل کر روزی پیدا کریں۔ نہ مُنہ اور دانت دیے کہ کچھ کھاویں۔نہ حلق ہے جس کے سبب نگل جاویں۔نہ معدہ ہے کہ جس سے ہضم کریں۔نہ انتڑیاں اور رودے ہیں کہ جس میں ثُفل جمع ہو۔نہ جگر ہے کہ خون کو صاف کرے نہ طحال ہے کہ خلطِ سوداوی غلیظ کو جذب کرے۔نہ گُردہ اور مثانہ ہے کہ پیشاب کو کھینچے۔ نہ رگیں ہیں کہ خون ان میں جاری ہو۔نہ پٹھے ہیں دماغ میں جن کے سبب درستی حواس کی ہو۔امراض مُزمنہ سے کوئی مرض ان کو نہیں ہوتا۔کسی دوا کے محتاج نہیں۔غرض سب آفتوں سے کہ جن میں بڑے بڑے قوی حیوان گرفتار ہیں، یہ محفوظ ہیں۔پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان کے مطلب کو جاری کیا اور ہر ایک رنج و عذاب سے محفوظ رکھا۔واسطے اس کے حمد و شکر ہے کہ ایسی نعمتیں عطا کیں۔

جس گھڑی ملخ اس خطبے سے فارغ ہوا ثعبان نے کہا خدا تیری فصاحت و بلاغت میں برکت دیوے۔تو نہایت فصیح و بلیغ اور نہایت عالم و عاقل ہے۔بعد اس کے کہا۔تو وہاں جا سکتا ہے کہ انسانوں سے جا کر مناظرہ کرے۔اس نے کہا میں بسر و چشم حاضر ہوں، بادشاہ کے فرمانے سے وہاں جا کر اپنے بھائیوں کا شریک ہوں گا۔سانپ نے اس سے کہا۔وہاں نہ کہیو کہ میں اژدہے اور سانپ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ملخ نے کہا۔اس کا سبب کیا؟ اس نے کہا، اس واسطے کہ سانپ اور آدمی میں عداوت و مخالفت بے اندازہ قدیم سے ہے، یہاں تک کہ بعضے آدمی خُدا پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو کیوں پیدا کیا ہے

ان سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ سراسر مضرت اور نقصان ہی۔
تلخ نے کہا۔یہ کیوں کہتے ہیں؟ اس نے کہا اس واسطے کہ ان کے مُنہ میں زہر ہوتا ہی ان سے سوائے حیوانوں کی ہلاکی اور موت کے کچھ فائدہ نہیں۔ یہ سب جہل و نادانی کے باعث بیہودہ بکتے ہیں۔کسی شی کی حقیقت و منفعت سے کچھ خبر نہیں اسی واسطے خدا نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا ہی۔ حالانکہ وی سب ان سے احتیاج رکھتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ اور امیر ان حیوانوں کے زہر کو انگوٹھیوں میں رکھتے ہیں کہ وقت پر کام آتا ہی۔ اگر خوب تامل کرکے اِن حیوانات کے احوال اور فائدے کو معلوم کریں اور یہ زہر جو ان کے مُنہ میں ہوتا ہی اس کی منفعت کو جانیں تو یہ نہ کہیں کہ خدا نے ان کو کیوں پیدا کیا ان سے کچھ فائدہ نہیں اور خدا پر بیہودہ اعتراض نہ کریں اگرچہ خدا نے ان کے زہر کو حیوانوں کے ہلاک ہونے کا باعث کیا ہی لیکن ان کے گوشت کو اس زہر کے دفع کرنے کا سبب بنایا ہی۔
تلخ نے کہا۔ای حکیم کوئی فائدہ اور بھی بیان کر۔ سانپ نے کہا جس وقت خدا نے اُن حیوانات کو جن کا ذکر تو نے اپنے خطبے میں کیا، پیدا کیا اور ہر ایک حیوان کی جنس کو اسباب اور آلات عطا کیے جس کے سبب منفعت کو پہنچتے اور شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ بعضوں کو معدہ گرم دیا ہی کہ چابنے کے بعد غذا ہضم ہو کر جزو بدن ہوتی ہی۔ سانپ کے واسطے نہ معدہ ہی کہ جس میں ہضم ہو نہ دانت ہیں کہ جس کے زور سے چابیں بلکہ اس کے بدلے ان کے مُنہ میں گرم زہر پیدا کیا ہی جس کے سبب کھاتے اور ہضم کرتے ہیں اس واسطے کہ جس وقت سانپ کسی حیوان کے گوشت کو مُنہ میں لے کر زہر گرم اس پر ڈالتا ہی فی الفور وہ گوشت گل جاتا ہی اور یہ اُس کو نگل جاتا ہی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ

یہ زہر اُن کے مُنہ میں نہ پیدا کرتا تو یہ کاہے کو کچھ کھا سکتے ؟ غذا کسی طرح میّسر نہ ہوتی بھوک کے مارے ہلاک ہو جاتے کوئی سانپ جہان میں نظر نہ آتا۔

ملخ نے کہا۔ یہ بیان کر کہ ان سے حیوانوں کو کیا منفعت پہنچتی ہے اور زمین پر ان کے پیدا ہونے کا کیا فائدہ ہے ؟ اس نے کہا۔ جس طرح اور جانوروں کے پیدا کرنے سے منفعت ہے اسی طرح ان سے بھی فائدہ حاصل ہے۔ ملخ نے کہا۔ اس بات کو مفصّل بیان کر۔ اس نے کہا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو پیدا کر کے ہر ایک امر کو اپنی مرضی کے موافق درست کیا تمام خلائق میں بعضے مخلوقات کو بعضوں کے واسطے پیدا کیا اور ان کے اسباب بنائے موافق اپنی حکمت کے، جس میں صلاحیت عالم کی جانی وہی کیا۔ مگر کبھی کسی علّت کے سبب بعضوں کے واسطے فساد و نقصان ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس فساد میں مبتلا کرتا ہے۔ ہر چند کہ اس کے علم میں فساد و شر ہر ایک امر کا ظاہر و باہر ہے مگر اس خالق کی یہ شان و عادت نہیں ہے کہ جس چیز میں صلاح و فلاح اکثر عالم کی ہو تھوڑے سے نقصان کے لیے اس کو پیدا نہ کرے۔

بیان اس کا یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام ستاروں کو پیدا کیا ان میں سے آفتاب کو عالم کے واسطے چراغ بنایا اور اس کی حرارت کو مخلوقات کی حیات کا سبب کیا۔ تمام عالم میں یہ آفتاب اس طرح ہے جیسے جسم میں دل ہوتا ہے جس طرح کہ دل سے حرارت عزیزی پیدا ہو کر جسم میں پھیلتی ہے اور وہی سبب زندگانی کا ہے اسی طرح آفتاب کی حرارت سے بھی خلائق کو فائدہ ہوتا ہے۔ بعضوں کو جو کبھی اس کے باعث کسی جہت سے فساد و نقصان لاحق ہوتا ہے خالق کو مُناسب نہیں ہے کہ ان کے واسطے اس کو موقوف کر کے اکثر عالم کو فیضِ عام اور فائدۂ تام سے محروم رکھے۔

یہی حال زحل و مریخ اور تمام ستاروں کا ہے کہ ان کے باعث صلاح وفلاح عالم کی ہے اگرچہ بعض منحوس ساعتوں میں گرمی یا سردی کی زیادتی سے بعضوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی طرح بادلوں کو اللہ تعالیٰ خلائق کی منفعت کے واسطے ہر ایک طرف بھیجتا ہے اگرچہ بعضے وقت ان کے سبب حیوانات کو رنج ہوتا ہے یا کثرت سیلابی سے غریبوں کے گھر خراب ہو جاتے ہیں۔

یہی حال تمام درند چرند سانپ بچھو مچھلی نہنگ حشرات الارض کا ہے۔ ان میں سے بعضوں کو نجاست اور عفونت میں پیدا کیا ہے کہ ہوا تعفن سے صاف رہے۔ ایسا نہ ہو کہ بخارات فاسدہ کے اٹھنے سے ہوا متعفن ہو جاوے اور عالم میں وبا آوے کہ سب حیوان ایک بار ہلاک ہو جاویں۔ اسی واسطے یہ سب کیڑے حشرات الارض اکثر قصائیوں یا مچھلی بیچنے والوں کی دکان میں پیدا ہوتے اور نجاست میں رہتے ہیں۔ جب کہ نجاست سے یہ سب پیدا ہوئے جو کچھ نجاست کا اثر تھا اس کو انھوں نے اپنی غذا کی، ہوا صاف ہو گئی، وبا سے لوگ سلامت رہے۔ اور یہ چھوٹے کیڑے بڑے کیڑوں کے واسطے غذا بھی ہیں کہ وہ ان کو کھاتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے کسی شی کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ جو کوئی اس فائدے کو نہیں جانتا ہے خدا پر اعتراض کرتا اور کہتا ہے۔ ان کو کیوں پیدا کیا؟ ان میں کچھ فائدہ نہیں حالانکہ یہ سب جہل و نادانی ہے کہ خدا کے فعل پر اعتراض بے جا کرتے ہیں، اس کی صنعت و قدرت سے کچھ واقف نہیں۔ میں نے سنا ہے کہ بعضے جاہل آدمی یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی فلک قمر سے تجاوز نہیں کرتی اگر وہ تمام موجودات کے احوال میں فکر و تامل کریں تو معلوم ہو کہ عنایت و مہربانی اس کی ہر ایک صغیر و کبیر کے شامل ہے اس واسطے کہ مبدأ فیاض سے تمام مخلوقات پر فیضان نعمت ہے۔ ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض اس کا قبول کرتا ہے۔

اٹھارھویں فصل

حیوانوں کے وکیلوں کے جمع ہونے کے بیان میں

صبح کے وقت کہ تمام حیوانوں کے وکیل ہر ایک ملک سے آکر جمع ہوئے اور جنّوں کا بادشاہ قضیے کے انفصال کے واسطے دیوان عام میں آکر بیٹھا، چوبداروں نے بموجب حکم کے پکار کر کہا کہ سب نالش کرنے والے اور داد کے چاہنے والے جن پر ظلم ہوا ہی، سامنے آکر حاضر ہوں، بادشاہ قضیے کے انفصال کرنے کو بیٹھا ہی اور قاضی مفتی حاضر ہیں۔

اس بات کے سنتے ہی جتنے حیوان و انسان کہ ہر ایک طرف سے آکر جمع ہوئے تھے، صف باندھ کر بادشاہ کے آگے کھڑے ہوئے اور آداب و تسلیمات بجالا کر دعائیں دینے لگے۔ بادشاہ نے ہر طرف خیال کیا۔ دیکھا تو انواع و قسام کی خلقت نہایت کثرت سے حاضر ہی۔ ایک ساعت متعجب ہو کر ساکت رہ گیا۔ بعد اس کے ایک حکیم جنّی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تو اس عجیب و غریب خلقت کو دیکھتا ہی؟

اس نے عرض کیا۔ اے بادشاہ میں ان کو دیدۂ دل سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ بادشاہ ان کو دیکھ کر متعجب ہوتا ہی، میں اس صانعِ حکیم کی حکمت و قدرت سے متعجب ہوں کہ جس نے ان کو پیدا کیا اور انواع و اقسام کی شکلیں بنائیں، ہمیشہ پرورش کرتا اور رزق دیتا، ہر ایک بلا سے محفوظ رکھتا ہی، بلکہ یہ اس کے علم حضوری میں حاضر ہیں اس واسطے کہ جب اللہ تعالیٰ اہلِ بصارت کی نظر سے

نور کے پردے میں پوشیدہ ہوا وہاں وہم و فکر کا بھی تصوّر نہیں پہنچتا۔ اِن صنعتوں کو اس لئے ظاہر کیا کہ ہر ایک صاحب بصیرت مشاہدہ کرے اور جو کچھ اس کے پردۂ غیب میں تھا اس کو عرصہ گاہِ ظہور میں لایا کہ اہلِ نظر اس کو دیکھ کر اس کی صنعت بے ہمتائی اور قدرت و یکتائی کا اقرار کریں دلیل و حجّت کے محتاج نہ ہوویں۔

اور صورتیں کہ عالمِ اجسام میں نظر آتی ہیں امثال و اشکال ان صورتوں کی ہیں جو عالمِ ارواح میں موجود ہیں۔ وہ صورتیں کہ اس عالم میں ہیں نورانی و لطیف ہیں اور یہ تاریک و کثیف ہیں۔ جس طرح تصویروں کو ہر ایک عضو میں مناسبت ہوتی ہے ان حیوانوں کے ساتھ کہ جن کی وہ تصویریں ہیں اسی طرح ان صورتوں کو بھی مناسبت ہے اُن صورتوں سے کہ عالمِ ارواح میں موجود ہیں مگر وہ صورتیں تحریک کرنے والی ہیں اور یہ متحرّک۔ اور جو ان سے بھی کم رُتبہ ہیں بے حس و حرکت اور بے زبان ہیں اور یہ محسوس ہیں۔ وہ صورتیں کہ عالمِ بقا میں ہیں باقی رہتی ہیں اور یہ فانی و زائل ہوجاتی ہیں۔

بعد اس کے کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھا۔ حمد ہے واسطے اس معبود کے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام مخلوقات کو ظاہر کر کے عرصۂ کائنات میں انواع و اقسام کی خلقت پیدا کی اور تمام مصنوعات کو جس میں کسی مخلوق کی عقل کو رسائی نہیں ہے، موجود کر کے ہر ایک اہلِ بصیرت کی نظر میں تجلّی اپنی صنعت کے نور کی دکھلائی۔ عرصہ گاہِ دنیا کو چھو طرفوں سے محدود کر کے خلق کی آسائش کے واسطے زمان و مکان بنایا۔ افلاک کے کتنے درجے بنا کر فرشتوں کو ہر ایک جا متعیّن کیا۔ حیوانات کو رنگ برنگ کی شکلیں اور صورتیں بخشیں۔ نعمت خانۂ احسان سے انواع و اقسام کی نعمتیں عطا کیں۔ دعا و زاری کرنے والوں کو عنایت بے نہایت سے مرتبہ قرب

کا بخشا۔ جو کہ اس کی کنہ میں عقل ناقص کو دخل دیتے ہیں ان کو وادیٔ ضلالت میں حیران و سرگردان رکھا۔

جنات کو قبل آدم کے آتشِ سوزاں سے پیدا کرکے صورتیں عجیب اور اجسام لطیف بخشے۔ اور تمام مخلوقات کو نہانخانۂ عدم سے ظاہر کرکے خصلتیں علیحدہ علیحدہ اور مرتبے جُدے جُدے عطا کیے۔ بعضوں کو اعلیٰ علیین پر مکان سکونت کا بخشا اور بعضوں کو تہ خانۂ اسفل السافلین میں ڈالا۔ اور کتنوں کو ان دو درجوں کے درمیان میں رکھا۔ اور ہر ایک کو شبستانِ جہاں میں شمع رسالت سے شاہراہِ ہدایت پر پہنچایا۔ حمد و شکر ہے واسطے اس کے جس نے ہم کو ایمان و اسلام کی بزرگی سے سرفراز کرکے روئے زمین کا خلیفہ کیا اور ہمارے بادشاہ کو نعمتِ علم و حلم سے نصیب بخشا۔

جس وقت یہ حکیم خطبہ پڑھ چکا بادشاہ نے انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ یہ ستر آدمی صورتیں سب کی مختلف، لباس طرح طرح کے پہنے ہوئے کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک شخص خوب صورت راست قامت تمام بدن خوش اُسلوب نظر آیا۔ وزیر سے پوچھا یہ شخص کہاں رہتا ہے؟ اس نے کہا یہ ایران کا رہنے والا ہے، سرزمین عراق میں رہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اس سے کہو کچھ باتیں کرے۔ وزیر نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے آداب بجالاکر ایک خطبہ کہ جس کا خلاصہ یہ ہے پڑھا۔

شکر ہے واسطے اللہ کے کہ جس نے ہمارے رہنے کے لیے وہ شہر و قریے بخشے جن کی آب و ہوا تمام روئے زمین سے بہتر ہے۔ اور اکثر بندوں پر ہم کو فضیلت بخشی۔ حمد و ثنا ہے واسطے اس کے جس نے ہم کو عقل و شعور فکر و دانائی تمیز یہ سب بزرگیاں عطا کیں کہ اس کی ہدایت سے ہم نے صنعتیں نادر اور علوم عجیب

ایجاد کیے۔ اسی نے سلطنت و نبوت ہم کو بخشی۔ ہمارے گروہ سے نوحؑ ادریسؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے پیغمبر پیدا کیے۔ ہماری قوم سے بہت سے بادشاہ عظیم الشان فریدوں، دارا، اردشیر، بہرام، نوشیرواں اور کتنے سلاطین آلِ ساسان سے پیدا کیے جنھوں نے سلطنت و ریاست اور فوج و رعیت کا بندوبست کیا۔ ہم سب انسانوں کے خلاصہ ہیں اور انسان حیوانوں کے خلاصہ ہیں۔ غرض ہم تمام جہان میں لبِّ لباب ہیں۔ واسطے اس کے شکر ہی جس نے نعماتِ کاملہ ہم کو بخشیں اور تمام موجودات پر بزرگیاں دیں۔

جبکہ آدمی یہ خطبہ پڑھ چکا بادشاہ نے تمام جنّوں کے حکیموں سے کہا کہ اس آدمی نے جو اپنی فضیلتیں بیان کیں اور ان سے اپنا فخر کیا تم اس کا جواب کیا دیتے ہو؟ سب نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہی۔ مگر صاحبُ العزیمت کہ کسی کو اپنے کلام کے آگے بڑھنے نہیں دیتا تھا، اُس آدمی کی طرف متوجّہ ہو کر اُتنے چاہا کہ سب باتوں کا جواب دیوے اور انسانوں کی ذلّت و گمراہی بیان کرے۔ حکیموں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ای حکیمو! اس آدمی نے اپنے خطبے میں بہت سی باتیں چھوڑ دیں اور کتنے عمدہ بادشاہوں کا ذکر نہ کیا۔ بادشاہ نے کہا ان کو تو بیان کر۔

اس نے عرض کی کہ اس عراقی نے اپنے خطبے میں یہ نہ کہا کہ ہمارے سبب جہان میں طوفان آیا جتنے حیوان کہ روئے زمین پر تھے، سب غرق ہوگئے۔ ہماری قوم میں انسانوں نے بہت سا اختلاف کیا، عقلیں پریشان ہوگئیں، سب عقلا حیران ہوئے۔ ہم ہیں سے نمرود بادشاہ ظالم پیدا ہؤا جس نے ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا۔ ہماری قوم سے بخت نصر ظاہر ہؤا، اس نے بیت المقدس کو خراب کیا، توریت کو جلا دیا، اولاد سلیمان ابنِ داؤد کی اور تمام بنی اسرائیل کو قتل

کیا، آل عدنان کو فرات کے کنارے سے جنگل اور پہاڑ کی طرف نکال دیا۔ نہایت ظالم و سفّاک تھا کہ ہمیشہ خونریزی میں مشغول رہتا تھا۔

بادشاہ نے کہا۔ اس احوال کو یہ آدمی کیونکر بیان کرتا؟ اس کہنے سے اس کو فائدہ نہ تھا۔ بلکہ یہ سب اس کی مذمّت ہے۔ صاحب العزیمت نے کہا کہ عدل و انصاف سے یہ بات بعید ہے کہ مناظرے کے وقت سب فضیلتیں اپنی بیان کرے اور عیبوں کو چھپاوے تو یہ اور عذر نہ کرے۔

بعد اس کے بادشاہ نے پھر انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ ان میں سے ایک شخص گندم رنگ دُبلا پتلا داڑھی بڑی کمر میں زنّار سرخ دھوتی باندھے ہوئے نظر آیا۔ وزیر سے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا یہ ہندی جزیرۂ سراندیپ میں رہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اسے کہو یہ بھی کچھ اپنا حال بیان کرے۔ چنانچہ اس نے بھی بادشاہ کے بموجب حکم کے کہا۔

شُکر ہے واسطے اس کے جس نے ہمارے لیے ملک وسیع اور بہتر عطا کیا کہ رات اور دن وہاں ہمیشہ برابر ہے۔ سردی گرمی کی زیادتی کبھی نہیں ہوتی آب و ہوا معتدل، درخت اچھے ہرے، گھاس وہاں کی سب دوا۔ کھانیں جواہرات کی بے انتہا، سبزہ وہاں کا ساگ، لکڑی نیشکر، سنگریزے وہاں کے یاقوت و زبرجد، حیوان موٹے تازے چنانچہ ہاتھی کہ سب حیوانوں سے موٹا اور جسم میں بڑا ہے۔ آدم کی بھی ابتدا وہیں سے ہے۔ اسی طرح تمام حیوانات کہ سب کی ابتدا خطِ استوا کے نیچے سے ہے۔ ہمارے شہر سے انبیا اور حکما بہت ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے صنعتیں عجیب و غریب ہم کو عطا کیں۔ نجوم و سحر اور کہانت یہ سب علوم بخشے۔ ہمارے ملک کے انسانوں کو ہر ایک صنعت و خوبی میں سب سے بہتر کیا۔ صاحب العزیمت نے کہا۔ اگر تو اپنے خطبے میں یہ بھی داخل

کرتا کہ پھر ہم نے جسم کو جلایا، بتوں کی پرستش کی، زنا کی کثرت سے اولاد پیدا ہوئی، ہم تباہ و روسیاہ ہوئے، تو لائق انصاف کے ہوتا۔

بعد اس کے بادشاہ نے ایک آدمی کو دیکھا۔ قد لنبا زرد چادر اوڑھے ہوئے ہاتھ میں ایک کاغذ لکھا ہوا لیے اس کو دیکھتا اور آگے پیچھے ہلتا اور حرکت کرتا ہے۔ وزیر سے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا یہ شخص عبرانی، بنی اسرائیل کی قوم سے، شام کا رہنے والا ہے۔ فرمایا۔ اس سے کہو کچھ باتیں کرے۔ وزیر نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے بموجب حکم کے خطبۂ طویل کہ حاصل اور خلاصہ اس کا یہ ہے، پڑھا۔ شُکر ہے واسطے اس خالق کے جس نے تمام اولاد آدم میں بنی اسرائیل کو مرتبہ فضیلت کا دیا اور ان کی نسل سے موسیٰ کلیم اللہ کو مرتبہ نبوت کا بخشا۔ حمد و شکر ہے واسطے اس کے جس نے ہم کو ایسے نبی کے تابع کیا اور ہمارے واسطے انواع و اقسام کی نعمتیں عطا کیں۔ صاحبُ العزیمت نے کہا۔ یہ کیوں نہیں کہتا ہے کہ ہم کو خدا نے اپنے غضب سے مسخ کر کے بندر اور ریچھ بنایا اور بُت پرستی کے سبب ذلت و خرابی میں ڈالا۔

بعد اس کے پھر بادشاہ نے انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ ایک شخص لباسِ پشمینہ پہنے ہوئے نظر آیا۔ کمر میں تسمہ بندھا، ہاتھ میں انگیٹھی اُس میں لوبان جلا کر دُھنواں کر رہا ہے اور الحان سے کچھ باآواز بلند پڑھتا ہے۔ وزیر سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا یہ شخص سُریانی حضرت عیسیٰ کی اُمت سے ہے۔ فرمایا اس سے کہو کچھ باتیں کرے۔ سُریانی نے بموجب حکم کے خطبہ کہ خلاصہ اس کا یہ ہے، پڑھا۔ شکر ہے واسطے اس خالق کے جس نے حضرت عیسیٰ کو بطنِ مریم سے بغیر باپ کے پیدا کر کے معجزہ نبوت کا بخشا اور اسی کے سبب بنی اسرائیل کو گناہوں سے پاک کیا اور ہم کو اس کے توابع و لواحق سے بنایا۔ ہمارے گردہ

سے بہت سے عالم و عابد پیدا کیے، دلوں میں ہمارے رحمت و مہربانی اور رغبت عبادت عطا کی۔ شُکر ہی واسطے اُس کے جس نے ہم کو ایسی نعمتیں بخشیں۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی فصیلتیں ہم میں ہیں کہ ان کا ذکر ہم نے نہیں کیا۔

صاحبُ العزیمت نے کہا۔ سچ ہی، یہ بھول گیا کہ ہم نے اس کی عبادت کا حق ادا نہ کیا، کافر ہو گئے، صلیب کی پرستش کی اور سؤر کو قربانی کر اس کا گوشت کھانے لگے۔ خدا پر مکر و بہتان کیا۔

بعد اس کے بادشاہ نے ایک آدمی کو دیکھا۔ دُبلا پتلا گندم رنگ تہ بند باندھے چادر اوڑھے ہوئے کھڑا ہی۔ پوچھا یہ کون شخص ہی؟ وزیر نے کہا۔ یہ شخص قریشی، مکّے کا رہنے والا ہی۔ کہا۔ اس سے کہو یہ بھی کچھ اپنا احوال بیان کرے۔ بموجب حکم کے اس نے کہا۔ شکر ہی واسطے اللہ کے جس نے ہمارے لیے نبی مرسل محمد مصطفیٰ صلّی اللہُ علیہِ وسلّم کو بھیجا اور ہم کو اس کی اُمّت میں داخل کیا۔ قرآن کی تلاوت اور نماز پنجگانہ اور روزۂ رمضان اور حج و زکوٰۃ کے واسطے فرمایا بہت سی فضیلتیں اور نعمتیں مثل لیلۃ القدر اور نمازِ جماعت اور عُلومِ دین کے ہم کو بخشیں اور بہشت میں داخل ہونے کا ہم سے وعدہ کیا۔ شُکر ہی واسطے اس کے جس نے ہم کو ایسی نعمتیں عطا کیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت سی فضیلتیں ہم میں ہیں جن کا بیان نہایت طول طویل ہی۔ صاحبُ العزیمت نے کہا۔ یہ بھی کہ ہم نے پیغمبر کے بعد دین کو چھوڑ دیا، منافق ہو گئے، حُبِّ دنیا کے واسطے اماموں کو قتل کیا۔

بادشاہ نے پھر انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ ایک شخص سفید رنگ اُصطُرلاب اور رصد کے اسباب ہاتھ میں لیے ہوئے نظر آیا۔ پوچھا یہ کون ہی؟ وزیر نے کہا۔ یہ شخص رُومی سرزمین یونان کا رہنے والا ہی۔ بادشاہ نے کہا۔ اس سے

کہو یہ بھی اپنا احوال بیان کرے۔ چنانچہ اس نے بھی بموجب حکم کے کہا۔ حمد ہی واسطے اس کے جس نے ہم کو اکثر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔ ہمارے ملک میں انواع واقسام کے میوے اور نعمتیں پیدا کیں۔ اپنے فضل و احسان سے ہم کو علوم عجیب و صنائع غریب بخشے۔ ہر ایک شی کی منفعت پہچاننا، رصد بنا کر آسمان کا احوال جاننا، ہیئت، ہندسہ، نجوم، رمل، طب، منطق، حکمت، اس کے سوا اور بہت سے علوم ہم کو بتلائے۔

صاحبُ العزیمت نے کہا۔ ان علموں پر تم عبث فخر کرتے ہو اس واسطے کہ یہ علوم تم نے اپنی دانائی سے نہیں ایجاد کیے بلکہ بطلیموس کے زمانے میں علمائے بنی اسرائیل سے سیکھ لیے۔ اور بعضے علوم تا بسطیوس کے وقت میں مصر کے عالموں سے اخذ کیے ہیں۔ بعد اس کے اپنے ملک میں رواج دے کر اب اپنی طرف نسبت کرتے ہو۔ بادشاہ نے حکیم یونانی سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہی؟ اس نے کہا۔ سچ ہی۔ ہم نے اکثر علوم اگلے حکیموں سے حاصل کیے ہیں جس طرح اب ہم سے اور لوگ سیکھتے ہیں۔ یہی کارخانہ دنیا کا ہی کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہی۔ چنانچہ حکما فارس نے نجوم و رصد کا علم ہند کے حکیموں سے اخذ کیا۔ اس طرح بنی اسرائیل کو سحر و طلسم کا علم سلیمان ابن داؤد سے پہنچا۔

بعد اس کے آخر صف میں ایک آدمی نظر آیا۔ بدن قوی بڑی سی داڑھی۔ آفتاب کی طرف نہایت اعتقاد سے دیکھتا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ یہ کون ہی؟ وزیر نے کہا۔ یہ شخص خُراسانی ہی۔ کہا۔ اس سے کہو کچھ یہ بھی اپنا احوال کہے۔ چنانچہ اس نے بھی بموجب حکم کے کہا۔ شُکر ہی واسطے اللہ کے جس نے ہم کو طرح طرح کی نعمتیں اور بزرگیاں بخشیں۔ ہمارے ملک کو کثرتِ آبادی میں سب ملکوں سے بہتر کیا اور اپنے پیغمبروں کی زبانی ہماری تعریف کلام ربّانی میں داخل کی۔ چنانچہ کتنی آیتیں قرآن کی ہماری بزرگی و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ غرض، شکر ہی اس

کا جس نے ہم کو قوت ایمان کی سب انسانوں سے زیادہ بخشی اس واسطے کہ ہم میں سے بعضے توریت و انجیل کو پڑھتے ہیں گو کہ اس کے مطلب کو نہیں سمجھتے، مگر حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی نبوت کو برحق جانتے ہیں۔ اور بعضے قرآن کو پڑھتے ہیں اگرچہ اس کے معنی نہیں جانتے لیکن پیغمبر آخرالزماں کے دین کو دل سے قبول کرتے ہیں۔ ہم نے امام حسین کے غم میں لباس ماتمی پہنا اور مروانیوں سے خون کا بدلا لیا اور اس کے فضل سے امید وار ہیں کہ امام آخرالزماں کا ظہور ہمارے ہی ملک میں ہوگا۔

بادشاہ نے حکیموں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس آدمی نے جو اپنا فخر و مرتبہ بیان کیا تم اس کا کیا جواب دیتے ہو؟ ایک حکیم نے کہا اگر یہ فاسق و فاجر و سنگ دل نہ ہوتے اور آفتاب و ماہتاب کی پرستش نہ کرتے تو واقعی یہ سب باتیں موجب فخر کی ہوتیں۔ جب کہ سب انسان اپنا اپنا مرتبہ اور بزرگیاں بیان کر چکے چوب دار نے پکار کر کہا۔ صاحبو! اب شام ہوئی، رخصت ہو، صبح کو پھر حاضر ہونا۔

اُنیسویں فصل

شیر کے احوال میں

تیسرے دن جس وقت تمام حیوان و انسان بادشاہ کے رُو برُو صف باندھ کر کھڑے ہوئے بادشاہ نے سب کی طرف متوجّہ ہو کر دیکھا۔ گیدڑ سامنے نظر آیا۔ پوچھا۔ تو کون ہی؟ اس نے عرض کیا کہ مَیں حیوانوں کا وکیل ہوں۔ بادشاہ نے کہا تجُھ کو کس نے بھیجا ہی؟ اس نے کہا۔ مُجھ کو درندوں کے بادشاہ شیر ابوالحارث نے بھیجا۔ فرمایا۔ وہ کس ملک میں رہتا اور رعیّت اس کی کون ہی؟ کہا جنگل بیابان میں رہتا ہی اور تمام وُحوش بہائم اس کی رعیّت ہیں۔ پوچھا۔ اس کے مددگار کون ہیں؟ کہا چیتے، پاڑھے، ہرن، خرگوش، لومڑی، بھیڑیے سب اس کے یار و مددگار ہیں۔ فرمایا۔ اس کی صورت اور سیرت بیان کر۔ گیدڑ نے کہا۔ وہ ڈیل ڈول میں سب حیوانوں سے بڑا، قوت میں زیادہ، ہیبت و جلال میں سب سے برتر، سینہ چوڑا، کمر پتلی، سر بڑا، کلائیاں مضبوط، دانت اور چنگل سخت، آواز بھاری، صورت مہیب کوئی انسان اور حیوان خوف سے سامنے نہیں آسکتا۔ ہر ایک بات میں درست، کسی کام میں یار و مددگار کا محتاج نہیں۔ سخی ایسا کہ شکار کرکے سب حیوانات کو تقسیم کر دیتا ہی اور آپ موافق احتیاج کے کھاتا ہی۔ جب کہ دُور سے روشنی دیکھتا ہی نزدیک جا کر کھڑا ہوتا ہی اس وقت غصّہ اس کا فرو ہو جاتا ہی۔ کسی عورت اور لڑکی کو نہیں چھیڑتا۔ راگ سے بہت خواہش و رغبت رکھتا ہی۔ کسی سے ڈرتا

نہیں مگر چیونٹی سے کہ بیے اس پر اوران کی اولاد پر غالب ہی جس طرح پشہ ہاتھی اور
بیل پر اور مکھی آدمیوں پر غالب ہی۔ بادشاہ نے کہا۔ وہ اپنی رعیت سے کیا سلوک
کرتا ہی؟ عرض کیا کہ وہ رعیت سے بہت سلوک و مراعات کرتا ہی۔ بعد اس کے
میں احوال اس کا مفصل بیان کروں گا۔

بیسویں فصل

ثُعبان اور تنّین کے بیان میں

بعد اس کے بادشاہ نے داہنے بائیں جو خیال کیا اچانک ایک آواز کان میں پہنچی۔ دیکھا تو ملخ اپنے دونوں بازوؤں کو حرکت دیتا اور نیپٹ آواز باریک سے نغمہ سرائی کرتا ہے۔ پوچھا۔ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں تمام کیڑے مکوڑوں کا وکیل ہوں۔ مجھ کو ان کے بادشاہ نے بھیجا ہے۔ پوچھا۔ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟ عرض کی کہ نام اس کا ثُعبان ہے۔ بلند ٹیلوں اور پہاڑوں پر کرۂ زمہریر کے متصل رہتا ہے جہاں ابر و باراں اور روئیدگی کچھ نہیں۔ حیوان وہاں شدّتِ سرما سے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ اس کی فوج و رعیّت کون ہے؟ اُس نے کہا۔ تمام سانپ بچھّو وغیرہ اُس کی فوج و رعیّت ہیں اور روئے زمین پر ہر ایک مکان میں رہتے ہیں۔ پوچھا۔ وُہ اپنی فوج سے جُدا ہوکر اتنی بلندی پر کیوں جاکر رہا ہے؟ کہا۔ اس واسطے کہ اس کے مُنہ میں زہر ہوتا ہے اس کی گرمی سے تمام بدن جلتا ہے۔ وہاں کرۂ زمہریر کی سردی سے خوش رہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اس کی صورت و سیرت بیان کر۔ کہا۔ صورت و سیرت اس کی بعینہ مثل تنّین کے ہے۔

فرمایا۔ تنّین کے وصف کس کو معلوم ہیں جو بیان کرے؟ ملخ نے کہا۔ دریائی جانوروں کا وکیل مینڈک سامنے حضور میں حاضر ہے اس سے پوچھیے۔ بادشاہ نے اُس کی طرف دیکھا۔ یہ دریا کے کنارے ایک ٹیلے پر کھڑا

ہُوا تسبیح و تہلیل میں مشغول تھا۔ پوچھا۔ تُو کون ہی؟ اس نے کہا۔ میں دریائی جانوروں کے بادشاہ کا وکیل ہوں۔ فرمایا۔ اس کا نام و نشان بیان کر۔ کہا۔ نام اس کا تنّین ہی۔ دریائے شور میں رہتا ہی۔ تمام دریائی جانور کچھوے، مچھلی مینڈک، نہنگ اس کی رعیّت ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔ اس کی شکل و صورت بیان کر۔ اس نے کہا۔ وہ ڈیل ڈول میں سب دریائی جانوروں سے بڑا، صورت عجیب، شکل مہیب، قد لنبا، تمام دریا کے جانور اس سے خوف کرتے ہیں۔ سر بڑا، آنکھیں روشن، مُنہ چوڑا، دانت بہت۔ جتنے دریائی جانور پاتا ہی، بے شمار نگل جاتا ہی۔ جب کہ بہت کھانے سے بدہضمی ہوتی ہی اس وقت کمان کی طرح خم ہو کر سر اور دُم کے زور پر کھڑا ہوتا اور بیچ کے دھڑ کو پانی سے نکال کر ہوا میں بلند کرتا ہی، آفتاب کی حرارت سے اس کے پیٹ کا کھانا ہضم ہو جاتا ہی اور بیشتر اس حالت میں بے ہوش بھی ہو جاتا ہی اس وقت بادل جو دریا سے اُٹھتے ہیں اس کو لے کر خشکی میں ڈال دیتے ہیں۔ پھر تو مر جاتا اور درندوں کی غذا ہوتا ہی۔ اور کبھی بادلوں کے ساتھ بلند ہو کر یاجوج ماجوج کی حد میں جا گرتا ہی اور چند روز ان کے کھانے میں آتا ہی۔

غرض جتنے دریائی جانور ہیں اس سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں، وہ کسی سے نہیں ڈرتا مگر ایک جانور چھوٹا پشے کے برابر ہی اس سے نہایت خوف کرتا ہی اس واسطے کہ وہ جس وقت اس کو کاٹتا ہی زہر اس کا تمام بدن میں اس کے اثر کر جاتا ہی، آخر یہ مر جاتا ہی اور تمام دریائی جانور جمع ہو کر ایک مدّت تلک اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ جس طرح اور چھوٹے جانوروں کو یہ کھاتا ہی اسی طرح وہی سب مل کر اس کو کھاتے ہیں۔ یہی حال شکاری جانوروں اور طائروں کا ہی۔ کنجشک وغیرہ پشّوں اور چیونٹیوں کو کھاتے ہیں اور ان کو باشے و شاہین

شکار کرتے ہیں۔ پھر باز و عقاب اور گِدھ باشہ و شاہین کو شکار کرکے کھاتے ہیں۔ آخر کو جب وہ مرتے ہیں تمام کیڑے مکوڑے چھوٹے جانور ان کو کھاتے ہیں

یہی حال انسانوں کا ہے کہ وہ سب ہرن پاڑھے بکری بھیڑ اور طائروں کے گوشت کو کھاتے ہیں جب کہ مرجاتے ہیں قبر میں چھوٹے چھوٹے کیڑے ان کے جسم کو کھاتے ہیں اور کبھی چھوٹے حیوان بڑے حیوان پر دانت مارتے ہیں۔ اسی واسطے حکیموں نے کہا ہے کہ ایک کے مرجانے سے دوسرے کی بہتری ہوجاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۔ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ ۔ یعنی نوبت بنوبت پھیرتے ہیں ہم زمانے کو آدمیوں میں اور سوائے عالموں کے کوئی اس بات کو نہیں جانتا ہے۔

بعد اس کے کہا۔ میں نے سُنا ہے کہ سب آدمی گمان کرتے ہیں کہ ہم مالک اور تمام حیوان ہمارے غلام ہیں، میں نے جو حیوانوں کا احوال بیان کیا اس سے کیوں نہیں دریافت کرتے کہ سب حیوانات مساوی ہیں؟ کچھ فرق نہیں۔ کبھی تو کھاتے ہیں اور کبھی آپ دوسروں کی غذا ہوجاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ حیوانوں پر کس چیز سے فخر کرتے ہیں حالانکہ جو حال ہمارا ہے وُہی حال ان کا ہے۔ کیونکہ نیکی اور بدی بعد مرنے کے ظاہر ہوتی ہے۔ مٹی میں سب مل جاویں گے، آخر خدا کی طرف رجوع کریں گے۔

بعد اس کے بادشاہ سے کہا کہ انسان جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مالک اور سب حیوان غلام ہیں اس مکر و بہتان سے ان کے سخت تعجّب ہے، نپٹ جاہل ہیں کہ ایسی بات خلافِ قیاس کہتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ وہ کیونکر یہ تجویز کرتے ہیں کہ سب درند چرند شکاری جانور اژدہے، نہنگ، سانپ، بچھو، ان کے غلام ہیں؟ یہ نہیں جانتے کہ اگر درند جنگل سے اور شکاری جانور پہاڑوں سے اور نہنگ دریا سے نکل کر ان پر حملہ کریں کوئی انسان باقی نہ رہے اور ان

کے ملک میں آکر سب کو تباہ کر دیویں، ایک آدمی جیتا نہ بچے۔ غنیمت نہیں جانتے اور اس کا شکر نہیں کرتے ہیں کہ خدا نے ان کے ملک سے ان سب حیوانوں کو دور رکھا ہی؟ مگر یہ بیچارے حیوان جو ان کے یہاں گرفتار ہیں رات دن ان کو عذاب میں رکھتے ہیں۔ اسی سبب غرور میں آ گئے ہیں کہ بغیر دلیل و حجت کے ایسا دعویٰ بے معنی کرتے ہیں۔

بعد اس کے بادشاہ نے سامنے دیکھا۔ طوطا ایک درخت کی شاخ پر بیٹھا ہوا ہر ایک کی باتیں سُنتا تھا۔ پوچھا۔ تو کون ہی۔ اس نے کہا میں شکاری جانوروں کا وکیل ہوں، مجھ کو ان کے بادشاہ عنقا نے بھیجا ہی۔ بادشاہ نے کہا۔ وہ کہاں رہتا ہی؟ اس نے عرض کیا کہ دریائے شور کے جزیروں میں بلند پہاڑوں پر رہتا ہی۔ وہاں کسی بشر کا گزر نہیں ہوتا اور جہاز بھی وہاں تک نہیں جا سکتا۔ فرمایا۔ اس جزیرے کا احوال بیان کر۔ اس نے کہا۔ زمین وہاں کی بہت اچھی ہی، آب و ہوا معتدل، چشمے خوش گوار، انواع و اقسام کے درخت میوہ دار، حیوانات طرح طرح کے بے شمار۔ بادشاہ نے کہا۔ عنقا کی شکل و صورت بیان کر۔ کہا وہ ڈیل ڈول میں سب طائروں سے بڑا ہی۔ اُڑنے میں قوی، پنجے اور منقار سخت، بازو نہایت چوڑے چکلے، جس وقت ان کو ہوا میں حرکت دیتا ہی جہاز کے بادبان سے معلوم ہوتے ہیں۔ دُم لنبی، اُڑنے کے وقت حرکت کے زور سے پہاڑ ہل جاتا ہی۔ ہاتھی گینڈے وغیرہ بڑے بڑے جانوروں کو زمین سے اٹھالے جاتا ہی۔ بادشاہ نے کہا خصلت اس کی بیان کر۔ کہا خصلت اس کی بہت اچھی ہی اور کسی وقت میں بیان کروں گا۔

بعد اس کے بادشاہ نے انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا۔ یہ ستر آدمی انواع و اقسام کی شکلیں طرح طرح کے لباس پہنے ہوئے کھڑے تھے۔ ان سے

کہا۔ حیوانوں نے جو کچھ بیان کیا اس کے جواب میں تامل و فکر کرو۔ پھر پوچھا کہ تمہارا بادشاہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہمارے بادشاہ بہت سے ہیں اور ہر ایک اپنے ملک میں فوج و رعیّت لیے ہوئے رہتا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔ اس کا کیا سبب ہے کہ حیوانوں میں باوجود کثرت کے ایک بادشاہ ہوتا ہے اور تم میں باوصف قلّت کے بہت سے بادشاہ ہیں۔ انسانوں کی جماعت سے عراقی نے جواب دیا کہ آدمی بہت سی احتیاج رکھتے ہیں حالات ان کے مختلف ہیں اس واسطے بہت بادشاہ ان کے لیے چاہییں۔ حیوانوں کا یہ طور اُسلوب نہیں ہے اور ان میں بادشاہ وہی ہوتا ہے کہ ڈیل ڈول میں بڑا ہو۔ انسانوں میں بیشتر بالعکس اس کے ہے۔ کیونکہ اکثر ان میں بادشاہ دُبلے پتلے منحنی ہوتے ہیں اس واسطے کہ بادشاہوں سے غرض یہی ہے کہ عادل و منصف اور رعیّت پرور ہوویں، ہر ایک کے حال پر شفقت و مہربانی کریں۔

اور انسانوں میں بادشاہی نوکروں کے فرقے بھی بہت ہوتے ہیں۔ بعضے تو سپاہی ہتھیار بند ہیں کہ جو دشمن بادشاہ کا ہوتا ہے اس کو دفع کرتے ہیں چور، دغاباز اچکے، جیب کترے، ان کے سبب شہروں میں فتنہ و فساد نہیں کرنے پاتے۔ اور بعضے وزیر دیوان اور منشی ہوتے ہیں جن کے سبب ملک میں بندوبست رہتا، اور فوج کے واسطے خزانہ جمع ہوتا ہے۔ بعضے وہ ہیں کہ زراعت و کشتکاری سے غلّہ پیدا کرتے ہیں۔ بعضے قاضی اور مُفتی ہیں کہ خلائق میں شریعت کے احکام جاری کرتے ہیں اس واسطے کہ بادشاہوں کو دین و شریعت بھی ضرور ہے کہ رعیّت گمراہ نہ ہووے۔ اور کتنے سوداگر اور اہل حرفہ ہیں کہ ہر ایک دیار میں خرید و فروخت کا معاملہ کرتے ہیں اور بعضے فقط خدمت کے لیے مخصوص ہیں جس طرح غلام و خدمت گار ہوتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فرقے ہیں کہ وہ بادشاہوں کے واسطے

نہایت ضرور ہیں کہ بغیر ان کے کاروبار موقوف ہو جاتا ہے۔ اس واسطے انسانوں کو بہت سے سردار چاہییں کہ ہر ایک شہر میں اپنے اپنے گروہ کے انتظام و بندوبست میں مصروف رہیں، کسی طرح کا خلل نہ ہونے پاوے۔

اور یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک بادشاہ تمام انسانوں کا بندوبست کرے اس واسطے کہ تمام ہفت اقلیم میں بہت سے ملک واقع ہیں، ہر ایک ملک میں ہزاروں شہر آباد ہیں جن میں لاکھوں خلقت رہتی ہے، ہر ایک کی زبان مختلف، مذہب جُدا۔ ممکن نہیں کہ ایک آدمی سب ملکوں کا بندوبست کر سکے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بہت سے بادشاہ مقرر کیے ہیں اور یہ سب سلاطین روئے زمین پر خدا کے نائب کہلاتے ہیں کہ خدا نے ان کو ملک کے[^1] مالک اور اپنے بندوں کے[^2] سردار کیا ہے تاکہ ملک کی آبادی میں مشغول رہیں اور اس کے بندوں کی قرار واقعی محافظت کریں، ہر ایک کے حال پر شفقت و مہربانی رکھیں، خلق میں احکام عدالت کے جاری کریں، جس چیز کو خدا نے منع کیا ہے اس سے خلائق کو باز رکھیں۔ اور حقیقت میں سب کا نگہبان وہی ہے کہ ہر ایک کو پیدا کرتا اور رزق دیتا ہے۔

---

[^1]: ن کا
[^2]: ن کا

اکیسویں فصل

مکھیوں کے سردار کے احوال میں

اِنسان جس وقت اپنے کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے حیوانوں کی طرف خیال کیا ناگاہ ایک مہین آواز کان میں پہنچی۔ دیکھا تو مکھیوں کا سردار یعسوب سامنے اُڑتا اور خدا کی تسبیح و تہلیل میں نغمہ سرائی کرتا ہے۔ پوچھا۔ تو کون ہے؟ اس نے کہا۔ میں حشرات الارض کا بادشاہ ہوں۔ فرمایا تو آپ کیوں آیا؟ جس طرح اور حیوانوں نے اپنے قاصد اور وکیل بھیجے تو نے اپنی رعیّت اور فوج سے کسی کو کیوں نہ بھیجا؟ اس نے کہا۔ میں نے ان کے حال پر شفقت اور مہربانی کی تاکہ کسی کو کچھ تکلیف نہ پہنچے۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ وصف اور کسی حیوان میں نہیں ہے تجھ میں کیونکر ہوا؟ کہا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و رحمت سے یہ وصف عطا کیا، اس کے سوا اور بھی بہت سی بزرگیاں اور خوبیاں بخشی ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ کچھ بزرگیاں اپنی بیان کر کہ ہم بھی معلوم کریں۔

اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور میرے جدّ و آبا کو بہت سی نعمتیں بخشیں اور کسی حیوان کو ان میں شریک نہیں کیا۔ چنانچہ ملک و نبوّت کا مرتبہ ہم کو بخشا اور ہمارے جدّ و آبا کو نسل در نسل اُس کا ورثہ پہنچایا۔ یہ دو نعمتیں اور کسی حیوان کو نہیں دیں۔ اس کے سوا اللہ تعالیٰ نے ہم کو علم ہندسہ اور بہت سی صنعتیں سکھائیں کہ اپنے مکانوں کو نہایت خوبی سے بناتے ہیں۔ تمام جہان کے پھل اور پھول ہم

پر حلال کیے کہ بے خلش کھاتے ہیں۔ ہمارے لُعاب سے شہد پیدا کیا کہ جس سے تمام انسانوں کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اس مرتبے پر ہمارے آیات قرآنی ناطق ہیں۔

اور ہماری صورت و سیرت اللہ تعالیٰ کی صنعت و قدرت پر غافلوں کے واسطے دلیل ہے کیوں کہ خلقت ہماری نہایت لطیف اور صورت نپٹ عجیب ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں تین جوڑ رکھے ہیں۔ بیچ کے جوڑ کو مربع کیا۔ نیچے کے دھڑ کو لنبا، سر کو مدوّر بنایا، چار ہاتھ پاؤں مانند اضلاعِ شکلِ مسدّس کے نہایت خوبی سے مناسب مقدار کے بنائے جن کے سبب نشست و برخاست کرتے ہیں اور گھر اپنے اس خوش اسلوبی سے بناتے ہیں کہ ہوا ان میں ہرگز نہیں جاسکتی کہ جس کے باعث ہم کو یا ہمارے بچّوں کو تکلیف پہنچے۔

ہاتھ پاؤں کی قوّت سے درخت کے پھل پتے پھول جو کچھ پاتے ہیں، اپنے مکانوں میں جمع کر رکھتے ہیں۔ شانوں پر چار بازو بنائے جن کے باعث اُڑتے ہیں۔ اور ہمارے ڈنک میں کچھ زہر بھی پیدا کیا ہے کہ اس کے سبب دشمنوں کی شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور گردن پتلی بنائی کہ داہنے بائیں سر کو بخوبی پھیرتے ہیں اور اس کے دونوں طرف دو آنکھیں روشن عطا کی ہیں کہ ان کی روشنی سے ہر ایک چیز کو دیکھتے ہیں۔ اور مُنہ بھی بنایا ہے کہ جس سے کھانے کی لذّت جانتے ہیں۔ دو ہونٹ بھی دیے جن کے سبب کھانے کی چیزیں جمع کرتے ہیں اور ہمارے پیٹ میں قوتِ ہاضمہ ایسی بخشی ہے کہ وہ رطوبات کو شہد کر دیتی ہے اور یہی شہد واسطے ہمارے اور اولاد کے غذا ہے جس طرح چارپایوں کی پستان میں قوّت دی ہے کہ اس کے سبب خون مستحیل ہو کر دُودھ ہو جاتا ہے۔ غرض کہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا کی ہیں۔ اس کا شکر کہاں تک کریں؟ اسی واسطے میں نے رعیّت کے حال پر شفقت و مہربانی کر کے اپنے اُوپر تکلیف روا رکھی ان میں سے کسی کو

نہ بھیجا۔

جس وقت یعسوب اپنے کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے کہا۔ آفریں صد آفریں تو نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ سچ ہے کہ تیرے سوا ایسے نعمتیں اللہ تعالیٰ نے کسی حیوان کو نہیں بخشیں۔ بعد اس کے پوچھا۔ تیری رعیت اور سپاہ کہاں ہے؟ اس نے کہا۔ ٹیلے، پہاڑ، درخت پر جہاں سُبھیتا پاتے ہیں، رہتے ہیں اور بعضے آدمیوں کے ملک میں جا کر ان کے گھروں میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ ان کے ہاتھ سے کیوں کر سلامت رہتے ہیں۔ کہا۔ بیشتر اُن سے چھپ کر اپنے تئیں بچاتے ہیں مگر کبھی جو وے قابو پاتے ہیں تکلیف دیتے ہیں بلکہ اکثر چھتّوں کو توڑ کر بچوں کو مار ڈالتے ہیں اور شہد نکال کر آپس میں کھا لیتے ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا۔ پھر تم اس ظلم پر ان کے کیوں کر صبر کرتے ہو؟ اس نے کہا۔ ہم یہ ظلم سب اپنے اوپر گوارا کرتے ہیں اور کبھی عاجز ہو کر ان کے مُلک سے نکل جاتے ہیں۔ اس وقت وے صلح کے واسطے بہت حیلے پیش کرتے ہیں، طرح طرح کے سوغات عطر و خوشبو وغیرہ بھیجتے ہیں، طبل اور دف بجاتے ہیں غرض کہ انواع و اقسام کے تحفے و تحائف دے کر ہم کو راضی کرتے ہیں۔ ہمارے مزاج میں شر و فساد نہیں ہے، ہم بھی ان سے صلح کر لیتے ہیں۔ ان کے یہاں پھر چلے آتے ہیں تس پر بھی ہم سے راضی نہیں ہیں۔ بغیر دلیل و حجّت کے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مالک، یے غلام ہیں۔

بائیسویں فصل

جنّوں کی اپنے بادشاہوں اور سرداروں کی اطاعت کے بیان میں

بعد اس کے یعسوب نے بادشاہ سے پوچھا کہ جنّ اپنے بادشاہ رئیس کی اطاعت کس طرح کرتے ہیں، اس احوال کو بیان کیجیے۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ سب اپنے سردار کی اطاعت و فرماں برداری بخوبی کرتے ہیں اور بادشاہ جو حکم کرتا ہے اس کو بجالاتے ہیں۔ یعسوب نے کہا۔ اس کو مفصّل بیان کیجیے۔ بادشاہ نے کہا۔ جنّوں کی قوم میں نیک و بد اور مسلمان و کافر ہوتے ہیں، جس طرح انسانوں میں ہیں۔ جو کہ نیک ہیں وہ اپنے رئیس کی اطاعت و فرماں برداری اس قدر کرتے ہیں کہ آدمیوں سے بھی نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ اطاعت و فرماں برداری جنّات کی مثل ستاروں کی ہے کیونکہ آفتاب ان میں بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور سب ستارے بجائے فوج و رعیّت کے ہیں۔ چنانچہ مریخ سپہ سالار، مشتری قاضی، زحل خزانچی، عطارد وزیر، زہرہ حرم، ماہتاب ولی عہد ہے اور ستارے گویا فوج و رعیّت ہیں۔ اس واسطے کہ سب آفتاب کے تابع ہیں، اسی کی حرکت سے حرکت کرتے ہیں۔ وہ جو ٹھہر رہتا ہے سب متوقّف ہو جاتے ہیں، اپنے معمول و حد سے تجاوز نہیں کرتے۔ یعسوب نے پوچھا کہ ستاروں نے یہ خوبی اطاعت و انتظام کی کہاں سے

حاصل کی؟ بادشاہ نے کہا۔ یہ فیض ان کو فرشتوں سے حاصل ہو کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی فوج ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ یعسوب نے کہا۔ فرشتوں کی اطاعت کس طور پر ہو؟ کہا جس طرح حواسِ خمسہ نفس ناطقہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تہذیب و تادیب کے محتاج نہیں۔ یعسوب نے کہا۔ اس کو مفصّل فرمائیے۔ بادشاہ نے کہا کہ حواسِ خمسہ نفس ناطقہ کے واسطے محسوسات کے دریافت و معلوم کرنے میں محتاج امر و نہی کے نہیں ہیں۔ جس شے کے دریافت کرنے کے لیے وہ متوجہ ہوتا ہو وہ بے تامّل و بلا تاخیر اس کو دوسری شے سے ممتاز کر کے نفسِ ناطقہ کو پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح فرشتے خدا کی اطاعت اور فرماں برداری میں مصروف رہتے ہیں۔ جو حکم ہوتا ہو اس کو فی الفور بجا لاتے ہیں۔

اور جنّوں میں جو کہ بدذات اور کافر ہیں ہر چند کہ قرار واقعی بادشاہ کی اطاعت نہیں کرتے مگر وہ بھی بدذات انسانوں سے بہتر ہیں اس واسطے کہ بعضے جنّوں نے باوجود کفر اور گمراہی کے سلیمان کی اطاعت میں قصور نہ کیا۔ ہر چند کہ انھوں نے عمل کے زور سے بہت رنج و مصیبتیں پہنچائیں پر یہ ان کی فرماں برداری میں ثابت قدم رہے اور جو کبھی کوئی آدمی کسی ویرانے یا جنگل میں جنّ کے خوف سے کچھ دُعا اور کلام پڑھتا ہو جب تلک اس مکان میں رہتا ہو کسی طرح کا رنج اس کو نہیں دیتے اگر بحسب اتفاق کوئی جنّ کسی عورت یا مرد پر مسلّط ہو اور کسی عامل نے اس کی رہائی کے واسطے جنّوں کے رئیس کی حاضرات اور دعوت کی، فی الفور بھاگ جاتے ہیں اس کے سوا اُن کے حُسنِ اطاعت پر یہ دلیل ہو کہ ایک بار پیغمبر آخرُالزّماں صلّی اللہُ علیہ وسلم کسی مکان میں قرآن پڑھتے تھے وہاں جنّوں کا گزر ہُوا، سُنتے ہی سب کے سب مسلمان ہوئے اور اپنی قوم میں جا کر کتنوں کو اسلام کی دعوت کر کے نعمت ایمان سے بہرہ اندوز کیا چنانچہ چند

آیات قرآنی اس مقدمے پر ناطق ہیں۔

انسان ان کے بالعکس ہیں۔ طبیعتوں میں اُن کی شرک و نفاق بھرا ہے۔ سراسر متکبّر و مغرور ہوتے ہیں۔ بیشتر اخذِ منفعت کے واسطے طریقِ ہدایت سے منحرف ہو کر مُشرک و مرتد ہو جاتے ہیں ہمیشہ روئے زمین پر قتال و جدال میں مصروف رہتے ہیں بلکہ اپنے پیغمبروں کی بھی اطاعت نہیں کرتے۔ باوجود معجزے اور کرامت کے صاف مُنکر ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی ظاہر میں اطاعت کرتے ہیں پر دل ان کا شرک و نفاق سے خالی نہیں۔ از بسکہ جاہل اور گمراہ ہیں کسی بات کو نہیں سمجھتے۔ تس پر یہ دعویٰ ہے کہ ہم مالک اور سب ہمارے غلام ہیں۔

انسانوں نے جو دیکھا کہ بادشاہ مکھیوں کے رئیس سے ہم کلام ہو رہا ہے کہنے لگے۔ نہایت تعجّب ہے کہ بادشاہ کے نزدیک حشرات الارض کے رئیس کا یہ رُتبہ ہے کہ کسی حیوان کا نہیں۔ جنّوں کی قوم سے ایک حکیم نے کہا۔ اس بات کا تم تعجّب نہ کرو اس واسطے کہ یعسوب مکھیوں کا سردار اگرچہ جسم میں چھوٹا اور نحنی ہے لیکن نہایت عاقل و دانا اور تمام حشرات الارض کا رئیس و خطیب ہے۔ جتنے حیوان ہیں سب کو ریاست و سلطنت کے احکام تعلیم کرتا ہے اور بادشاہوں کا یہی معمول ہے کہ اپنے ہم جنسوں سے جو کہ سلطنت و ریاست میں شریک ہیں، ہم کلام ہوتے ہیں اگرچہ وہ شکل و صورت میں مخالف ہوویں۔ یہ خیال اپنے دل میں نہ لاؤ کہ بادشاہ کسی غرض و مطلب کے واسطے ان کی طرف داری و رعایت کرتا ہے۔

القصّہ بادشاہ نے انسانوں کی طرف متوجّہ ہو کر کہا کہ حیوانوں نے تمھارے ظلم کا جو کچھ شکوہ بیان کیا سب تم نے سنا اور تم نے جو دعویٰ کیا اس کا بھی جواب انھوں نے دیا۔ اب جو کچھ تم کو کہنا باقی ہو اس کو بیان کرو۔ آدمیوں کے وکیل نے کہا کہ ہم میں بہت خوبیاں اور بزرگیاں ہیں کہ وہ ہمارے صدقِ دعوے

پر دلالت کرتی ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ رومی نے کہا کہ ہم بہت سے علوم اور صنعتیں جانتے ہیں۔ دانائی اور تدبیریں سب حیوانوں سے غالب ہیں۔ دنیا اور آخرت کے امور بخوبی سرانجام کرتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔

بادشاہ نے حیوانوں سے کہا۔ اس نے جو اپنی فضیلتیں بیان کیں تم اس کا جواب کیا دیتے ہو؟ حیوانوں کی جماعت نے یہ بات سن کر سر جھکا لیا، کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر بعد ایک گھڑی کے مکھیوں کے وکیل نے کہا کہ یہ آدمی گمان کرتا ہے کہ ہم بہت علوم اور تدبیریں جانتے ہیں جس کے سبب ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔ اگر آدمی فکر و تامّل کریں تو معلوم ہو کہ ہم اپنے امور میں کس طور پر انتظام و بندوبست کرتے ہیں دانائی و فکر میں ان سے غالب ہیں۔ علم ہندسہ میں یہ مہارت رکھتے ہیں کہ بغیر سطر اور پُرکار کے انواع و اقسام کے دائرے اور شکلیں مثلث و مربّع کھینچتے ہیں۔ اپنے گھروں میں طرح طرح کے زاویے بناتے ہیں۔ سلطنت و ریاست کے قاعدے آدمیوں نے بھی ہم سے سیکھے اس واسطے کہ ہم اپنے یہاں دربان اور چوکیدار متعیّن کرتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کے سامنے بغیر حکم کے کوئی آنے نہیں پاتا۔ درختوں کے پتّوں سے شہد نکال کر جمع کرتے ہیں اور فراغت سے اپنے گھروں میں بیٹھ کر بال بچوں کے ساتھ کھاتے ہیں۔ جو کچھ ہمارا جھوٹا بچ رہتا ہے، یہ سب آدمی اس کو نکال کر اپنے تصرّف میں لاتے ہیں۔

یہ ہنر ہم کو کسی نے تعلیم نہیں کیے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ بغیر مدد اور اعانت استاد کے ہم اتنے ہنر جانتے ہیں۔ اگر انسانوں کو یہ گھمنڈ ہے کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں تو ہمارا جھوٹا کیوں کھاتے

ہیں ؟ بادشاہوں کا یہ طریق نہیں ہو کہ غلاموں کا جھوٹا کھا دیں۔ اور یہ اکثر امور میں ہمارے محتاج رہتے ہیں، ہم کسی امر میں ان سے احتیاج نہیں رکھتے ۔ پس یہ دعویٰ بے دلیل ان کو نہیں پہنچتا ہو۔

اگر چونٹی کے احوال پر یہ آدمی نگاہ کرے کہ باوجود چھوٹے جسم کے کیوں کر زمین کے نیچے طرح طرح کے مکان پیچ دار بناتی ہو۔ کیسی ہی سیلابی ہو، پانی اُن میں ہرگز نہیں جاتا اور کھانے کے لیے غلّہ جمع کر رکھتی ہو۔ اگر کبھی اس میں سے کچھ بھیگ جاتا ہو نکال کر دھوپ میں سکھاتی ہو۔ جن دانوں میں احتمال جمنے کا ہوتا ہو ان کے چھلکے دور کرکے دو ٹکڑے کر ڈالتی ہو۔ گرمیوں میں بہت چونٹیاں قافلے کے قافلے جمع ہو کر قوت کے واسطے ہر ایک طرف جاتی ہیں۔ اگر کسی چونٹی کو کہیں کچھ نظر آیا اور گرانی کے سبب اُٹھ نہ سکا تھوڑا اس میں سے لے کر اپنے مجمع میں آکر خبر کرتی ہو۔ ان میں جو آگے بڑھتی ہو وہ اُس چیز سے کچھ تھوڑا پہچان کے واسطے لے کر وہاں جا پہنچتی ہو۔ پھر سب جمع ہو کر کس محنت و مشقت سے اس کو اٹھا لاتے ہیں۔ اگر کسی چونٹی نے محنت میں سُستی کی اس کو مار کر نکال دیتے ہیں۔ پس اگر یہ آدمی تامّل کرے تو معلوم ہو کہ چونٹیاں کیسا علم و شعور رکھتی ہیں۔

اسی طرح ٹڈّی جب کہ فصل ربیع میں کھا پی کر موٹی ہوتی ہو کسی نرم زمین میں جاکر گڑھا کھود کر انڈا دیتی ہو اور اس کو مٹّی سے چھپا کر آپ اُڑ جاتی ہو۔ جب اُس کی موت کا وقت آتا ہو طائر کھا جاتے ہیں یا گرمی سردی کی کثرت سے آپ ہلاک ہو جاتی ہو۔ دوسرے برس پھر فصل ربیع میں جن دنوں ہوا معتدل ہوتی ہو اس انڈے سے ایک چھوٹا بچّہ کیڑے کے مانند پیدا ہو کر زمین پر چلتا اور گھاس چرتا ہو۔ جس وقت پر اس کے نکلتے ہیں اور کھا پی کر موٹا ہوتا ہو یہ بھی بدستور سابق انڈا دے کر زمین میں چھپا دیتا ہو۔ غرض اسی طور سال بسال بچّے

پیدا ہوتے ہیں۔

اسی طرح ریشم کے کیڑے کہ بیشتر پہاڑوں کے درختوں پر خصوصاً توت کے درخت پر رہتے ہیں ایام بہار میں جب کہ خوب موٹے ہوتے ہیں اپنے لعاب کو درخت پر تن کر بآرام تمام اس میں سوتے ہیں۔ جس وقت جاگتے ہیں اسی جال میں انڈے دے کر آپ نکل جاتے ہیں۔ ان کو تو طائر کھا لیتے ہیں یا آپ خود بخود گرمی یا سردی سے مرجاتے ہیں اور انڈے سال بھر بحفاظت اس میں رہتے ہیں۔ دوسرے سال ان میں سے بچے پیدا ہو کر درخت پر چلتے پھرتے ہیں جب یہ تازے و توانا ہوتے ہیں اسی طور پر انڈے دے کر بچے پیدا کرتے ہیں۔

اور بھڑیں بھی دیواروں اور درختوں پر چھتے بنا کر ان میں انڈے بچے دیتی ہیں مگر یہ کھانے کے واسطے کچھ جمع نہیں کرتے ہیں۔ روز روز اپنا قوت ڈھونڈ لیتی ہیں اور جاڑوں کے دنوں میں غاروں یا گڑھوں میں چھپ کر مرجاتی ہیں۔ پوست ان کا تمام جاڑوں بھر وہاں پڑا رہتا ہے ہرگز سڑتا گلتا نہیں۔ پھر فصل ربیع میں خدا کی قدرت سے ان میں روح آجاتی ہے۔ بدستور اپنے اپنے گھر بنا کر انڈے بچے پیدا کرتے ہیں۔

غرض اسی طرح تمام حشرات الارض اپنے بچوں کو پیدا کر کے پرورش کرتے ہیں فقط شفقت و مہربانی سے۔ یہ نہیں کہ ان سے کچھ خدمت کی توقع رکھتے ہیں۔ بخلاف آدمیوں کے کہ وہ اپنی اولاد سے نیکی اور احسان کے امیدوار رہتے ہیں۔ سخاوت اور جود کہ شیوہ بزرگوں کا ہے، ہرگز ان میں نہیں۔ پھر کس چیز سے ہم پر فخر کرتے ہیں؟ اور مکھی، مچھر، ڈانس وغیرہ کہ انڈے دینے اور اپنے بچوں کی پرورش کرتے اور گھر بناتے ہیں صرف اپنے فائدے کے واسطے نہیں بلکہ اس لیے کہ بعد ان کے مرنے کے اور کیڑے آکر آرام پاویں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی توت

کا یقین کامل حاصل ہے۔ جب کہ موت کے دن پورے ہوتے ہیں رضامندی اور خوشی سے خود فنا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پھر دوسرے سال پیدا کرتا ہے۔ غرض کہ یہ کسی حال میں اس کا انکار نہیں کرتے جس طرح بعضے آدمی بعث و قیامت سے منکر ہیں۔ اگر آدمی ان حیوانوں کا احوال معلوم کریں کہ یہ اپنی معاش اور معاد میں ان سے زیادہ تدبیریں جانتے ہیں یہ فخر نہ کریں کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔

جس گھڑی مکھیوں کا وکیل اس کلام سے فارغ ہوا جنّوں کے بادشاہ نے نہایت خوش ہو کر اس کی تعریف کی اور انسانوں کی جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس نے جو کہا سب سنا تم نے۔ اب تمھارے نزدیک کوئی جواب باقی ہے؟ ان میں سے ایک شخص اعرابی نے کہا کہ ہم میں بہت سی فضیلتیں اور نیک خصلتیں ہیں جن سے دعویٰ ہمارا ثابت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ کہا کہ زندگی ہماری بہت عیش سے گزرتی ہے۔ انواع و اقسام کی نعمتیں کھانے پینے کی ہم کو میسّر ہیں۔ حیوانوں کو وہ نظر بھی نہیں آتیں۔ میووں کا مغز اور گودا ہمارے کھانے میں آتا ہے پوست اور گٹھلی یہ کھاتے ہیں۔ اس کے سوا طرح طرح کے کھانے، شیرمال، باقرخانی، گاؤ دیدہ، گاؤ زباں، کلیچی، مُطنجن، زیربریاں، مزعفر، شیربرنج، قورما، بورانی، فرنی، دودھ، دہی، گھی قسم قسم کی مٹھائی حلوا سوہن، حلبی لڈو، پیڑے، برفی، امرتی، لوزیات وغیرہ کھاتے ہیں۔ تفریح طبع کے واسطے ناچ، رنگ، ہنسی چہل، قصے کہانی میسّر ہیں۔ لباسِ فاخرہ اور زیورات طرح بطرح کے پہنتے ہیں۔ نمد، قالین، چاندنی، جاجم اور بہت سے فرش فروش بچھاتے ہیں حیوانوں کو یہ سامان کہاں میسّر ہیں؟ ہمیشہ جنگل کی گھاس کھاتے ہیں اور رات دن تنگ دھڑنگ غلاموں کی طرح محنت اور مشقت میں رہتے ہیں

یہ سب چیزیں دلیل ہیں اس پر کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں۔

طائروں کا وکیل ہزار داستان سامنے شاخ درخت پر بیٹھا تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی جو اپنے انواع و اقسام کے کھانے پینے پر افتخار کرتا ہے یہ نہیں جانتا کہ حقیقت میں ان کے واسطے یہ سب رنج و عذاب ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ کیونکر ہے؟ اسے بیان کر۔ کہا۔ اس واسطے کہ اس آرام کے لیے بہت محنتیں اور رنج اٹھاتے ہیں۔ زمین کھودنا، ہل جوتنا، پُل کھینچنا، پانی بھرنا، اناج بونا، کاٹنا، تولنا، پیسنا، تنور میں آگ جلانا، پکانا، گوشت کے واسطے قصائیوں سے جھگڑنا، بنیوں سے حساب کتاب کرنا، مال جمع کرنے کے لیے محنتیں اٹھانا، علم و ہنر سیکھنا، بدن کو رنج دینا، دوُر دوُر ملکوں کو جانا، دو پیسے کے واسطے امیروں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ غرض اس جدّوکد سے مال و اسباب جمع کرتے ہیں، بعد مرنے کے وہ غیروں کے حصّے میں آتا ہے۔ اگر وجہِ حلال سے پیدا کیا ہے تو اس کا حساب و کتاب ہے نہیں تو عذاب و عِقاب۔

اور ہم اس رنج و عذاب سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ غذا ہماری فقط گھاس پات ہے۔ جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے بے محنت و مشقت اس کو اپنے تصرّف میں لاتے ہیں۔ انواع و اقسام کے پھل اور میوے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہمارے واسطے پیدا کیے ہیں، کھاتے ہیں اور ہمیشہ اس کا شُکر کرتے ہیں۔ فکر و تلاش کھانے پینے کی ہمارے دل میں کبھی نہیں آتی۔ جہاں جاتے ہیں فضلِ الٰہی سے سب کچھ میسّر ہو جاتا ہے۔ اور یہ ہمیشہ قوت کی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں۔ اور طرح طرح کے کھانے جو یہ کھاتے ہیں ویسے ہی رنج و عذاب بھی اٹھاتے ہیں۔ امراضِ مُزمِنہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ بُخار، درد سر، ہیضہ، سرسام، فالج، لقوہ، جوڑی، کھانسی، یرقان، تپ دق، پھوڑا، پھنسی، کھجلی، داد،

خنازیر، پیچش، اسہال، آتشک، سوزاک، فیل پا، نکواسا، غرض اقسام اقسام کی بیماریاں ان کو عارض ہوتی ہیں۔ دوا دارو کے لیے طبیبوں کے یہاں دوڑتے پھرتے ہیں۔ بس پر بے حیائی سے کہتے ہیں کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔

انسان نے جواب دیا کہ بیماری کی خصوصیت کچھ ہمارے واسطے نہیں ہر حیوان بھی بیشتر امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس نے کہا۔ حیوان جو بیمار ہوتے ہیں صرف تمھاری آمیزش اور اختلاط سے۔ کُتے، بلّی، کبوتر، مُرغ وغیرہ حیوانات کہ تمھارے یہاں گرفتار ہیں، اپنے طور پر کھانے پینے نہیں پاتے ہیں اسی واسطے بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور جو حیوان کہ جنگل میں مخلّا بالطبع پھرتے ہیں، ہر ایک مرض سے محفوظ ہیں کیونکہ کھانے پینے کے وقت ان کے مقرر ہیں۔ کمی بیشی اس میں نہیں آتی۔ اور یہ حیوانات جو تمھارے یہاں گرفتار ہیں اپنے طور پر اوقات بسر نہیں کرنے پاتے۔ کھانا بے وقت کھاتے یا مارے بھوک کے انداز سے زیادہ کھا جاتے ہیں۔ بدن کی ریاضت نہیں کرتے اسی سبب کبھی کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔

تمھارے لڑکوں کے بیمار ہونے کا بھی یہی سبب ہے کہ حاملہ عورتیں اور دائیاں حرص سے غیر مناسب کھانے جن پر تُم اپنا فخر کرتے ہو، کھا جاتی ہیں۔ اسی سے اخلاطِ غلیظہ پیدا ہوتی ہیں، دودھ بگڑ جاتا ہے۔ اُس کے اثر سے لڑکے بدصورت پیدا ہوتے اور ہمیشہ امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ انھیں مرضوں کے باعث مرگ مفاجات اور شدّتِ نزع اور غم و غصّے میں گرفتار رہتے ہیں۔ غرض کہ تم اپنے اعمال کی شامت سے ان عذابوں میں گرفتار ہو اور ہم ان سے محفوظ ہیں۔

کھانے کے اقسام میں تمھارے یہاں شہد نفیس تر اور بہتر ہے جس کو کھانے اور دواؤں میں استعمال کرتے ہو سو وہ مکھیوں کا لعاب ہے، تمھاری صنعت سے نہیں پھر کس چیز کا فخر کرتے ہو؟ باقی پھل اور دانے ان کے کھانے میں ہم تم شریک

ہیں اور قدیم سے ہمارے تمھارے جدّ وآبا شریک ہوتے چلے آئے ہیں۔جن دنوں تمھارے جدِّ اعلا حضرت آدمؑ و حوّا باغِ بہشت میں رہتے تھے اور بے محنت و مشقّت وہاں کے میوے کھاتے، کسی طرح کی فکر و محنت نہ تھی۔ہمارے جدّ وآبا بھی اس ناز و نعمت میں ان کے شریک تھے۔

جب تمھارے بزرگوار اپنے دشمن کے بہکانے سے خُدا کی نصیحت بھول گئے اور ایک دانے کے واسطے حرص کی، وہاں سے نکالے گئے۔فرشتوں نے نیچے لاکر ایسی جگہ ڈال دیا جہاں پھل پتّی بھی نہ تھی میووں کا تو کیا دخل؟ ایک مدّت تلک اس غم میں رویا کیے۔آخر کو توبہ قبول ہوئی، خدا نے گناہ معاف کیا ایک فرشتے کو بھیجا اس نے یہاں آکر زمین کھودنا، بونا، پیسنا، پکانا لباس بنانا سکھلایا۔غرض رات دن اس محنت و مشقّت میں گرفتار رہتے تھے۔جب کہ اولاد بہت پیدا ہوئی اور ہر ایک جگہ جنگل اور آبادی میں رہنے لگے پھر تو زمین کے رہنے والوں پر بدعت شروع کی۔گھر ان کے چھین لیے۔کتنوں کو پکڑ کر قید کر لیا۔بہتیرے بھاگ گئے۔ان کے قید و گرفتار کرنے کے واسطے انواع و اقسام کے پھندے اور جال بنا بنا کر درپے ہوئے۔آخر کو نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب تم کھڑے ہو، فخر و مرتبہ اپنا بیان کرتے مناظرے اور مجادلے کے واسطے مستعد ہو۔

اور یہ جو تُم کہتے ہو کہ ہم خوشی کی مجلس کرتے ہیں، ناچ رنگ میں مشغول رہتے ہیں، عیش و عشرت میں اوقات بسر کرتے ہیں، لباس فاخرہ اور زیور انواع و اقسام کے پہنتے ہیں، ان کے سوا اور بہت سی چیزیں جو ہم کو میسر نہیں ہیں، سچ ہی، لیکن ان میں سے ہر ایک چیز کے عوض تم کو عذاب و عقاب بھی ہوتا ہے کہ جس سے ہم محفوظ ہیں کیونکہ تم شادی کی مجلس کے عوض ماتم خانے میں بیٹھتے ہو، خوشی کے بدلے غم اُٹھاتے ہو راگ رنگ اور ہنسی کے بدلے روتے اور رنج کھینچتے ہو

نفیس مکانوں کی جگہ تاریک قبروں میں سوتے ہو، زیور کے عوض گلے میں طوق، ہاتھوں میں ہتھکڑی پانو میں زنجیر پہنتے ہو، تعریف کے بدلے ہجو میں گرفتار ہوتے ہو۔غرض ہرایک خوشی کے عوض غم بھی اٹھاتے ہو۔ اور ہم ان مصیبتوں سے محفوظ ہیں، کیونکہ یہ محنتیں اور رنج غلاموں اور بدبختوں کے واسطے چاہییں۔

اور ہم کو تمھارے شہروں اور مکانوں کے بدلے یہ میدان وسیع میسّر ہی۔ زمین سے آسمان تک جہاں جی چاہتا ہی، اُڑتے ہیں۔ ہرا ہرا سبزہ دریا کے کنارے بے تکلّف چرتے چگتے ہیں بے محنت و مشقّت رزق حلال کھاتے اور پانی لطیف پیتے ہیں۔ کوئی منع کرنے والا نہیں۔ رسّی ڈول مشک کوزے کے محتاج نہیں۔ یہ سب چیزیں تمھارے واسطے چاہییں کہ اپنے کاندھوں پر اٹھاکر جا بجا لیے پھرتے اور بیچتے ہو۔ ہمیشہ محنت و مصیبت میں گرفتار رہتے ہو۔ یہی سب نشانیاں غلاموں کی ہیں۔ یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہی کہ تم مالک اور ہم غلام ہیں ؟

بادشاہ نے انسانوں کے وکیل سے پوچھا کہ اب تیرے نزدیک کوئی اور جواب باقی ہی ؟ اس نے کہا۔ ہم میں خوبیاں اور بزرگیاں بہت ہیں کہ ہمارے دعوے پر دلالت کرتی ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کر۔ ان میں سے ایک شخص عبرانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو انواع و اقسام کی بزرگیاں بخشیں۔ دین و نبوت اور کلام مُنزل یہ سب نعمتیں عطا کیں۔ حلال و حرام اور نیک و بد سے آگاہ کر کے واسطے دخول جنّت کے ہم کو خاص کیا۔ غسل، طہارت، نماز، روزہ، صدقہ، زکوٰۃ، مسجدوں میں نماز ادا کرنا، ممبروں پر خطبہ پڑھنا اور بہت عبادتیں ہم کو تعلیم کیں۔ یہی سب بزرگیاں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ہم مالک ہیں اور یہ غلام۔

طائروں کے وکیل نے کہا اگر تامّل و فکر کرو تو معلوم ہو کہ یہ چیزیں تمھارے واسطے رنج و عذاب ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ رنج کس طرح ہی ؟ اس نے کہا

ثہ چاہییں

یہ سب عبادتیں اللہ تعالیٰ نے اس واسطے مقرر کی ہیں کہ گناہ ان کے عفو ہوجاویں اور گمراہ نہ ہونے پاویں۔ چنانچہ قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنے نیکیاں گناہوں کو دفع کرتی ہیں۔ اگر یہ قواعد شرعی پر عمل نہ کریں تو خدا کے نزدیک روسیاہ ہوویں۔ اسی خوف سے عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ہم گناہوں سے پاک ہیں۔ ہم کو کچھ احتیاج عبادت کی نہیں جس سے یہ اپنا فخر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کو ان لوگوں کے واسطے بھیجا ہے جو کہ کافر و مشرک اور گنہگار ہیں، اُس کی عبادت نہیں کرتے، رات دن فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں اور ہم اس شرک و معاصی سے بری ہیں۔ خدا کو واحد و لاشریک جانتے ہیں، اور اس کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور انبیا و رسول مثل طبیب و نجومی کے ہیں۔ طبیبوں سے وہی لوگ احتیاج رکھتے ہیں جو کہ مریض و علیل ہوتے ہیں اور نجومیوں سے منحوس و بد طالع التجا کرتے ہیں۔

اور غسل و طہارت تمھارے واسطے اس لیے فرض ہُوا ہے کہ ہمیشہ ناپاک رہتے ہو۔ رات دن زنا اور اغلام میں اوقات بسر کرتے ہو اور بیشتر گندہ بدن ہوتے ہو، اس واسطے تم کو طہارت کا حکم ہے۔ اور ہم ان چیزوں سے کنارہ کرتے ہیں۔ تمام سال میں ایک بار قربت کرتے ہیں سو بھی شہوت و لذّت کے واسطے نہیں صرف بقائِ نسل کے لیے اس امر کے مرتکب ہوتے ہیں۔ نماز روزہ اس واسطے فرض ہے کہ اس کے سبب تمھارے گناہ عفو ہو جاویں۔ ہم گناہ کرتے نہیں، ہم پر کیوں فرض ہووے۔ صدقہ زکوٰۃ اس لیے واجب ہے کہ تم بہت مال حلال و حرام سے جمع رکھتے ہو، اہلِ حقوق کو نہیں دیتے۔ اگر غریب و مسکین پر خرچ کرو تو کاہے کو زکوٰۃ فرض ہووے اور ہم اپنے ابنائے جنس پر شفقت و مہربانی کرتے ہیں بخل سے کبھی کچھ جمع نہیں کرتے۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے حلال و حرام اور حدود[1] و قصاص کی آیتیں نازل کی ہیں سو یہ تمھاری تعلیم کے واسطے ہو کیونکہ قلب تمھارے تاریک ہوتے ہیں۔ جہالت و نادانی سے فائدے اور نقصان کو نہیں سمجھتے ہو اسی واسطے معلّم اور استاد کے محتاج رہتے ہو۔ اور ہم کو بلا واسطہ پیغمبروں کے ہر چیز سے اللہ تعالیٰ خبر کرتا ہے۔ چنانچہ آپ ہی فرماتا ہے۔ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا یعنی خدا نے مکھی سے کہا کہ پہاڑ پر اپنا گھر بنا۔ اور ایک مقام میں یوں ارشاد فرماتا ہے کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ حاصل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان اپنی دُعا اور تسبیح جانتا ہے۔ اور ایک موقع پر یوں فرمایا ہے فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ۔ یعنی اللہ نے ایک کوّے کو بھیجا کہ جا کر زمین کھودے اور قابیل کو دکھلا دے کہ وہ بھی اس طرح اپنے بھائی کی نعش کو زمین کھود کر دفن کرے۔ اس وقت قابیل نے اس کو دیکھ کر کہا۔ افسوس کہ ہم کو اس کوّے کے برابر بھی عقل نہیں ہے کہ بھائی کی نعش کو اس طرح دفن کریں۔ غرض اس بات سے نہایت ندامت اٹھائی۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ ہم جماعت کی نماز پڑھنے کے واسطے مسجدوں اور خانقاہوں میں جاتے ہیں ہم کو اس کی کچھ احتیاج نہیں ہے۔ ہمارے واسطے سب مکان مسجد اور قبلہ ہیں۔ جیدھر نگاہ کرتے ہیں مظہر الٰہی نظر آتا ہے۔ اور جمعہ و عید کی نماز کے واسطے بھی کچھ خصوصیت ہم کو نہیں، ہم ہمیشہ رات دن نماز روزے میں مشغول رہتے ہیں۔ غرض جن چیزوں پر تم فخر کرتے ہو، ہم کو اس کی کچھ احتیاج نہیں ہے۔

طائروں کا وکیل جس گھڑی یہ کہہ چکا، بادشاہ نے انسانوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

---

[1] حدود قصاص ۔ لٹ اُلٹ

اب اور جو کچھ تم کو کہنا باقی ہو بیان کرو۔ انسانوں کی جماعت سے عراقی نے جواب دیا کہ ابھی بہت فضیلتیں اور بزرگیاں ہم میں باقی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔ چنانچہ زیب و آرائش کے واسطے انواع و اقسام کے لباس دوشالہ، کتاب، حریر، دیبا، سمور، مشروع، گلبدن، ململ، محمودی، صحن اطلس، جامدانی، ڈوریا، چارخانہ، طرح طرح کے فرش، قالین، نمد، جاجم، چاندنی اس کے سوا اور بہت نعمتیں ہم کو میسّر ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں کیونکہ حیوانوں کو یہ سامان کہاں میسّر ہے۔ عریاں محض جنگل میں غلاموں کی طرح پڑے پھرتے ہیں۔ یہ سب خدا کی بخششیں اور نعمتیں ہماری ملکیت پر دلیل ہیں۔ ہم کو لائق ہے کہ ان پر حکومت خداوندانہ کریں۔ جس طرح چاہیں ان کو رکھیں۔ یہ سب ہمارے غلام ہیں۔

بادشاہ نے حیوانوں سے کہا اب تم اس کا کیا جواب دیتے ہو؟ درندوں کے وکیل کلیلہ نے اس آدمی سے کہا کہ اس لباس فاخرہ اور ملائم پر جو اتنا فخر کرتے ہو یہ کہو کہ یہ طرح طرح کے لباس اگلے زمانے میں کہاں تھے؟ مگر حیوانوں سے ظلم و بدعت کر کے چھین لیے۔ آدمی نے کہا۔ یہ بات تو کس وقت کی کہتا ہے؟ کلیلہ نے کہا۔ تمھارے یہاں سب لباسوں میں نازک و ملائم دیبا و حریر و ابریشم ہوتا ہے سو وہ کیڑے کے لعاب سے ہے۔ اور یہ کیڑا آدم کی اولاد میں نہیں ہے بلکہ حشرات الارض کی قسم سے ہے کہ اپنی پناہ کے واسطے درختوں پر لعاب سے تنتا ہے کہ جاڑے گرمی کی آفت سے محفوظ رہے۔ تم نے بجور و ظلم اس سے چھین لیا۔ اس واسطے اللہ نے تم کو اس عذاب میں گرفتار کیا ہے کہ اسے لے کر محنت سے تنتے بُنتے ہو، پھر درزی سے سلاتے اور دھوبی سے دُھلاتے ہو۔ غرض ایسے ایسے رنج و محنت اٹھاتے ہو کہ اس کو احتیاط سے رکھنے اور بیچنے ہو، ہمیشہ اسی فکر میں غلطاں پیچاں رہتے ہو۔

اسی طرح اور لباس کہ بیشتر حیوانات کی کھال بال سے بنتے ہیں، خصوص لباس فاخرہ تمھارے اکثر حیوانوں کی پشم ہوتے ہیں، ظلم و تعدی سے ان سے چھین کر اپنی طرف نسبت کرتے ہو۔ اِس پر اتنا فخر کرنا بے جا ہو۔ اگر ہم اس سے فخر کریں تو زیب دیتا ہو کیونکہ اللہ تعالی نے ہمارے بدن پر پیدا کیا ہو کہ ہم اپنے ستر و لباس کریں۔ اس نے شفقت و مہربانی سے یہ لباس ہم کو عطا کیا ہو کہ سردی گرمی سے محفوظ رہیں۔ جس وقت ہم پیدا ہوتے ہیں اسی وقت سے اللہ تعالی ہمارے بدن پر یہ لباس بھی پیدا کرتا ہو۔ اس کی مہربانی سے بے محنت و مشقت یہ سب ہم کو میسّر ہو اور تم ہمیشہ دمِ مرگ تک اسی فکر میں مبتلا رہتے ہو۔ تمھارے جدِّ اعلائے خُدا کی نافرمانی کی تھی، اس کے بدلے تم کو یہ عذاب ہوتا ہو۔

بادشاہ نے کلیلہ سے کہا کہ آدم کی ابتدائے خلقت کا احوال ہم سے بیان کر۔ اس نے کہا۔ جس وقت اللہ تعالی نے آدمؑ و حوّا کو پیدا کیا غذا اور پوشش مثل حیوانات کے ان کے واسطے مہیّا کی۔ چنانچہ پورب کی طرف یاقوت کے پہاڑ پر خطِ استوا کے نیچے یہ دونوں رہتے تھے۔ جس وقت ان کو پیدا کیا صرف ننگے تھے۔ سر کے بالوں سے تمام بدن ان کا چھپا رہتا اور انھیں بالوں کے سبب سردی گرمی سے محفوظ رہتے تھے۔ اس باغ میں چلتے پھرتے اور تمام درختوں کے میوے کھاتے تھے۔ کسی نوع کی محنت و مشقّت نہ اٹھاتے جس طرح اب یہ لوگ اس میں گرفتار ہیں۔ حکمِ الٰہی یہ تھا کہ تمام بہشت کے میوے کھاویں مگر اس درخت کے نزدیک نہ جاویں۔ شیطان کے بہکانے سے خدا کی نصیحت بھلا دی۔ اس وقت سب مرتبہ جاتا رہا۔ سر کے بال گر گئے۔ ننگ دھڑنگ ہو گئے۔ فرشتوں نے بموجب حکمِ الٰہی کے وہاں سے نکال باہر کر دیا جیسا کہ جنّوں کے حکیم نے اس احوال کو پہلی فصل میں مفصّل بیان کیا

آگے۔

جس وقت درندوں کے وکیل نے یہ احوال بیان کیا آدمی نے کہا۔ اے درندو! تُم کو لازم و مناسب نہیں ہے کہ ہمارے سامنے گفتگو کرو، بہتر یہ ہے کہ چپکے ہو رہو۔ کلیلہ نے کہا۔ اس کا کیا سبب ؟ کہا۔ اس واسطے کہ حیوانوں میں تُم سے زیادہ شریر و بد ذات کوئی نہیں ہے اور کسی حیوان میں تمہاری سی قساوت قلبی نہیں اور مردار کھانے میں بھی اتنا حریص کوئی نہیں ہے۔ حیوانوں کے ضرر کے سوا تم میں کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیشہ ان کے قتل و غارت میں رہتے ہو۔ اس نے کہا۔ یہ کیونکر ہے؟ اسے بیان کر۔ کہا۔ اس واسطے کہ جتنے درندہ ہیں حیوانات کو شکار کر کے کھا جاتے ہیں۔ استخوان توڑتے اور لہو پیتے ہیں، ہرگز اُن کے حال پر رحم نہیں کرتے۔

درندوں کے وکیل نے کہا کہ ہم جو یہ حرکت حیوانوں سے کرتے ہیں فقط تمہاری تعلیم سے، ورنہ ہم اس سے کچھ واقف بھی نہ تھے اس واسطے کہ قبل آدم کے درندہ کسی حیوان کو شکار نہ کرتے تھے۔ جو حیوان کہ جنگل بیابان میں مرجاتا تھا اس کا گوشت کھاتے، زندہ حیوان کو تکلیف نہ دیتے۔ غرض جب تلک اِدھر اُدھر سے گرا پڑا گوشت پاتے کسی جانور کو نہ چھیڑتے، مگر وقت احتیاج اضطرار کے مجبور تھے۔ جب کہ تم پیدا ہوئے اور بکری، بھیڑ، گائے، بیل، اونٹ، گدھے پکڑ کر قید کرنے لگے، کسی حیوان کو جنگل میں باقی نہ رکھا، پھر گوشت ان کا جنگل میں کہاں سے ملتا؟ لاچار ہو کر زندہ حیوان کو شکار کرنے لگے۔ اور ہمارے واسطے یہ حلال ہے جس طرح تم کو اضطرار کی حالت میں مردار کھانا روا ہے۔ اور یہ جو تم کہتے ہو کہ درندوں کے دلوں میں قساوت اور بے رحمی ہے، ہم کسی حیوان کو اپنا شاکی نہیں پاتے جیسا کچھ تُم سے شکوہ کرتے ہیں۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ درندہ حیوانوں کا پیٹ چاک کر کے لہو پیتے اور گوشت کھاتے ہیں، تم بھی یہی کرتے ہو۔ چھریوں سے کاٹنا، ذبح کر کے کھال کھینچنا، پیٹ

چاک کرکے استخوان توڑنا، بھون کر کھانا یہ حرکتیں تم سے وقوع میں آتی ہیں۔ ہم ایسا نہیں کرتے ہیں۔ اگر غور و تامل کرو تو معلوم ہو کہ درندوں کا ظلم تمھارے برابر نہیں ہو جیسا کہ بہائم کے وکیل نے فصل اوّل میں بیان کیا ہو۔ اور تم آپس میں اپنے بھائی بندوں سے یہ حرکت کرتے ہو کہ درند اُس سے واقف بھی نہیں ہیں۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ تم سے کسی کو نفع نہیں پہنچتا ہو سو یہ ظاہر ہو کہ ہماری کھال بال سے تم سب کو نفع پہنچتا ہو اور جتنے شکاری جانور تمھارے یہاں گرفتار ہیں شکار کرکے تم کو کھلاتے ہیں۔ مگر یہ کہو کہ تم سے حیوانات کو کیا فائدہ پہنچتا ہو۔ نقصان ظاہر ہو کہ حیوانوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت کھاتے ہو۔ اور ہم سے تم کو اتنا بخل ہو کہ اپنے مُردوں کو بھی مٹّی میں گاڑ دیتے ہو کہ ہم کھانے نہ پاویں۔ ہم کو نہ تمھارے زندوں سے فائدہ ہوتا ہو نہ مُردوں سے۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ درند حیوانوں کو قتل و غارت کرتے ہیں سو یہ تم کو دیکھ کر درندوں نے اختیار کیا ہو کہ ہابیل کے وقت سے اس وقت تلک دیکھتے چلے آتے ہیں کہ تم ہمیشہ جنگ و جدل میں مشغول رہتے ہو۔ چنانچہ رستم، اسفندیار، جمشید، ضحاک، فریدون، افراسیاب، منوچہر، دارا، اسکندر وغیرہ ہمیشہ قتال و جدال میں رہے اور اسی میں کھپ گئے۔ اب بھی فتنہ و فساد میں تم مشغول ہو تس پر بے حیائی سے فخر کرتے ہو اور درندوں کو بدنام کرتے ہو، مکر و بہتان سے چاہتے ہو کہ اپنی مالکیت ثابت کرو؟ جس طرح تم ہمیشہ جنگ و جدل میں رہتے ہو درندوں کو بھی کبھی دیکھا کہ آپس میں ایک دوسرے کو رنج دیوے؟ اگر درندوں کے احوال کو خوب تامّل اور فکر سے دریافت کرو تو معلوم ہو کہ یہ تم سے کہیں بہتر ہیں۔

انسانوں کے وکیل نے کہا۔ اس پر کوئی دلیل بھی ہو؟ اس نے کہا جو تمھاری قوم میں زاہد و عابد ہوتے ہیں تمھارے ملک سے نکل کر پہاڑ جنگل میں جہاں

درندوں کے مکان میں ، جاتے ہیں اور انھیں سے رات دن گرم صُحبت رکھتے ہیں۔ درند بھی ان کو نہیں چھیڑتے۔ پس اگر درند تُم سے بہتر نہ ہوتے تمھارے زاہد و عابد کاہے کو ان کے پاس جاتے ؟ کیونکہ صالح اور پرہیز گار شریروں کے پاس نہیں جاتے بلکہ ان سے دُور بھاگتے ہیں۔ یہی دلیل ہے کہ درند تُم سے بہتر ہیں۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ تمھارے ظالم بادشاہوں کو اگر کسی آدمی کی صلاح و زُہد میں شک واقع ہوتا ہے اس کو جنگل میں نکال دیتے ہیں ، اگر درند اس کو نہیں چھیڑتے تو اس سے وہ معلوم کرتے ہیں کہ یہ شخص صالح اور مُتقی ہے کیونکہ ہر ایک جنس اپنے ہم جنس کو پہچان لیتی ہے۔ اسی واسطے درند صالح جان کر ان سے تعرّض نہیں کرتے سچ ہے۔ ولی را ولی می شناسد۔ ہاں درندوں میں شریر اور بد ذات بھی ہوتے ہیں سو یہ کہاں نہیں۔ ہر جنس میں نیک و بد ہوتے ہیں مگر جو درندکہ شریر ہیں وہ بھی نیکوں اور صالحوں کو نہیں چھیڑتے۔ پر بد ذات آدمیوں کو کھا جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نُوَلِّی بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔ یعنے ظالموں پر ہم ظالموں کو مسلّط کرتے ہیں کہ اپنے گناہوں کا نتیجہ پاویں۔

جس گھڑی درندوں کا وکیل اس کلام سے فارغ ہُوا جنّوں کے گروہ سے ایک حکیم نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ جو نیک لوگ ہیں وہ بدوں سے بھاگ کر نیکوں سے الفت کرتے ہیں اگرچہ غیر جنس ہو ویں اور جو بد ہیں وہ بھی نیکوں سے بھاگتے اور بدوں سے جا کر ملتے ہیں۔ اگر انسان شریر و بد ذات نہ ہوتے تو عابد و زاہد ان کے کاہے کو جنگل پہاڑ میں جا کر رہتے اور درندوں سے باوجود غیر جنسیّت کے محبت پیدا کرتے ؟ کیونکہ اِن کی اُن کی مناسبت ظاہری نہیں ہے ، مگر نیک خصلت میں البتہ شریک ہیں۔ تمام جنّوں کی جماعت نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے اس میں کچھ

شک و شبہ نہیں۔ انسانوں نے ہر طرف سے جو یہ لعن طعن سُنی نہایت شرمندہ ہو کر سب نے اپنا سر جُھکا لیا۔ اتنے میں شام ہو گئی، دربار برخاست ہوا، سب وہاں سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانوں کو گئے۔

تئیسویں فصل

انسان اور طوطے کے مناظرے میں

صبح کے وقت تمام انسان و حیوان دار العدالت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے انسانوں سے فرمایا کہ اگر تم کو اپنے دعوے پر کوئی دلیل اور بھی بیان کرنا ہو تو اسے بیان کرو۔ انسان فارسی نے کہا کہ ہم میں بہت اوصافِ حمیدہ ہیں جن سے دعویٰ ہمارا ثابت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ اس نے کہا۔ ہمارے گروہ میں بادشاہ، وزیر، امیر، منشی، دیوان، عامل، فوجدار، نقیب، چوبدار، خادم یارمددگار ہیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت فریق دولت مند، اشراف، صاحبِ مروّت، اہلِ علم، زاہد، عابد، پرہیزگار، خطیب، شاعر، عالم، فاضل، قاضی، مفتی، صوفی، نحوی، منطقی، حکیم، مہندس، نجومی، کاہن، معبّر، کیمیاگر، ساحر ہیں۔ اور اہلِ حرفہ معمار، جُلاہے دُھنیے، کفش دوز، درزی وغیرہ بہت سے فرقے۔ اور ان سب فرقوں میں ہر ایک کے جُدے جُدے اخلاق و اوصافِ حمیدہ و مذاہب و صنائع پسندیدہ ہیں۔ یہ سب خوبیاں اور اوصاف ہمارے واسطے خاص ہیں، حیوانوں کو ان سے بہرہ نہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔

انسان جس وقت یہ کہہ چکا طوطے نے بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی اپنے فرقوں کی زیادتی پر افتخار کرتا ہے۔ اگر طائروں کے اقسام کو دریافت کرے تو معلوم ہو کہ ان کے مقابلے میں یہ نہایت کم ہیں۔ لیکن میں ہر ایک ان کے نیک فرقے کے

مقابل دوسرا فرقۂ بد اور ہر ایک صالح کی جگہ ایک شقی بیان کرتا ہوں کہ ان کی قوم میں نمرود، فرعون، کافر، فاسق، مشرک، منافق، ملحد، بد عہد، ظالم، رہ زن، اچکے، عیّار، جیب کترے، اُچکّے، جھوٹے، مکّار، دغا باز، مُخنّث، زانی، مُغلم، جاہل، احمق، بخیل، ان کے سوا اور بھی بہت سے فرقے کہ جن کے قول وفعل قابلِ بیان کے نہیں ہوتے ہیں۔ اور ہم ان سے بری ہیں۔ مگر بیشتر خصائلِ حمیدہ اور اخلاقِ پسندیدہ میں شریک، اس واسطے کہ ہمارے گروہ میں بھی سردار و رئیس اور یار و مددگار ہوتے ہیں بلکہ ہمارے سردار سیاست و ریاست میں انسانوں کے بادشاہوں سے بہتر ہیں کیونکہ وہ فقط اپنی غرض اور منفعت کے لیے رعیّت و فوج کی پرورش کرتے ہیں، جب کہ مقصد ان کا حاصل ہو جاتا ہے اس وقت فوج و رعایا کے حال پر کچھ خیال نہیں کرتے حالانکہ یہ طریقہ رئیسوں کا نہیں ہے۔

ریاست و سردار کے لیے لازم ہے کہ بادشاہ اپنی فوج و رعیّت پر ہمیشہ شفقت و مہربانی رکھے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہمیشہ رحمت کرتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک بادشاہ کو چاہیے کہ اپنی رعایا پر نظرِ شفقت کی رکھے۔ اور حیوانوں کے سردار فوج و رعیّت کے حال پر ہمیشہ شفقت و مہربانی رکھتے ہیں۔ اسی طرح چونٹیوں اور طائروں کے رئیس بھی اپنی رعیّت کی دُرستی اور انتظام میں مصروف رہتے ہیں اور جو کچھ فوج و رعایا سے سلوک و احسان کرتے ہیں اس کا بدلا اور عوض نہیں چاہتے۔ اور اپنی اولاد سے بھی پرورش کے عوض نیکی کی توقع نہیں رکھتے۔ جس طرح آدمی اولاد کی پرورش کرکے پھر ان سے خدمت لیتے ہیں۔ حیوان بچّوں کو پیدا کرکے پرورش کر دیتے ہیں پھر ان سے کچھ غرض نہیں رکھتے، فقط شفقت و مہربانی سے پالتے اور کھلاتے ہیں۔ خُدا کی راہ پر ثابت قدم ہیں کیونکہ وہ بندوں کو پیدا کرکے رزق پہنچاتا ہے اور ان سے شُکر کی توقع نہیں رکھتا۔ انسانوں میں اگر

یہ فعل بد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان سے کیوں فرماتا کہ شکر کرو ہمارا اور اپنے ماں باپ کا؟ ہماری اولاد پر یہ حکم نہیں کیا کیونکہ یہ کفر و نافرمانی نہیں کرتے۔

طوطا جس وقت اس کلام تک پہنچا جنّات کے حکیموں نے بھی کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ انسانوں نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اتنے میں بادشاہ نے ایک حکیم سے پوچھا کہ جن بادشاہوں کا وصف بیان کیا کہ اپنی رعیّت اور فوج پر نہایت شفقت اور مہربانی کرتے ہیں وہ کون بادشاہ ہیں؟ حکیم نے کہا۔ مُراد ان بادشاہوں سے ملائکہ ہیں اس واسطے کہ جتنے حیوانات کے اجناس و انواع و اشخاص ہیں سب کے واسطے اللہ کی طرف سے ملائکہ مقرّر ہیں کہ ہر ایک کی حفاظت اور رعایت کرتے ہیں۔ اور ملائکوں کے گروہ میں بھی رئیس و سردار ہوتے ہیں کہ اپنے اپنے گروہ پر شفقت و مہربانی رکھتے ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا کہ فرشتوں میں یہ شفقت و مہربانی کہاں سے ہوئی؟ اس نے کہا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ فائدہ حاصل کیا ہے کیونکہ جس طرح وہ اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے دنیا میں کسی کی شفقت اس کے لاکھویں حصّہ کو نہیں پہنچی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو پیدا کیا ہر ایک کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرّر کیے۔ شکل و صورت نہایت خوبی اور لطافت سے بنائی حواسِ مُدرِکہ بخشے، نفع اور نقصان سے سب کو خبردار کیا اور انھیں کے آرام کے واسطے آفتاب و ماہتاب اور بروج و ستارے پیدا کیے، درختوں کے پھل اور پتّوں سے رزق پہنچایا۔ غرض انواع و اقسام کی نعمتیں پیدا کیں۔ یہ سب اس کی شفقت و مرحمت پر دلیل ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔ آدمیوں کی حفاظت کے واسطے جو ملائکہ مقرّر ہیں ان کا سردار کون ہے؟ حکیم نے کہا۔ وہ نفس ناطقہ ہے کہ جس وقت سے آدم پیدا

ہوا اسی وقت سے یہ اس کے جسم کا شریک ہے۔ جن فرشتوں نے کہ بموجب حکم الٰہی کے آدمؑ کو سجدہ کیا ان کو نفسِ حیوانی کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ کے تابع ہیں۔ اور جس نے کہ سجدہ نہ کیا وہ قوتِ غضبیہ و نفسِ امّارہ ہے، ابلیس بھی اسی کو کہتے ہیں۔ نفسِ ناطقہ آدمؑ کی اولاد میں اب تک باقی ہے جس طرح صورت جسمیہ آدمؑ کی اب تک وہی باقی ہے، اسی صورت پر پیدا ہوتے اور رہتے ہیں اور اسی صورت سے قیامت کے دن بنی آدمؑ اُٹھ کر بہشت میں داخل ہوویں گے۔

بادشاہ نے پوچھا۔ اس کا کیا سبب کہ ملائکہ اور نفوس نظر نہیں آتے؟ حکیم نے کہا۔ اس واسطے کہ وہ نورانی اور شفاف ہیں، حواس جسمانی سے محسوس نہیں ہوتے۔ مگر انبیا اور اولیا قلب کی صفائی کے سبب ان کو دیکھتے ہیں کیونکہ نفوس ان کے تاریکئ جہالت سے پاک ہیں، خواب غفلت سے بیدار رہتے ہیں۔ نفوس اور ملائکہ سے ان کو مناسبت ہے اس واسطے ان کو دیکھتے اور ان کا کلام سُن کر اپنے ابنائے جنس کو خبر کرتے ہیں۔

بادشاہ نے یہ احوال سُن کر حکیم سے فرمایا۔ جزاک اللہ۔ بعد اس کے طوطے کی طرف دیکھ کر کہا۔ تو اپنے کلام کو تمام کر۔ اس نے کہا۔ یہ آدمی جو دعویٰ کرتا ہے کہ ہماری قوم میں بہت کاریگر اور اہل حرفہ ہوتے ہیں سو یہ موجب فضیلت کا نہیں ہے کیونکہ ہم میں بھی بعضے حیوان اُن صنعتوں میں ان کے شریک ہیں۔ چنانچہ مکّھی ان کے معمار اور مہندسوں سے تعمیر اور ترمیم میں زیادہ سلیقہ رکھتی ہے اپنے گھر کو بغیر مٹی اور اینٹ اور چونے اور گچ کے بناتی ہے۔ خط اور دائرہ کھینچنے میں مسطر اور پرکار کی احتیاج نہیں رکھتی اور یہ اسباب و آلات کے محتاج ہوتے ہیں۔ اسی طرح مکڑی کہ سب کیڑوں سے ضعیف ہے مگر تننے بُننے میں ان کے جلاہوں سے زیادہ ہوشیار ہے۔ پہلے تو لعاب سے تار کھینچتی ہے۔ بعد اس کے

مثل خطوط کے بنا کر پھر اوپر سے اس کو درست کرتی ہے اور بیچ میں کچھ تھوڑا سا مکھیوں کے شکار کے واسطے کھلا رکھتی ہے۔ اور اس ہنر میں محتاج کسی اسباب کی نہیں۔ اور جلاہے بغیر اسباب کے کچھ بُن نہیں سکتے۔

اسی طرح ریشم کے کیڑے نہایت ضعیف ہیں مگر ان کے کاریگروں سے علم و ہنر زیادہ جانتے ہیں۔ جس وقت کھا کر آسودہ ہوتے ہیں اپنے رہنے کی جگہ پر آکر پہلے لعاب سے مثل خطوط باریک کے تنتے ہیں بعد اس کے اوپر سے پھر اس کو درست اور مضبوط کرتے ہیں کہ ہوا اور پانی کا اس میں دخل نہیں ہوتا اور اسی میں اپنے معمول کے موافق سو رہتے ہیں۔ یہ سب ہنر بغیر تعلیم ماباپ اور استاد کے جانتے ہیں سوئی تاگے کے محتاج نہیں ہوتے جس طرح ان کے درزی اور رفوگر بغیر اس کے کچھ بنا نہیں سکتے۔ اور ابابیل اپنے گھر کو چھتوں کے نیچے معلّق ہوا میں بناتی ہے۔ سیڑھی وغیرہ کی محتاج نہیں کہ جس پر چڑھ کر وہاں تک پہنچے۔ اسی طرح دیمک کہ بغیر مٹی اور پانی کے گھر بناتی ہے، کسی چیز کی محتاج نہیں۔

غرض سب طائر اور حیوان گھر اور آشیانے بناتے اور اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔ انسانوں سے زیادہ شعور و ہنر جانتے ہیں۔ چنانچہ شتر مُرغ کہ طائر اور بہائم سے مرکّب ہے کس خوبی سے اپنے بچّوں کی پرورش کرتا ہے۔ جس وقت کہ بیس یا تیس انڈے جمع ہوتے ہیں تین حصّے کرکے بعضوں کو مٹّی میں بند کرتا ہے اور بعضوں کو آفتاب کی گرمی میں اور بعضوں کو اپنے پر کے نیچے رکھتا ہے۔ جب کہ بہت سے بچّے پیدا ہوتے ہیں ان کی پرورش کے لیے زمین کھود کر کیڑوں کو نکالتا اور بچّوں کو کھلاتا ہے۔ آدمیوں میں کوئی عورت اس طرح اپنے لڑکے کو پرورش نہیں کرتی۔ دائی جنائی خبر لیتی ہے۔ وقت جنّے کے پیٹ سے نکال کر نہلاتی دھلاتی ہے اور دودھ پلا کر گہوارے میں سُلاتی ہے۔ سب کچھ وہ کرتی ہیں، لڑکے کی ماکو کچھ خبر بھی

نہیں ہوتی ۔

اور لڑکے بھی ان کے نپٹ احمق ہوتے ہیں، نفع نقصان اصلاً نہیں سمجھتے ۔ پندرہ بیس برس کے بعد سنِ تمیز کو پہنچتے ہیں ۔ پھر بھی معلّم و ادیب کے محتاج رہتے ہیں ۔ زندگی بھر لکھنے پڑھنے میں اوقات بسر کرتے ہیں ۔ تس پر احمق کے احمق رہتے ہیں ۔ اور ہمارے بچّے جس وقت پیدا ہوتے ہیں اُسی وقت ہر ایک نیک و بد سے واقف ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ مرغ، تیتر، بٹیر کے بچّے انڈے سے نکلتے ہی بے تعلیم ماباپ کے چُگتے پھرتے ہیں ۔ جو کوئی پکڑنے کا قصد کرتا ہے اُس سے بھاگ جاتے ہیں ۔ یہ عقل و شعور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ سب نیک و بد جانتے ہیں ۔ سبب اس کا یہ ہے کہ یہ طائر بچّوں کے پالنے میں نر اور مادہ دونوں شریک نہیں ہوتے جس طرح اور طائر کبوتر وغیرہ کے نر اور مادہ مل کر بچّوں کی پرورش کرتے ہیں ۔ اس واسطے خدا نے ان کے بچّوں کو یہ عقل عطا کی ہے کہ ماباپ کی پرورش کے محتاج نہیں ہیں، آپ سے چر چُگ کھاتے ہیں ۔ جس طرح اور حیوان و طائر کے بچّے دودھ پلانے اور دانہ کھلانے کی احتیاج رکھتے ہیں ویسے یہ نہیں ہیں ۔ پس اللہ تعالےٰ کے نزدیک کس کا رتبہ بڑا ہے؟ ہم رات دن اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے ہیں اس واسطے اس نے ہمارے حال پر یہ کچھ مہربانی کی ہے ۔

اور یہ جو تم کہتے ہو کہ ہماری قوم میں شاعر و خطیب اور شاغل و ذاکر ہوتے ہیں، اگر طائروں کی زبان سمجھو اور حشرات الارض کی تسبیح، کیڑوں کی تکبیر، بہائم کی تہلیل، ٹلخ کا ذکر، مینڈک کی دُعا، بلبل کا وعظ، سنگخوارے کا خطبہ، مُرغ کی اذان، کبوتر کا غٹکنا، کوّے کا غیب سے خبر دینا، ابابیل کا وصف کرنا، اُلّو کا خوفِ خدا سے ڈرانا، ان کے سوا چونٹی، مکّھی وغیرہ کی عبادت کا احوال جانو تو معلوم ہو کہ

ان میں بھی فصیح بلیغ، شاعر، خطیب، شاغل، ذاکر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ حاصل یہ ہے کہ ہر ایک شی خدا کی حمد میں تسبیح کرتی ہے، لیکن تم نہیں سمجھتے ہو تسبیح اُن کی۔ پس خدا نے تم کو جہل کی طرف نسبت کی ہے یعنے تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے ہو۔ اور ہم کو علم کی طرف منسوب کیا اور کہا ہے۔ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ۔ یعنی ہر ایک حیوان دُعا و تسبیح اپنی جانتا ہے۔ پس جاہل اور عالم برابر نہیں ہوتے، ہم کو تم پر فوقیت ہے۔ پھر کس چیز سے فخر کرتے اور مکر و بہتان سے کہتے ہو کہ ہم مالک اور حیوان غلام ہیں؟

اور منجّموں کا ذکر جو کرتے ہو سو یہ عمل جاہلوں پر چلتا ہے، عورتیں اور لڑکے اس کے معتقد ہوتے ہیں، عقلا کے نزدیک کچھ اس کا مرتبہ نہیں ہے۔ بعضے نجومی حُمقا کے بہکانے کے واسطے کہتے ہیں کہ فلانے شہر میں دس یا بیس برس کے بعد یہ حادثہ در پیش ہوگا حالانکہ اپنے احوال سے خبر نہیں کہ ان پر کیا گزرے گا اور ان کی اولاد کا کیا حال ہوگا۔ چند مُدّت کے قبل دیار بعید کا احوال بیان کرتے ہیں تاکہ عوام النّاس اس کو سچ جانیں اور معتقد ہو ویں۔ نجومیوں کے کہنے کا وُہی لوگ اعتبار کرتے ہیں۔ جو گمراہ و بدبخت ہیں جس طرح آدمیوں کے بادشاہ ظالم و جابر عاقبت کے منکر ہیں قضا و قدر کو نہیں جانتے مثل نمرود اور فرعون کے کہ نجومیوں کے کہنے سے سینکڑوں لڑکے بلکہ ہزاروں قتل کر ڈالے۔ یہ جانتے تھے کہ دنیا کا انتظام سات ستاروں اور بارہ بُرجوں پر موقوف ہے۔ یہ نہ معلوم تھا کہ بغیر حکم الٰہی کے جس نے بروج اور ستاروں کو پیدا کیا ہے کچھ نہیں ہوتا۔ سچ ہے۔ مصرع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی۔ آخر خدا نے جو چاہا تھا وہی ہوا۔

بیان اس کا یہ ہے کہ نمرود کو نجومیوں نے خبر دی کہ ایک لڑکا تمہارے عہد میں پیدا ہوگا۔ بعد پرورش ہونے کے مرتبہ عظیم حاصل کر کے بُت پرستوں کے

دین کو برہم[1] درہم کرے گا۔جب کہ اُن سے پوچھا کس جگہ اور کون سی قوم میں پیدا ہوگا اور کہاں پرورش پائے گا؟ یہ نہ بتلا سکے۔بادشاہ نے کہا جتنے لڑکے اس سال پیدا ہوویں سب کو حکم قتل کا کیجیے۔یہ گمان کیا کہ وہ لڑکا بھی ان میں قتل ہو جاوے گا۔آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو پیدا کیا اور کافروں کے شر سے محفوظ رکھا۔یہی معاملہ فرعون نے بنی اسرائیل سے کیا۔یہاں بھی خدا نے حضرت موسیٰ کو ان کی بدی سے پناہ میں رکھا۔غرض نجومیوں کا کہنا فقط خرافات ہے۔مقدر نہیں ٹلتی اور تم اُن سے اپنا فخر کرتے اور کہتے ہو کہ ہماری قوم میں نجومی اور حکیم ہوتے ہیں، یہ لوگ گمراہوں کے بہکانے کے واسطے ہیں۔جو لوگ کہ متوکل علی اللہ ہیں وہ ان کی باتوں کو نہیں مانتے۔

جس وقت طوطا اس کلام تک پہنچا بادشاہ نے اس سے پوچھا۔اگر نجوم سے بلیّات کا دفع ہونا ممکن نہیں پھر نجومی اسے کیوں سیکھتے اور دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں اور اس سے خوف کیوں کرتے ہیں؟ اس نے کہا البتّہ اس سے بلا کا دفع ہونا ممکن ہے لیکن نہ جس طرح کہ نجومی کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت سے کہ وہ پیدا کرنے والا نجوم کا ہے۔بادشاہ نے پوچھا کہ استعانت اس کی اللہ سے کیونکر کرے؟ کہا کہ احکامِ شرعی پر عمل کرے۔گریہ و زاری کرنا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، صدقہ اور زکوٰۃ دینا۔خلوص دل سے عبادت کرنا، یہی استعانت ہے۔جس وقت اللہ تعالیٰ سے اُس کے دفع ہونے کے واسطے سوال کرے البتّہ خدا محفوظ رکھتا ہے اس واسطے کہ نجومی اور کاہن قبل وقوع حوادث کی خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ حادثہ ظاہر کرے گا۔اس کے واسطے بہتر یہ ہے کہ اُسی اللہ سے اس کے دفع کے واسطے دعا مانگے نہ یہ کہ قواعد نجوم پر عمل کرے۔

---

[1] درہم برہم

بادشاہ نے کہا جس وقت احکام شرعی پر عمل کیا اور بلا اس سے دفع ہوئی اس سے یہ لازم آتا ہے کہ مقدر الٰہی ٹل جاوے۔ اس نے کہا۔ مقدر اس کی نہیں ٹلتی۔ مگر جو لوگ کہ اس کے دفع کے واسطے مناجات کرتے ہیں، ان کو اس حادثے سے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ منجموں نے جس وقت نمرود کو خبر دی کہ ایک لڑکا بُت پرستوں کے دین کا مخالف پیدا ہو کر تمھاری رعیّت اور فوج کو برہم درہم کرے گا اور مراد اس سے ابراہیم خلیل اللہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کر کے نمرود اور اس کی فوج کو ان کے ہاتھوں سے ذلیل و خراب کیا۔ اگر نمرود اس وقت خدا سے اپنی بہتری کے واسطے دُعا مانگتا اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے اس کو ابراہیم کے دین میں داخل کرتا وہ اور اس کی فوج ذلّت و خرابی سے محفوظ رہتے۔ اسی طرح موسیٰؑ کے پیدا ہونے کی جب فرعون کو نجومیوں نے خبر دی اگر خدا سے اپنی بہتری کے واسطے دُعا مانگتا اس کو بھی خدا ان کے دین میں داخل کر کے ذلّت سے محفوظ رکھتا جس طرح اس کی عورت کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور نعمت ایمان کی بخشی۔ قوم یونس نے جس وقت عذاب میں مبتلا ہو کر خدا سے دُعا مانگی اللہ نے اُن کو اس عذاب سے پناہ میں رکھا۔

بادشاہ نے کہا سچ ہے، اب نجوم کا سیکھنا اور قبل وقوع حادثے کی خبر دینا اور خدا سے اس کے دفع کرنے کے لیے دُعا مانگنا ان سب چیزوں کا فائدہ معلوم ہوا۔ اسی واسطے حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو نصیحت کی تھی کہ جس وقت تم کسی بلا سے خوف کرو اس وقت خُدا سے دُعا مانگو اور تضرّع و زاری کرو، کیونکہ وہ تم کو صدقِ دُعا کے سبب اس حادثے سے محفوظ رکھے گا۔ آدم سے لے کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم تک یہ طریقہ جاری تھا کہ ہر ایک حادثے کے وقت اپنی اُمّت کو بھی حکم کرتے تھے۔ پس لازم ہے کہ احکام نجوم کے واسطے

اس طور پر عمل کرے نہ جس طرح کہ اس زمانے کے نجومی خلق کو بہکاتے ہیں، خدا کو چھوڑ کر گردش فلک کی طرف دوڑتے ہیں۔

مریضوں کی صحت کے واسطے بھی پہلے خدا کی طرف رجوع کرے کیونکہ شفائے کلّی اسی کی عنایت اور مہربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نہ چاہیے کہ بارگاہِ شافی حقیقی سے پھر کر طبیبوں کے یہاں رجوع کرے۔ بعضے آدمی کہ ابتدائے مرض میں طبیبوں سے رجوع کرتے ہیں ان کے علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا پھر وہاں سے نا امید ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں بلکہ بیشتر عرضیوں پر احوال اپنا نہایت الحاح و زاری سے لکھ کر مسجدوں کی دیواروں یا ستونوں پر لٹکا دیتے ہیں، خدا شفا بخشتا ہے۔

اسی طرح چاہیے کہ تاثیراتِ نجوم کے واسطے اسی خدا سے رجوع لاوے، نجومیوں کے بہکانے پر عمل نہ کرے۔ چنانچہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کو نجومیوں نے خبر دی کہ اس شہر میں ایک حادثہ ہوگا جس سے شہر کے رہنے والوں کو بہت خوف ہے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ کس طرح ہوگا؟ تفصیل اس کی نہ بتلا سکے۔ مگر اتنا کہا کہ فلانے مہینے فلانی تاریخ یہ حادثہ وقوع میں آوے گا۔ بادشاہ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کے دفع کے واسطے کیا تدبیر کیا چاہیے۔ جو لوگ اہل شرع تھے انھوں نے کہا بہتر یہ ہے کہ اس روز بادشاہ اور تمام شہر کے رہنے والے چھوٹے بڑے بستی سے باہر نکل کر میدان میں رہیں اور خدا سے اس کے دفع کے لیے الحاح و زاری کریں۔ شاید خدا اُس بلا سے محفوظ رکھے۔ بموجب اُن کے کہنے کے بادشاہ اس دن شہر سے باہر جا رہا اور بہت سے آدمی بادشاہ کے ساتھ باہر نکلے۔ خدا سے دُعا مانگنے لگے کہ اس بلا سے محفوظ رہیں اور تمام رات وہاں جاگتے رہے۔

مگر بعضے آدمیوں نے نجومیوں کے کہنے سے کچھ خوف نہ کیا اسی شہر میں رہ گئے، رات کو نہایت شدّت سے پانی برسا وہ شہر زمین نشیب میں واقع تھا۔ چاروں طرف سے پانی کھنچ کر شہر میں بھر گیا۔ جتنے آدمی بستی میں رہ گئے تھے سب ہلاک ہو گئے اور جو لوگ کہ شہر کے باہر دُعا و زاری میں مشغول تھے سلامت رہے جس طرح طوفان سے نوحؑ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے تھے محفوظ رہے اور باقی سب غرق ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ۔ یعنے نجات دی ہم نے نوحؑ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی پر بیٹھے تھے اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا، ان کو غرق کر دیا کیونکہ وہ قوم گمراہ تھی۔

فلسفی اور منطقی پر جو تم فخر کرتے ہو سو وہ تمھارے فائدے کے واسطے نہیں ہیں بلکہ تمھیں گمراہ کرتے ہیں۔ آدمی نے کہا۔ یہ کیونکر ہے؟ اسے بیان کر۔ کہا۔ اس واسطے کہ وہ راہِ شریعت سے پھیر دیتے ہیں۔ کثرتِ اختلاف سے احکام دین کے اُٹھا دیتے ہیں۔ سب کی رائیں اور مذہب مختلف۔ بعضے تو عالم کو قدیم کہتے ہیں۔ بعضے ہیولا کو قدیم جانتے ہیں۔ بعضے صورت کے قدم پر دلیل لاتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ علّتیں دو ہیں۔ بعضے تین علّتیں ثابت کرتے ہیں۔ بعضے چار کے قائل ہیں، بعضے پانچ کہتے ہیں بعضے چھ سے سات تلک ترقی کرتے ہیں۔ بعضے صانع اور مصنوع کی معیّت کے قائل ہیں۔ بعضے زمانے کو غیر متناہی کہتے ہیں۔ بعضے تناہی پر دلیل لاتے ہیں۔ بعضے معاد کے مُقر ہیں بعضے منکر۔ بعضے رسالت اور وحی کا اقرار کرتے ہیں بعضے انکار۔ بعضے شک میں حیران سرگردان ہیں۔ بعضے عقل و دلیل کے مُقر ہیں۔ بعضے تقلید پر قائم ہیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت سے مذاہب مختلف ہیں کہ جن میں یہ سب گرفتار ہیں۔

اور ہمارا دین و طریق ایک ہی۔ خدا کو واحد لاشریک جانتے ہیں۔ رات دن اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔ کسی بندے پر اُس کے اپنا فخر نہیں بیان کرتے۔ جو کچھ ہماری قسمت میں مقدّر کیا ہی اس پر شاکر ہیں اس کے حکم سے باہر نہیں ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ یہ کیوں اور کس واسطے ہی؟ جس طرح آدمی اُس کے احکام اور مشیّت و صنعت میں اعتراض کرتے ہیں۔

مہندسوں اور مسّاحوں پر جو تم اپنا فخر کرتے ہو سو وے دلیلوں کی فکر میں رات دن گھبرائے ہوئے رہتے ہیں۔ جو چیزیں کہ وہم و تصوّر سے باہر ہیں اُن کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ نہیں جانتے۔ جو علوم کہ ان پر واجب ہیں ان کی طرف میل نہیں کرتے۔ خرافات کی طرف جس سے کچھ احتیاج متعلق نہیں، قصد کرتے ہیں۔ بعضے اجرام و ابعاد کی مساحت کی فکر میں رہتے ہیں۔ بعضے پہاڑ اور ابر کی بلندی دریافت کرنے کے واسطے حیران ہیں۔ کتنے دریا اور جنگل ناپتے پھرتے ہیں۔ بعضے افلاک کی ترکیب اور زمین کا مرکز معلوم کرنے کے واسطے فکر و تامّل کرتے ہیں، اپنے بدن کی ترکیب و مساحت سے خبر نہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ انتڑیاں اور رودے کتنے ہیں، جوفِ سینہ میں کس قدر وسعت ہی، دل و دماغ کا کیا حال ہی۔ معدہ کس طور پر ہی، استخوان کی کیا صورت ہی، بدن کے جوڑ کس وضع پر واقع ہیں۔ یہ چیزیں کہ جن کا جاننا سہل اور پہچاننا واجب ہی، ہرگز نہیں جانتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی صنعت و قدرت معلوم ہوتی ہی جیسا کہ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنے جس نے اپنے تئیں جانا اس نے خدا کو پہچانا۔ ساتھ اس جہل و نادانی کے بیشتر کلام الٰہی نہیں پڑھتے فرض و سُنّت کے احکام نہیں جانتے۔

اور طبیبوں پر جو تم فخر کرتے ہو ان سے تم کو جبھی تلک احتیاج ہی کہ

حرص و شہوت سے مختلف کھانے کھا کر بیمار ہو جاتے ہو اور ان کے دروازوں پر قارورہ لے کر حاضر ہوتے ہو۔ طبیب و عطّار کے دروازے پر وہی جاتا ہے، جو بیمار ہووے جس طرح نجومیوں کے دروازے پر منحوس اور بدبختوں کا مجمع رہتا ہے حالانکہ ان کے یہاں جانے سے زیادہ نحوست ہوتی ہے اس واسطے کہ سعد اور نحس ساعت کی تقدیم و تاخیر میں ان کو اختیار نہیں ہے۔ تس پر بھی بعضے نجومی اور رمّال ایک کاغذ لے کر کچھ مزخرفات احمقوں کے بہکانے کے واسطے لکھ دیتے ہیں۔ یہی حال طبیبوں کا ہے کہ ان کے یہاں التجا لے جانے سے بیماری زیادہ ہوتی ہے۔ جن چیزوں سے کہ مریض بیشتر شفا پاتا ہے، انھیں چیزوں سے پرہیز بتلاتے ہیں۔ اگر طبیعت پر چھوڑ دیویں تو بیمار کو شفا ہو وے۔ پس طبیبوں اور نجومیوں پر تمھارا فخر کرنا محض حُمق ہے ہم ان کے محتاج نہیں ہیں۔ کیونکہ غذا ہماری ایک وضع پر ہے۔ اسی واسطے ہم بیمار نہیں ہوتے، طبیبوں کے یہاں التجا نہیں لے جاتے، کسی شربت اور معجون سے غرض نہیں رکھتے۔ شیوہ آزادوں کا یہی ہے کہ کسی سے احتیاج نہ رکھیں۔ یہ طریقہ غلاموں کا ہے کہ ہر ایک کے یہاں دوڑتے پھرتے ہیں۔

اور سوداگر و معمار اور زراعت کرنے والے جن پر تم اپنا فخر کرتے ہو سو وہ غلاموں سے بھی بدتر ہیں۔ فقیر و محتاج سے بھی زیادہ ذلیل ہیں، رات دن محنت و مشقّت میں گرفتار رہتے ہیں، ایک ساعت آرام نہیں کرنے پاتے۔ ہمیشہ مکانات بناتے ہیں حالانکہ آپ ان میں نہیں رہنے پاتے۔ زمین کھود کر درخت بٹھلاتے ہیں، پھل اور میوہ اس کا نہیں کھاتے۔ ان سے زیادہ کوئی احمق نہیں ہے کہ مال و متاع جمع کر کے وارثوں کو چھوڑ جاتے ہیں اور آپ ہمیشہ فاقہ کشی میں رہتے ہیں۔ سوداگر بھی ہمیشہ مال حرام جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ گرانی کی اُمّید پر غلّہ مول لے کر

رکھتے ہیں۔ قحط کے دنوں میں گراں قیمت بیچتے ہیں۔ فقیر اور غریب کو کچھ نہیں دیتے۔ ایک بار سب مال مدّت کا جمع کیا ہوا غارت ہو جاتا ہے، دریا میں ڈوب جاتا ہے یا چور لے جاتا ہے یا کوئی ظالم بادشاہ چھین لیتا ہے۔ پھر تو خراب و ذلیل ہوکر دربدر محتاج پھرتے ہیں، تمام عمر اپنی ہرزہ گردی میں ضائع کرتے ہیں۔ وہ تو یہ جانتے ہیں کہ ہم نے فائدہ اٹھایا یہ نہیں معلوم کہ نقدِ عزیز کہ عبارت زندگی سے ہے، مفت ہاتھ سے دیا۔ آخرت کو دنیا کے واسطے بیچا۔ دُنیا بھی حاصل نہ ہوئی دین برباد گیا۔ دُبدھا میں دوؤ گئے، مایا ملی نہ رام۔ اگر اس ظاہری فائدے پر تم افتخار کرتے ہو تو ہم اس پر لعنت کرتے ہیں۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ ہماری قوم میں صاحبِ مروّت ہیں سو غلط ہے۔ عزیز و اقربا اور ہمسائے ان کے فقیر، محتاج، ننگے، بھوکے گلی گلی سوال کرتے پھرتے ہیں، یہ ان کے حال پر نگاہ نہیں کرتے۔ اسی کو مُروّت کہتے ہیں کہ آپ فراغت سے اپنے گھروں میں عیش کریں، عزیز و اقربا اور ہمسائے گدائی کریں؟ اور یہ جو کہتے ہو کہ ہماری قوم میں منشی اور دیوان ہوتے ہیں ان پر بھی تم کو فخر کرنا لائق نہیں ہے۔ ان سے زیادہ شریر و بدذات دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ فطرت و دانائی اور زبان درازی و خوش تقریری سے ہر ایک ہم چشم کی بیخ کنی میں رہتے ہیں۔ ظاہر میں بہت عبارت آرائی اور رنگینی سے خطوطِ دوستانہ لکھتے ہیں۔ پر باطن میں ان کی بیخ و بنیاد کھودنے کی فکر میں مصروف رہتے ہیں۔ رات دن یہی خیال رہتا ہے کہ فلانے شخص کو اس کام سے موقوف کرکے کسی اور شخص کو کچھ نذرانہ لے کر مقرر کیجیے۔ غرض کسی مکر و حیلے سے اس کو معزول ہی کر دیتے ہیں۔

اور زاہدوں عابدوں کو جو تم اپنے زعم میں نیک جانتے ہو اور یہ گمان کرتے ہو کہ دُعا اور شفاعت اُن کی خدا کے نزدیک قبول ہوتی ہے انھوں نے

بھی تم کو اپنا زہد اور تقویٰ دکھلا کر فریب دیا ہے کیونکہ ظاہر میں یہ ان کا عبادت کرنا، داڑھی بڑھانا، لبوں کے بال لینا، پیراہن پہننا، موٹے کپڑے پر اکتفا کرنا، پیوند پر پیوند لگانا، چپکے رہنا، کسی سے نہ بولنا، کم کھانا، لوگوں سے اخلاق کرنا، احکام شریعت کے سکھلانا، دیر تک نماز پڑھنا کہ پیشانی پر داغ پڑ گئے ہیں، کھانا کم کھانے سے ہونٹھ لٹک آئے ہیں، دماغ خشک، بدن دُبلا، رنگ متغیر ہو گیا ہے، یہ سراسر مکر و زور ہے۔ دل میں بغض و کینہ اتنا بھرا ہے کہ کسی کو موجود نہیں سمجھتے۔ ہمیشہ خدا پر اعتراض کرتے ہیں کہ ابلیس شیطان کو کیوں پیدا کیا۔ فاسق اور فاجر کس واسطے مخلوق ہوئے۔ ان کو رزق کیوں دیتا ہے۔ یہ بات غیر مناسب ہے۔ ایسے ایسے وسواس شیطانی دلوں میں اُن کے بھرے ہیں۔ تُم کو تو وہ نیک معلوم ہوتے ہیں مگر خدا کے نزدیک ان سے زیادہ بد کوئی نہیں ہے۔ ان پر کیا فخر کرتے ہو؟ تمھارے واسطے تو یہی لوگ عار و ننگ ہیں۔

اور عالم اور فقیہ تمھارے وہ بھی دنیا کے واسطے کبھی حرام کو حلال کرتے ہیں اور کبھی حلال کو حرام بتلاتے ہیں۔ خدا کے کلام میں بے معنی تاویلیں کرتے ہیں۔ اصل مطلب کو اخذِ منفعت کے واسطے پھیر ڈالتے ہیں۔ زہد و تقویٰ کا کیا امکان؟ دوزخ انھیں لوگوں کے واسطے ہے جن پر فخر کرتے ہو۔ اور قاضی مفتی تمھارے جب تلک کہیں نوکر نہیں ہوتے صبح و شام مسجدوں میں جا کر نماز پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ جب کہ قاضی یا مفتی ہوئے پھر تو غریبوں اور یتیموں کا مال لے کر ظالم بادشاہوں کو خوشامد سے پہنچاتے ہیں۔ رشوت لے کر حق تلفی کرتے ہیں۔ جو راضی نہیں ہوتا اس کو خوف اور چشم نمائی سے راضی کرتے ہیں۔ غرض یہ لوگ سخت مفسد ہیں کہ حق کو ناحق اور ناحق کو حق کر دیتے ہیں، خدا کا خوف مطلق نہیں کرتے۔ انھیں لوگوں کے واسطے

عذاب و عقاب ہے۔

اور اپنے خلیفوں اور بادشاہوں کا جو تم ذکر کرتے ہو کہ یہ پیغمبروں کے وارث ہیں ان کے اوصافِ ذمیمہ ظاہر ہیں کہ یہ بھی طریقِ نبوی چھوڑ کر پیغمبروں کی اولاد کو قتل کرتے ہیں۔ ہمیشہ شراب پیتے اور خدا کے بندوں سے اپنی خدمت لیتے ہیں۔ سب آدمیوں سے اپنے تئیں بہتر جانتے ہیں۔ دُنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ جب کہ ان میں کوئی شخص حاکم ہوتا ہے جس نے کہ قدیم سے ان کے جدو آبا کی خدمت کی ہے، اُسی کو پہلے قید کرتے ہیں۔ حقِ خدمت اُس کا بالکل دل سے بُھلا دیتے ہیں۔ اپنے عزیزوں اور بھائیوں کو طمعِ دنیا کے واسطے مار ڈالتے ہیں۔ یہ خصلت بزرگوں کی نہیں ہے۔ ان بادشاہوں اور امیروں پر فخر کرنا تمھارے واسطے ضرر ہے اور ہم پر دعویٰ ملکیّت کا بغیر دلیل اور حُجّت کے سراسر مکر و غدر۔

چوبیسویں فصل

دیمک کے احوال میں

جس گھڑی طوطا اس کلام سے فارغ ہُوا بادشاہ نے جنّ اور اِنس کی جماعت کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیمک باوجود اس کے کہ ہاتھ پاؤں کچھ نہیں رکھتی مٹی کیونکر اٹھاتی اور اپنے بدن پر مکان اپنا محراب دار بناتی ہے؟ اِس کا احوال ہم سے بیان کرو۔ عبرانیوں کی جماعت سے ایک شخص نے کہا کہ اس کیڑے کو جنّ مٹی اٹھا دیتے ہیں اس واسطے کہ اس نے ان سے یہ احسان کیا تھا کہ حضرت سلیمان کا عصا کھا لیا، وُہ گر پڑے۔ جنّوں نے جانا انھوں نے وفات پائی، وہاں سے بھاگے اور محنت و عذاب سے اُن کو مخلصی ہوئی۔ بادشاہ نے جنّوں کے عالموں سے پوچھا کہ یہ شخص جو کہتا ہے تُم بھی اس بات سے واقف ہو؟ سب نے کہا ہم کیونکر کہیں کہ جنّات مٹی اور پانی اس کو اٹھا کر دیتے ہیں اس واسطے کہ اگر جنّوں سے اس نے یہی سلوک کیا تھا جو کہ اس شخص نے بیان کیا تو اب بھی وہی اس محنت و مشقّت میں گرفتار ہیں۔ مخلصی نہ ہوئی کیونکہ حضرت سلیمانؑ بھی ان سے مٹی پانی اٹھواکر مکانات بنواتے تھے، اور کسی طور کی تکلیف ان کو نہیں دیتے تھے۔

حکیم یونانی نے بادشاہ سے کہا۔ ایک وجہ اس کی مجھ کو معلوم ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ بیان کر۔ اس نے کہا کہ دیمک کی خلقت عجیب وغریب ہے۔ طبیعت اس کی

نہایت بارد، تمام بدن میں تخلخل اور مسام ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ ہوا جو اندر جسم کے جاتی ہے کثرتِ برودت سے منجمد ہو کر پانی ہو جاتی ہے۔ ظاہر بدن پر وہی ٹپکتا ہے اور غبار جو اس کے بدن پر پڑتا ہے میل ہو کر جم جاتا ہے۔ اس کو یہ جمع کر کے بدن پر اپنے پناہ کے واسطے مکان بناتی ہے کہ ہر ایک آفت سے محفوظ رہے۔ اور دو ہونٹھ بھی اس کے نہایت تیز ہوتے ہیں کہ ان سے پھل پتّے لکڑی کاٹتی ہے اور اینٹ پتھر میں سوراخ کرتی ہے۔

بادشاہ نے ملخ سے کہا کہ دیمک کیڑوں کی قسم سے ہے اور تو کیڑوں کا وکیل ہے، تو بتلا کہ یہ حکیم یونانی کیا کہتا ہے۔ ملخ نے کہا یہ سچ کہتا ہے مگر تمام وصف اس کا نہ بیان کیا، کچھ باقی رہ گیا۔ بادشاہ نے کہا۔ تو اُسے تمام کر۔ اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جب کہ تمام حیوانات کو پیدا کیا اور ہر ایک کو اپنی نعمتیں عطا کیں، حکمت و عدل سے سب کو برابر رکھا بعضوں کو ڈیل ڈول بڑا اور بھاری بخشا مگر نفس ان کا نہایت ذلیل و خراب کیا، اور بعضوں کو جسم چھوٹا اور ضعیف دیا لیکن نفس ان کا نہایت عالم و عاقل کیا۔ زیادتی اور کمی اِدھر اُدھر کی برابر ہو گئی چنانچہ ہاتھی باوجود بڑے جسم کے اتنا ذلیل النفس ہے کہ ایک لڑکے کا تابع ہو جاتا ہے۔ کاندھے پر چڑھ کر جدھر چاہے لے جاوے۔ اونٹ باوصف اس کے کہ گردن اور جسم نہایت طول طویل ہے مگر احمق اتنا ہے کہ جس نے مہار پکڑ لی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ اگرچہ ہاتھی چاہے تو اس کو لیے پھرے۔ اور بچھو اگرچہ جسم میں چھوٹا ہے پر جس وقت ہاتھی کو ڈنک مارتا ہے تو اس کو بھی ہلاک کرتا ہے۔ اسی طرح یہ کیڑا جسے دیمک کہتے ہیں، اگرچہ جسم میں نہایت چھوٹا اور کمزور ہے مگر نہایت قوی النفس ہے۔ غرض جتنے کیڑے کہ جسم میں چھوٹے ہیں وہ سب عاقل اور ہوشیار ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا۔ اس کا کیا سبب کہ بڑے جسم والے احمق اور چھوٹے جسم کے عاقل ہوتے ہیں اس میں کیا حکمت الٰہی ہے؟ کہا۔ خالق نے جب کہ اپنی قدرت کاملہ سے معلوم کیا کہ جن حیوانوں کے جسم بڑے ہیں وہ رنج اور مشقت کے قابل ہیں۔ پس اگر ان کو نفس قوی عطا کرتا ہرگز کسی کے تابع نہ ہوتے اور چھوٹے جسم والے اگر عاقل و عالم نہ ہوتے تو ہمیشہ رنج و تکلیف میں رہتے۔ اسی واسطے اِن کو نفسِ ذلیل اور اُن کو نفسِ عاقل عطا کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ اس کو مفصّل بیان کر۔ اس نے کہا۔ ہر ایک صنعت میں خوبی یہ ہے کہ صانع کی صنعت کسی پر معلوم نہ ہو کہ کس طرح بناتا ہے جس طرح مکھی بغیر مسطر اور پرکار کے اپنے گھر میں انواع و اقسام کے زاویے اور دائرے بناتی ہے، کچھ دریافت نہیں ہوتا کہ کیونکر بناتی اور یہ موم اور شہد کہاں سے لاتی ہے۔ اگر جسم اس کا بڑا ہوتا تو یہ صنعت اس کی ظاہر ہو جاتی۔

اسی طرح ریشم کے کیڑے کہ ان کا بھی تنّا بُنّا کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ یہی حال دیمک کا ہے کہ اس کے مکان بنانے کی حقیقت کچھ نہیں کھُلتی۔ یہ نہیں دریافت ہوتا کہ کس طرح مٹّی اُٹھاتی اور بناتی ہے۔ حکما فلسفی اس کے منکر ہیں کہ وجود عالم کا بغیر ہیولا کے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکھی کی صنعت کو اس پر دلیل کیا ہے کیونکہ وہ بغیر ہیولا کے موم کے گھر بناتی اور شہد سے قوت اپنا جمع کرتی ہے۔ اگر ان کو یہ گمان ہے کہ وہ پھول اور پتّے سے اس کو جمع کرتی ہے، یہ بھی اس کو جمع کر کے کچھ بناتے کیوں نہیں؟ اور اگر پانی اور ہوا کے درمیان سے جمع کرتی ہے، اگر آپ بصارت رکھتے ہیں اس کو دیکھتے کیوں نہیں کہ کس طرح جمع کرتی اور گھر اپنا بناتی ہے؟

اسی طرح ظالم بادشاہوں کے واسطے کہ بغی اور گمراہ ہیں اس کی نعمت

کا شکر نہیں کرتے، چھوٹے جسم کے حیوانوں کو اپنی قدرت و صنعت پر دلیل کیا ہے۔ چنانچہ نمرود کو پشّے نے قتل کیا باوجود اس کے کہ سب حشرات الارض میں چھوٹا ہے۔ اور فرعون نے جس وقت گمراہی اختیار کی اور حضرت موسیٰؑ سے بغی ہوگیا اللہ تعالیٰ نے فوج ملخ کی بھیجی کہ انھوں نے جاکر اس کو زیر و زبر کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب حضرت سلیمانؑ کو سلطنت و نبوّت بخشی اور تمام جنّ و اِنس کو ان کے تابع کیا اکثر گمراہوں کو ان کے مرتبۂ نبوّت میں شک ہوا کہ انھوں نے یہ سلطنت مکر و حیلے سے بہم پہنچائی ہے۔ ہرچند کہ وہ کہتے تھے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے یہ مرتبہ بخشا ہے تس پر بھی ان کے دل سے شک نہ گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دیمک کو بھیجا۔ اس نے آکر حضرت سلیمانؑ کا عصا کھا لیا، یہ تو محراب میں گر پڑے۔ مگر کسی جن و اِنس کو یہ طاقت نہ ہوئی کہ اس پر جرأت کرسکے۔ یہ قدرت اللہ تعالیٰ کی گمراہوں کے واسطے نصیحت ہے کہ اپنے ڈیل ڈول اور دبدبے پر فخر کرتے ہیں۔ ہر چند کہ سب صنعتیں اور قدرتیں اس کی دیکھتے ہیں تس پر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ اُن بادشاہوں کے سبب جو ہمارے ادنیٰ کیڑوں سے عاجز ہیں، اپنا فخر کرتے ہیں۔

اور صدف کہ جس میں موتی پیدا ہوتا ہے، سب دریائی جانوروں سے جسم میں چھوٹی اور ضعیف ہے۔ مگر علم و دانائی میں سب سے دانا اور ہوشیار ہے۔ قعرِ دریا میں اپنا قوت و رزق پیدا کرکے رہتی ہے۔ پانی برسنے کے دن تہ کے اندر سے نکل کر پانی کے اوپر ٹھہرتی ہے۔ وہ کان اس کے نہایت بڑے ہوتے ہیں، ان کو کھول دیتی ہے۔ جس وقت مینہ کا پانی اس کے اندر جاتا ہے فی الفور بند کر لیتی ہے کہ دریائے شور کا پانی اس میں نہ ملنے پاوے۔

بعد اس کے پھر دریا کی تہ میں چلی جاتی ہے۔ مدّت تک ان دو سیپیوں کو بند رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ پانی پختہ ہوکر موتی ہو جاتا ہے۔ بھلا ایسا علم کسی انسان میں کاہے کو ہے۔

خُدا نے انسانوں کے دلوں میں دیبا اور حریر و ابریشم کی محبّت بہت دی ہے سو وہ ان چھوٹے کیڑوں کے لعاب سے ہوتے ہیں۔ کھانے میں شہد زیادہ لذیذ جانتے ہیں، سو وہ مکّھی سے پیدا ہوتا ہے۔ مجلسوں میں موم کی بتیاں روشن کرتے ہیں، وہ بھی اُسی کی بدولت ہے۔ بہتر سے بہتر ان کی زینت کے واسطے موتی ہے سو اس چھوٹے کیڑے کی حکمت سے پیدا ہوتا ہے جس کا میں نے ابھی مذکور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیڑوں سے ایسی نفیس چیزیں اس واسطے پیدا کی ہیں کہ یہ آدمی اُن کو دیکھ کر اس کی صنعت و قدرت کا اقرار کریں۔ باوجود اس کے کہ سب قدرتیں اور صنعتیں دیکھتے ہیں تس پر غافل ہیں، گمراہی اور کفر میں اوقات ضائع کرتے ہیں۔ اُس کی نعمت کا شُکر نہیں کرتے۔ غریب اور عاجز بندوں پر اس کے جبر اور ظلم کرتے ہیں۔

جس وقت ملخ اس کلام سے فارغ ہوُا بادشاہ نے انسانوں سے کہا۔ اب کچھ اور بھی تم کو کہنا باقی ہے؟ انھوں نے کہا ابھی بہت فضیلتیں ہم میں باقی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم مالک اور یہ ہمارے غلام ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ اُن میں سے ایک آدمی نے کہا۔ صورتیں ہماری واحد ہیں اور ان کی صورتیں شکلیں مختلف۔ اس سے معلوم ہوُا کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں۔ اس واسطے کہ ریاست و مالکیت کے واسطے وحدت مناسب ہے اور اکثر کو عبودیت سے مشابہت ہے۔ بادشاہ نے حیوانوں سے کہا۔ تم اس کا کیا جوّاب دیتے ہو؟ سب حیوانوں نے ایک گھڑی متفکّر ہوکر

سر جھکا لیا۔

بعد ایک دم کے ہزار داستان طائروں کے وکیل نے کہا۔ یہ آدمی سچ کہتا ہے۔ لیکن اگرچہ صورتیں حیوانوں کی مختلف ہیں پر نفوس سب کے متحد ہیں اگر انسانوں کی صورتیں گو کہ واحد ہیں مگر نفوس ان کے جُدا جُدا ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ اس پر دلیل کیا ہے؟ کہا۔ اختلاف دین اور مذہب کا اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ان میں ہزاروں ہی فرقے ہیں۔ یہود، نصاریٰ، مجوس، مشرک کافر، بُت پرست، آتش پرست، اختر پرست۔ اس کے سوا ایک دین میں بہت سے طریقے ہوتے ہیں جس طرح اگلے حکما میں سب کی رائیں جُدا جُدا تھیں۔ چنانچہ یہودیوں میں سامری، عبالی، جالوتی، نصرانیوں میں نسطوری یعقوبی، ملکائی؛ مجوسیوں میں زرادُشتی، زروانی، خرمی، مزکی، بہرامی، مانوی؛ سلمانوں میں شیعہ، سُنّی، خارجی، رافضی، ناصبی، مُرجی، قدری، جہمی، مُعتزلی، اشعری وغیرہ کتنے ہی فرقے ہوتے ہیں کہ سب کے دین و مذہب مختلف۔ ایک دوسرے کو کافر جانتا اور لعنت کرتا ہے۔ اور ہم سب اختلاف سے بری ہیں مذہب و اعتقاد ہمارا واحد ہے۔ غرض سب حیوان مُوحِّد اور مومن ہیں شرک و نفاق اور فسق و فجور نہیں جانتے۔ اس کی قُدرت اور وحدانیت میں اصلاً شک و شُبہ نہیں کرتے۔ اسے خالق و رزاقِ برحق جانتے ہیں۔ اُسی کو رات دن یاد کرتے اور تسبیح و تکبیر میں مشغول رہتے ہیں مگر یہ آدمی ہماری تسبیح سے واقف نہیں ہیں۔

فارس کے رہنے والے نے کہا کہ ہم بھی خدا کو خالق و رزاق اور واحد لاشریک جانتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ پھر تمھارے دین اور مذہب میں اتنا اختلاف کیوں ہے؟ اس نے کہا۔ دین و مذہب راہ اور وسیلہ ہے کہ جس سے

مقصود حاصل ہے اور مقصود و مطلوب سب کا ایک ہی ہے کسی رستے سے پہنچیں۔
جس طرف جاویں خُدا ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ اگر
سب کا قصد یہی ہے کہ خدا کی طرف پہنچیں پھر ایک دوسرے کو کیوں قتل
کرتا ہے؟ اس نے کہا۔ دین کے واسطے نہیں۔ کیونکہ دین میں کچھ کراہت
نہیں ہے بلکہ مُلک کے واسطے کہ یہ سُنّت دین ہے۔

بادشاہ نے کہا۔ اسے مفصّل بیان کر۔ اس نے کہا ملک اور دین دونوں
توام ہیں کہ ایک بدون دوسرے کے نہیں رہ سکتا۔ مگر دین مُقدّم اور ملک
مؤخّر ہے۔ ملک کے واسطے دین ضرور ہے کہ سب آدمی دیانت دار ہو ویں۔
اور دین کے واسطے ایک بادشاہ چاہیے کہ خلق میں بحکومت احکام دین
کے جاری کرے۔ اسی واسطے بعضے اہلِ دین بعضوں کو مُلک اور ریاست
کے واسطے قتل کرتے ہیں۔ ہر ایک اہلِ دین یہی چاہتا ہے کہ سب آدمی ہمارا
ہی مذہب و دین اور احکام شریعت کے اختیار کریں۔ اگر بادشاہ متوجّہ ہوکر
سُنے تو میں ایک دلیل واضح اس پر بیان کروں۔ فرمایا۔ بیان کر۔

اس نے کہا۔ قتل کرنا نفس کا جمیع دین و مذہب میں سُنّت ہے اور نفس
کا قتل کرنا یہ ہے کہ طالبِ دین اپنے تئیں قتل کرے اور ملک کا طریقہ یہ ہے
کہ مُلک کے دوسرے طالب کو قتل کرے۔ بادشاہ نے کہا مُلک کی طلب
کے واسطے بادشاہوں کا قتل کرنا ظاہر ہے مگر طالبِ دین اپنے نفس کو کیونکر
قتل کرتے ہیں؟ اسے بیان کر۔ اس نے کہا۔ دینِ اسلام میں بھی یہ امر ظاہر
تر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم
بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے مومنوں سے نفس و مال اُن کا مول لے کر ان کے واسطے جنّت مقرّر

کی ہی کہ خدا کی راہ پر قتل کرتے ہیں اور آپ قتل ہو جاتے ہیں۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی آیتیں اس مقدمے پر ناطق ہیں اور ایک مقام موافق حکم توریت کے یہ فرمایا ہی۔ فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ۔ یعنی اگر خدا کی طرف رجوع کرتے ہو تو اپنے تئیں قتل کرو کہ یہ تمھارے لیے خدا کے نزدیک بہتر ہی۔

اور حضرت عیسیٰؑ نے جس وقت کہا۔ راہِ خدا میں کون ہمارا مددگار ہی؟ سب دوستوں نے کہا کہ ہم راہِ خدا میں مددگار ہیں۔ اس وقت حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ اگر ہماری مدد کیا چاہتے ہو تو موت اور دار کے واسطے مستعد ہو کہ ہمارے ساتھ آسمان پر چل کر اپنے بھائیوں کے قریب رہوگے اور اگر ہماری مدد نہ کروگے تو ہمارے گروہ سے تم نہیں ہو۔ آخر وی سب خدا کی راہ پر قتل ہو گئے اور حضرت عیسیٰؑ کے دین سے نہ پھرے۔ اسی طرح اہلِ ہند برہمن وغیرہ اپنے تئیں قتل کرتے ہیں اور جیتے جی طلبِ دین کے واسطے جل جاتے ہیں۔ اعتقاد ان کا یہ ہی کہ سب عبادتوں میں یہی خدا کے نزدیک بہتر ہی کہ توبہ کرنے والا اپنے تئیں قتل کرے اور بدن کو جلا دیوے کہ سب گناہ اس سے عفو ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح الہیات کے عالم اپنے نفس کو حرص و شہوت سے باز رکھ کر عبادت کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ یہاں تک اپنے نفس کو ذلیل کرتے ہیں کہ دنیا کی حرص و ہوس کچھ باقی نہیں رہتی۔ غرض اسی طور پر سب اہلِ دین اپنے نفس کو قتل کرتے ہیں اور اس کو عبادت عظیم جانتے ہیں کہ اس کے سبب آتشِ دوزخ سے نجات پاکر بہشت میں پہنچتے ہیں۔ مگر ہر ایک دین مذہب میں نیک و بد ہوتے ہیں۔ لیکن سب بدوں میں وہ شخص نہایت

بد ہے کہ روزِ قیامت کا مُقِر اور ثوابِ حسنات کا امیدوار نہ ہووے اور گناہوں کی مُکافات سے خوف نہ کرے، اس کی وحدانیت کا مُقِر نہ ہووے کیونکہ رجوع سب کی اسی کی طرف ہے۔

انسانِ فارسی نے جس وقت یہ احوال بیان کر کے سکوت کیا ہندی نے کہا کہ بنی آدمؑ حیوانوں سے عددِ اجناس اور انواع اور اشخاص میں بہت زیادہ ہیں۔ اس واسطے کہ تمام رُبعِ مسکون میں اُنیس ہزار شہر ہیں کہ انواع واقسام کی خلقت ان میں رہتی ہے چنانچہ چین، ہند، سند، حجاز، یمن، حبش، نجد، مصر، اسکندریہ، قیروان اندُلس، قسطُنطُنیہ، آذربیجان، اِرمن، شام، یونان، عراق، بدخشاں، جرجان، جیلان نیشاپور، کرمان، کابل، ملتان، خراساں ماوراء النّہر، خوارزم، فرغانہ وغیرہ ہزاروں ہی شہر و بلاد ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان شہروں کے سوا جنگلوں، پہاڑوں اور جزیروں میں بھی ہزاروں آدمی استقامت اور سکونت رکھتے ہیں۔ ہر ایک کی زبان، رنگ، اخلاق طبیعت، مذہب و صنعت مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو رزق پہنچاتا اور اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ یہ کثرتِ عدد اور اختلافِ احوال اور انواع و اقسام کے مقاصد و مطالب اس پر دلالت کرتے ہیں کہ انسان اپنے غیر جنس سے بہتر ہیں۔ ان کے سوا جو اور حیوانات کی خلقت ہے اس پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہُوا کہ انسان مالک اور سب حیوان ان کے غلام ہیں۔ ان کے سوا اور بھی فضیلتیں ہم میں ہیں کہ جن کی شرح نہایت طول طویل ہے۔

مینڈک نے بادشاہ سے کہا کہ اس آدمی نے انسانوں کی کثرت بیان کی اور اس پر فخر کرتا ہے۔ اگر دریائی جانوروں کو دیکھے اور ان کی انواع واقسام کی شکلیں اور صورتیں مشاہدہ کرے تو اس کے نزدیک انسان بہت کم معلوم

ہوویں اور شہر و بلاد جو بیان کیے وہ بھی کمتر نظر آویں۔ کیونکہ تمام رُبع مسکون میں پندرہ دریا بڑے ہیں۔ دریائے روم، دریائے جُرجان، دریائے گیلان، دریائے قلزم، دریائے فارس، دریائے ہند، دریائے سند، دریائے چین، دریائے یاجوج، دریائے اخضر، دریائے عزبی، دریائے شمالی، دریائے حبش، دریائے جنوب، دریائے شرقی اور پانسو دریا چھوٹے ہیں اور دوسرے بڑے ہیں مثل جیحون و دجلہ اور فرات و نیل وغیرہ کے کہ ہر ایک کا طول سو کوس سے لے کر ہزار کوس تلک ہے۔ باقی اور جنگل بیابان میں جو چھوٹے بڑے نالے ندی، تالاب حوض وغیرہ ہیں، ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان میں مچھلی، کچھوے، نہنگ، سوس، گھڑیال وغیرہ ہزاروں قسم کے دریائی جانور رہتے ہیں جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور شمار نہیں کر سکتا ہے۔

بعضے کہتے ہیں دریائی جانوروں کی سات سو جنس ہیں سوائے انواع و اشخاص کے۔ اور خشکی کے رہنے والے وحوش و درند و بہائم وغیرہ کی پانسو جنس ہیں سوائے انواع و اشخاص کے۔ اور یہ سب خُدا کے بندے اور مملوک ہیں کہ اس نے سب کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور رزق دیا اور ہمیشہ ہر ایک بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔ کوئی امر ان کا اُس سے چھپا نہیں ہے۔ اگر یہ انسان تامل کرکے حیوانات کے گروہ کو دریافت کرے تو ظاہر ہو کہ انسانوں کی کثرت و جمیعت اس پر نہیں دلالت کرتی کہ وہی مالک اور حیوان غلام ہیں۔

پچیسویں فصل

عالمِ ارواح کے بیان میں

مینڈک جس گھڑی اس کلام سے فارغ ہوا جنّ[1] کے ایک حکیم نے کہا۔ اے انسانوں اور حیوانوں کے گروہ کثرتِ خلائق کی معرفت سے تم غافل ہو۔ وہی لوگ جو روُحانی اور نوُرانی ہیں کہ جسم سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے ان کو نہیں جانتے ہو اور وہی ارواحِ مُجرّدہ اور نفوسِ بسیط ہیں کہ طبقاتِ افلاک پر رہتے ہیں۔ بعضے ان میں سے کہ گروہ ملائکہ ہیں وہی کرۂ افلاک پر متعیّن ہیں۔ اور بعضے کہ کرۂ زمہریر کی وسعت میں رہتے ہیں وہی جنّات اور گروہِ شیاطین ہیں۔

پس اگر تم اس خلائق کی کثرت کو دریافت کرو تو معلوم ہو کہ انسان اور حیوان ان کے مقابلہ میں کچھ وجود نہیں رکھتے اس واسطے کہ کرۂ زمہریر کی وسعت دریا اور خشکی سے دہ چند ہے اور کرۂ فلک کی وسعت بھی کرۂ زمہریر سے دس حصّے زیادہ ہے۔ غرض ہر ایک کرۂ فوقانی کو کرۂ تحتانی سے یہی نسبت ہے اور یہ سب کرُے خلائقِ روُحانی سے بھرے ہیں، ایک بالشت بھر جگہ باقی نہیں ہے یہ ارواحِ مُجرّدہ وہاں رہتے ہیں جیساکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ مَا فِی السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ بِوَضْعِ شِبْرٍ اِلَّا وَهُنَاكَ مَلَكٌ قَائِمٌ اَوْ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ یعنی ساتوں آسمان پر ایک بالشت بھر جگہ خالی نہیں ہے کہ وہاں فرشتے خدا کی

---

[1] ن جنوّں

عبادت میں قیام و رکوع اور سجود نہ کرتے ہوں۔ پس اے انسانو! اگر تم ان کی کثرت دیکھو تو معلوم کرو کہ تمھارا گروہ ان کے آگے کچھ مرتبہ نہیں رکھتا۔ اور تمھاری کثرت اور جمعیت اس پر نہیں دلالت کرتی کہ تم مالک ہو اور سب تمھارے غلام۔ کیونکہ سب بندے اللہ کے اور اس کی فوج و رعیت ہیں۔ بعضوں کو بعضوں کے واسطے مسخر اور تابع کیا ہی۔ غرض جس طرح اس نے چاہا اپنی حکمتِ بالغہ سے ان میں احکام انتظام کے جاری کیے۔ ہر حال میں اس کا حمد و شکر ہی۔

حکیم جنّی جس وقت اس کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے انسانوں سے کہا۔ جس چیز پر تم اپنا فخر کرتے ہو اس کا جواب حیوانوں نے دیا۔ اب اور جو کچھ کہنا باقی ہو اُسے بیان کرو۔ خطیب حجازی نے کہا۔ ہم میں اور بھی فضیلتیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ہم مالک اور حیوان غلام ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ انھیں بیان کرو۔ اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے بہت نعمتوں کا وعدہ کیا ہی۔ قبر سے نکلنا، تمام روئے زمین پر منتشر ہونا، حسابِ قیامت، پل صراط پر چلنا، بہشت میں داخل ہونا، فردوس، جنّت النعیم، جنّتِ خُلد، جنّتِ عدن، جنّتِ ماویٰ، دارالسلام، دارُ القرار، دارالمقام، دارُ المتّقین، درختِ طوبیٰ، چشمۂ سلسبیل، نہریں شراب اور دودھ اور پانی سے بھری ہوئیں۔ مکانات بلند، حوروں کی ملاقات، خدا کا قُرب ان کے سوا اور بہت سی نعمتیں کہ قرآن میں مذکور ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے مقرّر کی ہیں۔ حیوانوں کو یہ چیزیں کہاں میسّر ہیں؟ یہی دلیل ہی کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں۔ ان نعمتوں اور فضیلتوں کے سوا اور بھی بزرگیاں ہم میں ہیں جن کو ہم نے مذکور نہیں کیا۔

طائروں کے وکیل ہزار داستان نے کہا۔ جس طرح تم سے اللہ تعالیٰ نے وعدے نیک کیے ہیں اسی طرح تمھارے عذاب کے واسطے وعدے بد بھی

کیے ہیں۔ چنانچہ عذابِ قبر، سوالِ منکر و نکیر، دہشتِ روزِ قیامت، شدّت حساب، دوزخ میں داخل ہونا، عذابِ جہنّم، جحیم، سقر، لظٰی، سعیر، حُطمہ، ہاویہ، پیراہن قطران پہننا، زرداب پینا، زقّوم کے درخت کھانا، مالکِ دوزخ کے قریب رہنا، شیطانوں کے ہمسائے عذاب میں گرفتار ہونا، یہ سب تمھارے واسطے ہیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت سے عذاب و عقاب کہ قرآن میں مذکور ہیں اور ہم ان سے بری ہیں۔ جیسا ہم سے وعدہ ثواب کا نہیں کیا ویسا ہی وعید عذاب کا بھی نہیں کیا۔ خُدا کے حُکم سے ہم راضی و شاکر ہیں۔ کسی فعل و حرکت سے ہم کو نہ فائدہ ہے اور نہ نقصان۔ پس ہم تم دلیل میں برابر ہیں تُم کو فوقیت ہم پر نہیں۔

حجازی نے کہا ہم تم کیونکر برابر ہیں؟ کیونکہ ہم ہر حال میں ہمیشہ باقی رہیں گے۔ اگر خدا کی اطاعت ہم نے کی ہے تو انبیا اور اولیا کے ساتھ رہیں گے اور ان لوگوں سے صحبت رکھیں گے جو کہ سعید، حکیم، فاضل، ابدال، اوتاد، زاہد، عابد، صالح، عارف ہیں اور مشابہت ان لوگوں کو ملائکۂ مقرّبین سے ہے کہ نیکی کرنے میں سبقت کرتے ہیں لقائے ربّانی کے مشتاق ہیں اور اپنے جان و مال سے اسی کی طرف متوجّہ ہیں اور اسی پر توکّل کرتے ہیں، اسی سے سوال کرتے اور اُمّید رکھتے ہیں اور اسی کے خوف سے ڈرتے ہیں۔ اور اگر ہم گنہگار ہیں کہ اس کی اطاعت نہیں کرتے تو انبیا کی شفاعت سے ہماری مخلصی ہو جاوے گی خصوصاً نبی برحق، رسول بے شک سیّدُ المُرسلین، خاتمُ النّبیین، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت سے سب گناہ ہمارے عفو ہو جاویں گے۔ بعد اس کے ہم ہمیشہ جنّت میں حوُر و غلمان کی صحبت میں رہیں گے اور فرشتے ہم سے یہ کہیں گے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِيْنَ۔ یعنے سلام تُم پر، خوش ہو تُم اور

جنّت میں داخل ہو، ہمیشہ اس میں رہو۔ اور تُم جتنے گروہ حیوانوں کے ہو سب ان نعمتوں سے محروم ہوکر دُنیا کی مُفارقت کے بعد بالکل فنا ہوجاؤ گے، نام و نشان بھی تُمھارا نہ رہے گا۔

اس بات کے سُنتے ہی سب حیوانات کے وکیلوں نے اور جنّات کے حکیموں نے کہا اب تُم نے بات حق کی کہی اور دلیل مضبوط بیان کی۔ فخر کرنے والے ایسی چیزوں سے فخر کرتے ہیں۔ لیکن اب یہ بیان کرو کہ وہ لوگ جن کے یہ اوصاف و محامد ہیں اخلاق و خوبیاں اور نیکیاں ان کی کس طور پر ہیں؟ اگر جانتے ہو تو مفصّل بیان کرو۔ سب انسانوں نے ایک ساعت متفکر ہوکر سکوت کی۔ کسی سے بیان نہ ہو سکا۔

بعد ایک دم کے ایک فاضل زکی نے کہا۔ اے بادشاہِ عادل جب کہ حضور میں انسانوں کے دعوے کا صدق ظاہر ہوُا اور یہ بھی معلوم ہوُا کہ ان میں ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ مقرّبِ الٰہی ہیں اور ان کے واسطے اوصافِ حمیدہ، صفاتِ پسندیدہ، اخلاقِ جمیلۂ ملکیّہ، سیرتیں عادلۂ قُدسیہ، احوالِ عجیبۂ غریبہ ہے کہ زبان اُن کے بیان سے قاصر ہے، عقل اُن کی کُنہ صفات میں عاجز ہے، تمام واعظ اور خطیب ہمیشہ مُدّت العمر ان کے وصف کے بیان میں پیروی کرتے ہیں پر قرارِ واقعی اُن کے کنہ معارف کو نہیں پہنچتے، اب بادشاہِ عادل ان غریب انسانوں کے حق میں کہ حیوانات جن کے غلام ہیں، کیا حکم کرتا ہے؟ بادشاہ نے فرمایا کہ سب حیوانات انسانوں کے تابع اور زیرِ حکم رہیں اور ان کی فرماں برداری سے تجاوُز نہ کریں۔ حیوانوں نے بھی قبول کیا اور راضی ہوکر سب نے بہ حِفظ و امان وہاں سے مراجعت کی۔

Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu Series No. 120.

IKHWÁN-US-SAFÁ

Translated from the Arabic into Urdu

by

MAULVI IKRAM ALI

Published by :

The Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu (India),
DELHI

1939

۱۳۲۱ ص ۰۸۲

DUE DATE

١٨٦٩١